

مترجم
محمد نذیر احمد

مصنف
ہارون یحییٰ

مترجم محمد نذیر احمد

کو مظاہر قدرت کے لئے جو اپنے میں شعور، سمجھ، نظم، ذہانت اور خوبصورتی رکھتے ہیں۔ یہ کتاب پیش کرتی ہے اُن مسائل کو جو ڈاروِنسٹس لاپرواہی کے ساتھ نظر انداز کر دیتے ہیں، یا کبھی کوئی تفصیلات میں داخل ہوئے بغیر دعویٰ کرتے ہیں کہ نظریہ ارتقاء درست ہے۔ یہ کتاب بتلاتی ہے کہ کس قدر اُن کا نظریہ، حقیقت میں، بغیر کسی ثبوت کے ہوتا ہے، اور اِن کے تمام رقبہ جات میں اظہارات میں مایوس کُن اور بے بسی کا موقف رکھتا ہے۔

EDUCATIONAL
PUBLISHING HOUSE
www.ephbooks.com

978-81-8223-919-7

مسائل جن کو سمجھنے میں......

”مسائل جن کو سمجھنے میں ڈارونسٹس ناکام رہے ہیں“

”مسائل جن کو سمجھنے میں ڈارونسٹس ناکام رہے ہیں“

مصنف

ہارون یحییٰ

مترجم

محمد نذیر احمد

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی ۶

© جملہ حقوق بحقِ مترجم محفوظ ہیں!

"MASAIL JINKO SAMAJHNE MEIN DARWINSTS NAKAAM RAHE HAIN"

by

Haroon Yahya

Translated by

Mohd. Nazir Ahmad

Mob: 8473563788

Email: zoh786@gmail.com

Year of Edition 2011

ISBN 978-81-8223-919-7

نام کتاب	:	”مسائل جن کو سمجھنے میں ڈارونسٹس ناکام رہے ہیں“
مصنف	:	ہارون یحییٰ
مترجم	:	محمد نذیر احمد
سنِ اشاعت	:	۲۰۱۱ء
مطبع	:	عفیف آفسیٹ پرنٹرس، دہلی ۶

Published by

EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE

3108,Vakil Street, Kucha Pandit, Lal Kuan, Delhi-6(INDIA)

Ph : 23216162, 23214465, Fax : 0091-11-23211540

E-mail: info@ephbooks.com,ephdelhi@yahoo.com

website: www.ephbooks.com

اِنتساب

میں یہ ترجمہ اپنی عزیز بہن مرحومہ محمدی بیگم صاحبہ کے نام منسوب کرتا ہوں، جو اپنی زندگی میں ہر رشتہ کو بہ حُسن وخوبی بہ رضا ورغبت نباہتی رہی تھی۔

محمد نذیر احمد
(مترجم)

☆☆

''مسائل جن کو سمجھنے میں ڈارونسٹس ناکام رہے ہیں''

''تو کہہ بھلا، دیکھو تو اپنے شریکوں کو جن کو پکارتے ہو اللہ کے سوائے، دکھلاؤ تو مجھ کو کیا بنایا ہے زمین میں انہوں نے یا کچھ ان کا ساجھا ہے آسمانوں میں، یا ہم نے دی ہے ان کو کوئی کتاب سو یہ سند رکھتے ہیں اس کی کوئی نہیں، پر جو وعدہ بتلاتے ہیں گناہگار ایک دوسرے کو سب فریب ہے۔''

(سورۂ فاطر، 40)

☆☆

Darwinists سمجھنے سے قاصر ہیں

فہرست

☆☆

تعارف مصنف

عدنان اختر جو ہارون یحییٰ کے قلمی نام سے لکھتے ہیں، 1956 میں ترکی کے شہر انقرہ میں پیدا ہوئے تھے۔ 1980 کے دہے سے انھوں نے کئی ایک کتابیں، عقیدہ سے متعلق، سائنسی اور سیاسی موضوعات پر شائع کرواتے رہے ہیں۔ ہاروں یحییٰ بطور اہم موضوعاتی مصنف کے، ارتقاء پسندوں کے جھوٹے دعوؤں کے پول کھولنے میں اور ڈاروینیزم اور فاشزم وکمیونیزم کے درمیان سیاہ گٹھ جوڑ پر اہم کام سرانجام دینے کے لئے عالمی شہرت کے حامل رہے ہیں۔

مصنف کے تمام کام ایک واحد مشترکہ مقصد رکھتے ہیں— تشہیر افکار قرآنی، اور قارئین کی حوصلہ افزائی کی خاطر، بنیادی عقائد سے متعلق موضوعات جیسے اللہ کا وجود اور اس کی وحدانیت اور بعد کی زندگی کے بارے میں، مذہب بیزار نظاموں کی کمزور بنیادوں اور بگڑے ہوئے نظریات کا انکشاف کرنا وقت کی اہم ضرورت سمجھتے ہیں۔

ان کی 300 سے زائد کتابوں میں سے بیشتر کا ترجمہ 63 مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ مصنف کو دنیا بھر میں پڑھا جاتا ہے۔ ایک لحاظ سے، اللہ کے فضل وکرم سے، ہارون یحییٰ کے کتابوں کے ذریعہ لوگ 21 ویں صدی میں، امن، انصاف اور خوشیاں حاصل کریں گے جیسا کہ اللہ کا وعدہ ہے۔

☆☆

قارئین سے خطاب

ایک خاص باب (chapter) نظریہ ارتقاء کے خاتمہ پر، مختص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ نظریہ تمام روحانی فلسفوں کی مخالفت کی بنیاد ہوتا ہے، گذشتہ ڈیڑھ سو سالوں کے دوران ڈاروینیزم، تخلیق کی حقیقت سے انکار اور اللہ کے وجود کی نفی کرتا رہا ہے، لوگوں کو ان کے عقیدے سے برگشتہ کرنے اور عقائد سے متعلق دلوں میں شبہات پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا رہا ہے۔ ایک لحاظ سے یہ نظریہ ارتقاء کی ترجمانی کرتا ہے۔ اس لئے عوام کا ایک اہم فریضہ اور ناگزیر ضرورت ہے کہ سمجھیں کہ نظریہ ارتقاء ایک دھوکہ ہے، اور اس کی پہنچ سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں۔

ہمارے قارئین میں سے چند ہی پاتے ہیں موقعہ پڑھنے کا ہماری کتابوں میں سے صرف ایک ہی کتاب اس لئے ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ مناسب ہوگا کہ رکھ چھوڑیں ہر ایک کتاب میں ایک باب نظریہ ارتقاء پر۔ مصنف کی ساری کتابوں میں، عقیدے سے متعلق مسائل، قرآنی آیات کی روشنی میں سمجھائے جاتے ہیں، اور لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ جانیں اللہ کے الفاظ اور ان کے لحاظ سے اپنی زندگیاں گزاریں۔

تمام موضوعات جو اللہ کی آیات سے متعلق ہوتی ہیں، اس طرح سمجھائی جاتی ہیں کہ قارئین کے دل و دماغ میں شکوک وشبہات یا سوالات کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ پُرخلوص، سادگی اور خوش اسلوب طرز تحریر کا استعمال یقین دلاتا ہے کہ ہر عمر کا ہر ایک شخص جو کسی بھی مکتب خیال سے وابستہ ہوتا ہے، آسانی کے ساتھ ان کتابوں کو سمجھ سکتا ہے۔

یہ متاثر کن اور صاف انداز بیان ممکن بناتا ہے پڑھ ڈالنے کتابوں کو ایک ہی نشست میں۔حتٰی کہ وہ جو سختی سے روحانیت کو رد کرتے ہیں، متاثر ہوتے ہیں ان حقائق سے جو پیش کئے جاتے ہیں ان کتابوں میں، اور ان کتابوں کے متن کی سچائی کو جھٹلا نے نہیں پاتے ہیں۔

ہارون یحیٰی کی یہ کتاب اور دوسری تمام کتابیں انفرادی طور پر یا ایک گروپ میں پڑھی اور زیر بحث لائی جاتی ہیں۔ وہ قارئین جو کتابوں سے فائدہ کمانا چاہتے ہیں، ان مباحث کو بہت ہی کارآمد پاتے ہیں کیونکہ وہ ایک دوسرے کو ان کے اپنی کتابوں سے متعلق تاثرات اور تجربات سے آگاہ کر سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں، یہ ایک اسلام کی بڑی خدمت ہوتی ہے کہ لوگ طباعت میں معاون ہوں اور ان کتابوں کو وسیع پیمانہ پر خاص و عام کرنے میں دلچسپی دکھائیں۔ کیونکہ یہ کتابیں اللہ کی خوشنودی کے لئے لکھی گئی ہیں۔

یوں تو مصنف کی سب ہی کتابیں ایقان سے بھری ہوتی ہیں، اس لحاظ سے سچے مذہب کو دوسروں تک پہنچانے کا سب سے بہتر طریقہ لوگوں کو ان کتابوں کو پڑھنے کے لئے راغب کرنا اور حوصلہ افزائی کرنا ہوتا ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ قاری، مصنف کی اور دوسری کتابوں کے آخری صفحات کا بھی بطور خاص مطالعہ کریں گے، جو ان کے گرانقدر سرچشمہ مواد عقیدے سے متعلق ہوتے ہیں جو نظریہ ارتقاء کی تردید کرتے ہیں۔

یہ سب کتابیں پڑھنے میں فرحت بخش، سبق آموز اور کارآمد ہوتی ہیں اور ہر لحاظ سے قابل تحسین بھی۔

ان کتابوں میں بعض دوسری کتابوں کے برخلاف، تم نہیں پاؤ گے، مصنف کی شخصی رائے زنی کہیں بھی، اور وضاحتیں نا قابل بھروسہ ماخذوں پر مبنی نہیں ہوتی ہیں، طرز تحریر میں مقدس موضوعات سے متعلق عزت و احترام کا بطور خاص خیال رکھا جاتا ہے اور غیر ضروری فضول کے مباحث سے، جو دماغ میں شبہات اور دل میں انحراف کا رجحان پیدا کرتے ہیں، سے احتراز کیا جاتا ہے۔

☆☆

مصنف کے بارے میں

عدنان اختر، مصنف، قلمی نام ہارون یحیٰی کے نام سے لکھتے ہیں، انقرہ میں 1956ء میں پیدا ہوئے تھے۔ ابتدائی اور ثانوی تعلیم انقرہ میں مکمل کرنے کے بعد انھوں نے آرٹس کی تعلیم استنبول کے ممارسنان یونیورسٹی سے اور فلاسفی کی تعلیم استنبول یونیورسٹی سے حاصل کی تھی۔ 1980ء کے دہے سے سیاست، سائنس اور عقیدے سے متعلق مسائل پر کئی ایک کتابیں شائع کروائی ہیں۔ ہارون یحیٰی نے بحثیت مصنف ارتقا پسندوں کے جھوٹے دعوؤں کی پول کھولنے میں اور فاسیزم و کمیونیزم اور ڈاروینیزم کے درمیان سیاہ گٹھ جوڑ پر اہم کام سرانجام دینے کے لئے کافی عالمی شہرت رکھتے ہیں۔

ہارون یحیٰی کے کام کا ترجمہ دنیا کے 63 مختلف زبانوں میں ہوا ہے۔ جو مجموعی طور پر 55 ہزار صفحات اور 40 ہزار تصویری توضیحات رکھتا ہے۔

ان کا قلمی نام دو مقدس پیغمبروں کی یاد میں رکھا گیا ہے جنہوں نے عدم عقیدگی کے خلاف جدوجہد کی تھی۔ پیغمبر کی مُہر کتابوں کے cover پر اس بات کی علامت ہے کہ ان کے کتابوں کے متن، پیغمبر کے عزم سے منسلک ہے۔ یہ نمائندگی کرتی ہے قرآن اور حضرت محمدؐ کی۔ قرآن اور سنت کی رہنمائی میں مصنف اپنا عین مقصد سمجھتے ہیں کہ تردید کریں ہر بنیادی دہریائی نظریات کی اور رکھے رسول اللہ کے آخری خطبہ کو ہمیشہ پیش نظر تا کہ مذہب کے خلاف اٹھنے والے اعتراضات کو مکمل طور پر خاموش کرا سکیں۔ آخری پیغمبر، جن کو انتہائی ذہانت اور اکمل اخلاق حاصل ہیں، کی مُہر کو بطور ایک علامت عزم کے رکھتے ہیں،

پورا کرنے رسول اللہ کے آخری خطبہ کو، عزم محکم کے ساتھ۔

ہارون یحییٰ کے سارے کام اپنے میں رکھتے ہیں ایک واحد مقصد — تشہیر افکارِ قرآنی— قارئین کی ہمت افزائی کرنا سمجھنے عقیدے سے متعلق بنیادی مسائل، اللہ کا وجود اور اللہ کی وحدانیت، بعد کی زندگی، اور دہریائی نظاموں کے کمزور بنیادوں اور ان کے بگڑے ہوئے نظریات کو طشت از بام کرنا، ہوتا ہے۔

کئی ایک ممالک میں ہارون یحییٰ کو پڑھاجاتا ہے، انڈیا سے امریکہ تک، انگلینڈ سے، انڈونیشیا تک، پولینڈ سے بوسنیہ تک، اور اسپین سے برازیل تک، ملیشیا سے اٹلی تک، فرانس سے بلغاریہ اور روس تک،

ان کی بعض کتابیں ذیل کی زبانوں میں دستیاب ہیں:- انگلش، فرنچ، جرمن، اسپانش، اٹالین، پُرتگیز، اردو، عرابک، البنین، چائنیز، سواہیلی، ہاسا، ڈِھیویہی، روسی، سربوکروٹ (بوسنین)، پولیش، مالے، یویگر، ترکی، انڈنیشین، بنگالی، ڈانشن اور سویڈش۔ وغیرہ ہیں۔ ان کی ساری دنیا میں قدر دانی ہے۔ یہ کتابیں ایک بہترین ذریعہ رہی ہیں کئی ایک لوگوں کے لئے دوبارہ ایمان لانے اللہ پر اور حاصل کرنے بالغ نظری اپنے عقیدہ میں۔ مصنف کی کتابیں ادراک اور اخلاص اور امتیازی طرز تحریر کے ساتھ سمجھنے میں آسان، بالراست اثر انداز ہونے میں بے مثل ہوتے ہیں۔ ہر ایک جو اِن کو پڑھتا ہے وہ سنجیدگی کے ساتھ سمجھتا ہے ان کتابوں کو، اور بیشتر قارئین تائید نہیں کر پاتے دہریت کی یا کوئی بگڑے ہوئے نظریات کی یا مادی فلاسفی کی، کیونکہ یہ کتابیں تیزی سے اثر انداز ہونے کی، خاطر خواہ نتائج پیدا کرنے کی، اور ناقابل تردید صلاحیتوں کو ابھارنے کی خاصیت رکھتی ہیں۔ حتّٰی کہ اگر پڑھائی کے عمل کو بدستور جاری رکھا جائے تو وہ ایک جذباتی اصرار بھی پیدا کرتے ہیں، کیونکہ یہ کتابیں، دہریائی نظریات کو سیدھے ان کی بنیادوں سے اکھاڑ پھینکتی ہیں۔ تمام دور حاضر کے انکاری تحریکات اب نظریاتی طور پر شکست فاش سے دوچار ہوچکے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہارون یحییٰ کی کتابیں اس فیلڈ میں اہم ترین کام سرانجام دے رہی ہیں۔ بے شک یہ ایک نتیجہ ہے قرآن کی ذہانت اور صاف گوئی کا۔ مصنف سادگی سے ارادہ

کرتے ہیں خدمت کرنے کا بطور ایک مقصد کے انسانیت کی تلاش میں اللہ کے صراط مستقیم کے لئے۔ ان کتابوں کی اشاعت میں کوئی مالی نفع کارفرما نہیں ہے۔ وہ جو دوسروں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، پڑھنے ان کتابوں کو، کھولنے ان کے دماغوں کو اور دلوں کو اور ان کی رہبری کرتے ہیں ہونے زیادہ خودسُپرد بندے اللہ کے، گویا کہ کرتے ہیں ایک عمدہ خدمت اللہ کی راہ میں۔

اس دوران، یہ تضیع اوقات اور توانائی ہوگا، اور اگر اور دوسری کتابوں کو بڑھاوا دیں جو لوگوں کے ذہنوں میں ابتری پیدا کرتی ہیں، لے جاتی ہیں انہیں نظریاتی اختلال (بدنظمی) کی طرف اور جو واضح طور پر نہیں رکھتی کوئی مضبوط اور جامع اثرات دور کرنے لوگوں کے دلوں کے شبہات کو، ایسے میں کیا تصدیق کرسکیں گے وہ سابقہ تجربات سے۔ قارئین پر کتابوں کا اثر انداز ہونا ناممکن ہوجاتا ہے جبکہ کتابوں کا اس طرح ترتیب پانا کہ ان سے مصنف کی ادبی طاقت پر زور دینا ملحوظ ہوتا ہے، بجائے اس کے لوگوں کو عقیدہ کھو دینے سے محفوظ رکھنے کا بلند تر مقصد پیش نظر ہو۔ یہ بلند تر مقصد ایک بڑا اثر مرتب کرتا ہے ایمان کو مضبوطی سے قائم رکھنے میں۔ وہ جو اس پر شک کرتے ہیں، دیکھ سکتے ہیں کہ ہارون یحییٰ کی کتابوں کا مقصد، بداعتقادی پر قابو پانا اور تشہیر افکار قرآنی ہے۔ کامیابی اور اطلاق ظاہر ہوتا ہے قارئین کے اعتقاء میں۔

ایک بات ہمیشہ دماغ میں رکھنی چاہیے کہ لوگوں کی کثیر تعداد کے لئے ظلم، برائیاں اور دوسرے خوفناک واقعات کو برداشت کرنے کی اہم وجہ بداعتقادی کے نظریات کا پھیلاؤ ہے۔ یہ سب معاشرے کی برائیاں، بداعتقادی کے نظریات کی شکست سے ختم ہوسکتے ہیں۔

جب ہم پہنچاتے ہیں خدائی تخلیق کے عجوبے، اور قرآنی اخلاقی اقدار اور سائنسی انکشافاتی معلومات لوگوں تک، تو لوگ ان تعلیمات پر عمل کر کے سُکھ اور چین کی زندگی گزار سکتے ہیں۔ اگر دنیا کی موجودہ حالت پر غور کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ یہ حالات دنیا کو لے جارہے ہیں تشدد، بدنظمی اور جھگڑوں کے گہرے بھنور میں، لہٰذا صاف طور سے ہماری آواز کو وقت کی پکار بنانے کے لئے ہمیں اپنا لائحہ عمل متاثر کن انداز میں تیز رفتاری سے

ساری انسانیت کے سامنے پیش کرنا ہوگا ورنہ بعداز وقت کی بات ہو جائے گی۔

اس کوشش میں ہارون یحییٰ کی کتابیں ایک اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ اللہ کے کرم سے یہ کتابیں ہوں گی ایک اہم وصیلہ جس کے ذریعہ ۲۱ ویں صدی کے لوگ حاصل کر سکیں گے امن، انصاف اور خوشی جیسا کہ قرآن میں وعدہ کیا گیا ہے۔

یوں تو مصنف ۳۰۰ سے زائد کتابیں لکھ چکے ہیں۔ جن میں سے بیشتر کتابیں انگلش اور دیگر زبانوں میں دستیاب ہیں۔

تفصیلات کے لئے پتہ ذیل پر موصوف سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

workwithus@harunyahiya.com

مصنف کی کتابوں کی ایک فہرست منسلک ہے۔

☆☆

تمہید Introduction

’’وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور فکر کرتے ہیں آسماں اور زمین کی پیدائش میں، کہتے ہیں اۓ رب ہمارے تو نے یہ بے کار نہیں بنایا، تو پاک ہے سب، عیبوں سے، سو ہم کو بچا دوزخ کے عذاب سے۔‘‘ (سورۂ آل عمران، 191)

اللہ، تمام عالموں کا حکمراں، اپنے فرمانبردار بندوں کو ہدایت دیتا ہے کہ اس کی پیدا کردہ چیزوں پر اس کا شکر ادا کریں۔ اس کی اہم وجوہات میں سے ایک کہ وہاں پر شہادت ہوتی ہے اللہ کے وجود کی اور اس کی زبردست تخلیق کی زمیں اور آسماں میں اور وہ تمام میں جن کو اس نے پیدا کیا ہے، ان شواہد کو دیکھ کر ایمان والے اللہ کے اور قریب کھنچے چلے آتے ہیں۔ وہ جو کہ ایمان رکھتا ہے قادر مطلق اللہ پر، دیکھتا ہے اس کی طاقت اور بڑائی کو ایک پھول کی کلی میں، ہر واحد خلیہ میں جس کا وہ مشاہدہ کرتا ہے خوردبین میں، ایک شاندار درخت جو اپنی شاخیں پھیلائے ہوتا ہے آسمان کی جانب، پھلوں کے پلندہ کے اندر اس کے بیرونی چھلکوں میں، حیوانات میں یا ایک واحد بیج میں۔ اس لئے، غور فکر، خوبصورتی پر جس کا کوئی شخص سامنا کرتا ہے، مضبوط کرتا ہے کسی کے بھی اعتقاد کو جو یقین رکھتا ہے اللہ کے وجود میں۔ کیونکہ اللہ، تمام جہانوں کا مالک ہے، پیدا کیا ہے ساری چیزوں کو اور اس کی طاقت رچی بسی ہوتی ہے ہر سوز میں پر، آسمان پر۔

پھر بھی اکثر لوگ دنیا میں پھیلی ہوئی مختلف اشیاء کو دیکھ کر تاثر کا اظہار نہیں کرتے۔ تفصیلات جو وہ مشاہدہ کرتے ہیں یا معلومات وہ حاصل کرتے ہیں — یا کسی حد

تک، وہ ایسا کرنے سے باز رہتے ہیں۔ وجہ عام طور سے ان کی بید لی، اللہ کے وجود کو دیکھنے سے متعلق ہوتی ہے۔ ان لوگوں میں سے بعض ماہرین توالد و تناسل (geneticists) اور سائنس دان، بعضے DNA دریافت کنندگان نتیجتاً نوبل انعام یافتگان، اور بعض دوسرے سیاروں کے مداروں کے دریافت کنندگان اور انجام دیئے ہوئے بے شمار حسابات اور تحصیل علم کئے ہوئے ہیں۔ اور بھی دوسرے جوہر کے اندرونی تہہ تک پہنچنے والے اور شناخت کرنے والے ذیلی جوہری ذرات کو جو خالی آنکھ کو دکھائی نہ دیں۔ اور بھی دوسرے ہوتے ہیں نباتاتی ماہرین جو جانتے ہیں کہ ایک واحد دانہ زیرہ کا سفر کر سکتا ہے کئی کیلومیٹرس، بارآور کرنے دوسرے پودوں کو جو اسی اصناف سے تعلق رکھتے ہیں۔ بعض دوسرے، واقف ہوتے ہیں کہ انسانی بھیجہ کے خلیات میں سے ہر ایک نمائندگی کرتا ہے ایک زبردست معجزہ کی۔

اکمال ان کی اپنے اجسام میں، حیوانات میں، پودوں میں اور دوسرے تمام وجود یعنی پتیوں میں جو ان کے اطراف میں ہوتے ہیں، مسلسل ان کے آنکھوں کے سامنے لائے جاتے ہیں۔ پھر بھی یہ لوگ کبھی غور نہیں کرتے جو کچھ کہ وہ دیکھتے ہیں، معائنہ کرتے اور بخوبی جانتے ہیں تاہم نہیں سمجھ پاتے اللہ کی عظمت کو۔

اگر وہ تاثر کا اظہار کرتے ہیں ان کے پیچیدہ نظامس پر اور حتّٰی کہ اور زیادہ حیرت انگیز ساختوں پر قدرت میں، وہ دیکھتے ہیں وجود کو اور بڑائی کو اللہ کی۔ ایسا کرتے ہوئے، وہ قدردانی کرتے ہیں اللہ کی تخلیقی کاریگری کی اور اس کے تخلیقات کے شاندار کاموں کی۔ بہت سادہ اور معمولی مقاصد کی جستجو میں رہنے سے، وہ اللہ کی خاطر جینے کی ضرورت کو جان لئے تھے۔ وہ دیکھ پاتے تھے اللہ کے مطلق وجود اور اقتدار اعلیٰ کو ہر طرف اور، رضا و رغبت کے ساتھ یا یونہی تسلیم کر لیا تھا کہ وہ جی رہے ہیں ان تقدیروں کے ساتھ جو اللہ نے ان کے لئے مقدر کی تھی۔ یہ اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ کیوں لوگ جو تکبر سے اپنے آپ کو برتر سمجھتے ہیں اور اس بات پر قائم رہتے ہیں کہ سارے جاندار پیدا نہیں کئے گئے تھے اللہ سے، اور نظر انداز کرتے ہیں اللہ کی خاطر جینا اور جو لگے رہتے ہیں اپنے آپ کو مطمئن کرنے اس دنیا کی زندگانی سے بجائے یقین رکھنے اور زندہ رہنے واسطے — بعد کی زندگی

کے لئے، ترجیح دیتے ہیں بغیر مصروف رہنے کہ اللہ کا شکر بجالانے میں ہے ان کے لئے واحد راستہ، نظر انداز کرنا حقائق کو، وہ جانیں گے اگر سمجھیں گے، ہوتا ہے مطلق خیال نہ کرنا اس بارے میں، نافرمان ہونا اللہ کے حضور میں۔

Darwinists جو سائنس کی تاریخ میں سب سے بڑا دھوکہ دہی کا ارتکاب کیا ہے، ہوتے ہیں انوکھی مثالیں ایسے لوگوں کی۔

اس کتاب کا مقصد ان مسائل کا اظہار کرنا ہوتا ہے جن کو Darwinisits سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے، وہ تخلیق کی حقیقت پر اعلانِ جنگ کرتے ہیں۔ وہ کائنات کی ہر چیز کی پیدائش کو ان کے شاندار پیچیدہ اور خوبصورت تفصیلات کے ساتھ، اتفاقات پر محمول کرتے ہیں، جو محض اللہ کے وجود سے انکار کی خاطر ایسا خیال پیش کرتے ہیں۔ وہ ضمیر کی کوئی ملامت نہیں رکھتے، بارے میں قائم رکھنے اس لاشعورانہ اور بے قاعدہ واقعات کو، ان مظاہر قدرت کی پیدائش کا ذریعہ جو پیدا کرتے ہیں شعور، سمجھ، نظم، ذہانت اور خوبصورتی۔ یہ کتاب ان مسائل کو پیش کرتی ہے جو Darwinists بڑی لاپرواہی کے ساتھ نظر انداز کر دیتے ہیں یا وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ نظریہ ارتقاء پورے طور پر وضاحت کرتا ہے مسائل کا، حالانکہ یہ وضاحت کبھی بھی تفصیلات میں داخل ہوئے بغیر ہوتی ہے۔ یہ کتاب بتلاتی ہے کہ کس قدر ان کا نظریۂ حقیقت میں، بغیر ثبوت کے ہوتا ہے، علاوہ اس کے مایوس کن اور تمام رقبہ جات حیات میں بے بسی کا موقف رکھتا ہے۔ ان کا دھوکہ اور فریب ابھرا تھا۔ Darwinists کی رہبری سے جو وہ دوسروں کو اپنے مافی الضمیر کے اظہار سے روکتے اور ان کو تلقین کرتے تھے یقین کرنے کہ وہاں ہوتی ہے ایک سیدھی سادی سی وضاحت زندگی کے لئے زمین پر۔ لیکن کتابوں، کانفرنس اور ویڈیو فلموں کے ذریعہ اللہ کے وجود سے متعلق جو ثبوت ظاہر ہوتے ہیں، اکثر لوگ ڈاروینیزم کے دھوکہ دہی سے واقف ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اب جان لیتے ہیں کہ اتفاق کسی بھی چیز کا جواز نہیں ہوتا۔ اور انہوں نے سمجھ لیا ہے کائنات میں موجود توازن و تعادل کو، اور شروع کر دیا ہے پتہ چلانا خود کے وجود کے اکمال، اور پیچیدہ کیفیات کا۔ وہ یہ بھی جان چکے ہیں کہ زندگیاں جو وہ گذارتے ہیں مطلق

سادہ نہیں ہوتی ہیں، برخلاف اس کے جو Darwinists پیش کرتے ہیں۔ اب تو یہ صرف ڈارونسٹس ہی ہیں جو ان مسائل کو سمجھنے میں ناکام ہیں۔ زور دیتے ہوئے اللہ کے وجود سے متعلق بے شمار ثبوتوں میں سے صرف چند ہی کافی ہیں جن میں سے حتّٰی کہ ایک کی بھی Darwinists وضاحت نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ ہوتی ہے اس زمانہ کی سب سے اہم بات کہ ڈارونیزم اپنا اثر کھوتا جا رہا ہے۔

Darwinists کیا سمجھنے میں ناکام ہیں—— اس بات پر غور کرتے ہو، تو تم دیکھتے ہو، ان چیزوں کو جن کو ڈارونسٹس سائنس دان اور دوسرے ارتقائی نظریاتی ماہرین نے، جو دھوکہ دیتے آئے تھے ساری دنیا کو گذشتہ صدی کے دوران، انکار کیا تھا سمجھنے سے، یہ چیز بتاتی ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے سائنسی شواہد کی روشنی میں کبھی کوئی کام نہیں کیا تھا بلکہ صرف جھوٹے ثبوتوں اور جعلسازیوں کے ساتھ انہوں نے کام کرنا چاہا تھا۔ وہ دقیانوسی، تعصّبانہ اعتقادات سے متاثر ہو کر عوام کی طاقت اور منطق کا ڈیڑھ سو سال تک مذاق اڑاتے رہے تھے۔ کوئی بھی صاحب سمجھ سامنا کرتا ہے اللہ کی حقیقت کا جو مالک ہے ہم تمام کا، پیدا کیا ہے ہر چیز کو آسمانوں اور زمین میں ایک لمحہ میں، صرف ایک واحد حُکم سے۔ Darwinists بند کر لیتے ہیں اپنی آنکھیں اور انکار کرتے ہیں اظہار تشکر کرنے سے۔ ان کے لئے ناممکن ہوتا ہے حساب دینا ان تمام بے شمار حقائق کا جب تک کہ اللہ ایسا نہیں چاہتا ہے۔ اللہ کے شاندار کام جاری رہتے ہیں ثابت کرنے تخلیق کی حقیقت کو زیادہ طاقتور انداز میں ہر گذرتے ہوئے دن کے ساتھ۔ اللہ زبردست ہے اور قدرت والا ہے، تمام چیزوں کا مالک ہے اور ان سب کا بے عیب خالق ہے۔

آیت پیش ہے:

''یہی اللہ تمہارا رب ہے، نہیں ہے کوئی معبود سوا اس کے پیدا کرنے والا ہر چیز کا سو تم اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر کارساز ہے۔'' (سورۃ انعام، 102)

آیت پیش ہے:

اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں، بیشک اللہ وہی ہے بے پرواہ، غنی سب

خوبیوں والا، اور اگر جتنے درخت ہیں زمین میں قلم ہوں اور سمندر ہوں اس کی سیاہی اس کے پیچھے سات سمندر، نہ تمام ہوں باتیں اللہ کی بے شک اللہ زبردست ہے حکمتوں والا۔

(سورۃ لقمان، 26,27)

اللہ کی شاندار تخلیق کے بارے میں بدیع الزماں سعید نرسی کہتے ہیں یہ: کس بات کے ساتھ تم وضاحت کر سکتے ہو اس لامحدود معجزاتی حیرت انگیز کیفیات کو! کس بات پر تم محمول کر سکتے ہو ان حقیقی لاجواب کاریگری کو!

☆ ڈارونسٹس ایک معجزہ کے انتظار میں ہیں

ارتقاء کا ریکارڈ اب بھی عجیب سا انداز رکھتا ہے اور، طنزیہ طور پر، ہم حتّٰی کہ رکھتے ہیں چند ہی مثالیں ارتقائی بدلاؤ کی مقابلہ میں ڈاروِن کے زمانہ کے اس سے میرا مطلب ہے کہ کلاسیکی صورتیں ڈارونی بدلاؤ کے فاسل ریکارڈ میں، جیسا کہ گھوڑوں کے ارتقاء میں شمالی امریکہ میں، بدلے جاتے رہے تھے یا ترک کر دیئے گئے تھے، زیادہ تفصیلی معلومات کی خاطر۔ جو کچھ کہ ظاہر ہوتا ہے ایک بہتر سادہ تبدیلی سے جبکہ نسبتاً محض چند ہی اعداد دستیاب تھے، لیکن اب معلوم ہوتا ہے قدرے زیادہ پیچیدہ اور کم تدریجی۔ اس لئے ڈارونی مسلہ ہنوز کم نہیں ہوا ہے۔

David Raup ایک ارتقاء پسند، آثار مُتحجّرہ کا ماہر، شکاگو یونیورسٹی میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا کہ 1859 میں نظریہ ارتقاء ایک انتہائی خطرناک ماحول میں فروغ پایا تھا اور اس دعویٰ کے ساتھ ابھرا تھا کہ عوام نے اسے پہلے کبھی سنا نہ تھا۔ وہ تھا مفروضہ کہ تمام جاندار ایک دوسرے سے بالکلیہ بے قاعدہ قدرتی واقعات کے نتیجہ میں ارتقاء پذیر ہوئے تھے بغیر کسی خدائی ذہانت کی مداخلت کے۔

چارلس ڈاروِن نے، 1859 میں اپنی کتاب، The origin of species میں لکھا تھا پیش کرنے اس کے نظریہ کے اہم نکتہ کو کہ جاندار ہوتے ہیں قابل، نمو پانے دوسرے زندہ اصناف میں۔ اس کے بالکلیہ تخیلاتی منظرناموں کی بنیاد پر، اس نے بے کار کی

کوشش کی تھی مخالفت میں اس حقیقت کہ جاندار واقعتاً پیدا کئے گئے ہیں اللہ کی قدرت کاملہ سے۔19ویں صدی میں پھیلے ہوئے سائنسی جہالتی ماحول میں، ڈارون اپنے دعویٰ کی تائید میں کوئی شہادت مطلق نہیں رکھتا تھا۔وہ اپنے مفروضہ کی تائید میں کوئی بھی سائنسی test استعمال نہیں کرتا تھا۔بہت ہی اہم ثبوت کا ذریعہ جو وہ یقین رکھتا تھا کہ اس کے مفروضہ کی تائید کرے گا—وہ تھے فاسل ریکارڈ—جو نہ پیش کر سکے ذرہ بھر شہادت اس کی تائید میں۔ یہی وجہ تھی کہ ڈارون صاف طور پر زور دیتا تھا کہ اس کا مفروضہ ثابت ہو جائے گا سائنس کی دریافتوں سے مستقبل میں۔اس نے توقع کی تھی ایک معجزہ کی، ایسا معجزہ، اس کے خیال میں کہ کسی طرح ثابت ہو جائے گا کہ حقیقت میں ارتقاء واقع ہوا ہوگا۔ڈارون کے دنوں میں، توالدوتناسل کی سائنس اور DNA نامعلوم تھے۔اس زمانہ میں بہت ہی کم فاسل ریکارڈس تھے، اور ٹکنالوجی اتنی زیادہ ابتدائی Stage میں تھی کہ کسی قسم کا موقع دے نہیں پاتی تھی تحقیقات کو فاسل کے یا جاندار کے anatomy میں۔ڈارون توقع رکھتا تھا ایک بڑی دریافت کی توقع جو ثبوت مہیا کر سکے اس کے دعویٰ کی—ایک دریافت جس کے لئے ڈارون ہنوز انتظار میں رہا تھا۔

اس کے حامی بعد ازاں جاری رکھی ہے اپنی مُہم محض اس قسم کے ایک معجزہ کے لئے۔لیکن فی زمانہ پیمانہ معجزہ کا جو درکار تھا وقت کے ساتھ کافی بڑھ چکا تھا۔سائنسی ترقیاں تفصیل میں بتلاتی ہیں پیچیدہ ساختیں جانداروں میں اور پہلے سے نامعلوم سالماتی نظاموں کو واضح کرتی ہیں وسیع اضافہ جات علم توالدوتناسل (genetics) میں ظاہر کرتے ہیں غیر معمولی ساختوں کو جیسے DNA اور بے شمار اور دوسرے اصناف کو جو دریافت کئے گئے تھے زمین پر، ان تمام کا Darwinists کو سامنا کرنا ہوگا۔علاوہ ازیں، فاسل ریکارڈس ایک بھی مثال نیم نمویافتہ زندگی کے اشکال کی، پیش کرنے نہیں پا سکے ہیں۔جن کی نظریہ ارتقاء نے پیشن گوئی کی ہے۔واقعتاً ریکارڈ بتلاتا ہے کہ اصناف جو کبھی ہوا کرتے تھے ماضی میں اور جو کہ حتّٰی کہ بیان کئے گئے تھے بطور عبوری اشکال کے وہ اب بھی زندہ ہیں زمانہ حال میں یا بغیر کسی تبدیلی سے گزرے ہوئے ہوتے ہیں وہی اصناف۔نظریہ ارتقاء کسی سوال کا جواب

نہ دے سکا ہے، جو سوالات ڈارون کے زمانے سے اٹھتے آئے ہیں، اس کے کسی تائیدی شہادت کا بالکلیہ ہی فقدان رہا ہے۔

ایک معجزہ کے لئے تلاش جس کی ڈارون نے ابتداء کی تھی ہنوز آج بھی زمانہ لے کے چلا جا رہا ہے۔تاہم اس تمام عرصہ کے دوران، ایک بھی واحد پیش رفت یا دریافت اس نظریہ ارتقاء کی تائید میں وقوع پذیر نہیں ہوئی ہے۔بالکل اس کے برخلاف، بے شمار ناقابل تردید ثبوت نظریہ ارتقاء کے ناکارہ پن کو ظاہر کرتے رہے ہیں۔تاہم ان کی مُہم جوئی میں کسی قسم کی کمی کرنے سے انکار کرتے ہیں۔وہاں پر وقت کے ساتھ ساتھ لکھوکھا سوالات ایسے رہے ہیں جن کے ارتقاء پسندوں کو جوابات دینے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔کیسے بہت زیادہ حساس باقاعدہ ساختیں اور غیر معمولی زندگی کے اشکال میں پیچیدگی—جن کے بارے میں ارتقاء پسند استدلال کرتے ہیں کہ وہ ابھرے ہیں ایک دوسرے سے—تمام اس طرح وجود میں آئے ہیں۔کس طرح گھڑے ہوئے میکانیزمس ارتقاء کے واقعتاً کارکرد ہوتے ہیں کہ کسی قسم کی وضاحت کسی جانب سے بھی نہیں ہوسکی ہے یا کیسے بغیر کسی شئے کے وہ تخلیق کئے ہیں زندگی کو، یا کیسے ایک صنف ابھر سکتی ہے دوسرے میں بالکلیہ مختلف انداز میں۔

ڈارون کا نظریہ سامنا نہیں کر سکتا ہے ایک واحد پروٹین کی بناوٹ کے لئے جانداروں میں۔

دور حاضر کے Darwinists جن کی امیدیں سالہا سال سے مسلسل ٹوٹتی رہی ہیں، تب بھی وہ قائم رکھتے ہیں اپنے حتمی اور لازمی عقیدہ کو معجزات میں، اور ان موضوعات میں دلچسپی نہیں لیتے ہیں جن کی وضاحت وہ کر نہیں سکتے۔ان کا کہنا ہے کہ زبردست خصوصیات بے شمار جانداروں کے، تمام کے تمام آئے تھے Luck سے۔جب پوچھا جاتا ہے کہ کون تھا وہ جو لایا تھا اس Luck کو۔تو وہ کہتے ہیں ''اتفاق''۔نتیجہ میں وہ اتفاق کو اللہ کے مساوی گردانتے ہیں (اللہ ہمیں معاف کرے) وہ خیال کرتے ہیں کہ شاندار اور ششدر کرنے والی زندگی جو ہم مشاہدہ کرتے ہیں، ہے ایک معجزہ، ہاں، لیکن وہ صرف لائی جاتی ہے ایک اتفاق سے۔وہ خیال کرتے ہیں کہ اتفاق ہے صرف ایسی طاقت جو پیدا کی

ہے شاندار، پُرکشش تتلیاں، چیتے، بلیاں، Penguins، ہاتھی، Strawberry، شفتالو، مختلف رنگین، شعاعیں، تمام اقسام کے پھول، خوبصورت جنگل اور انسان جو سونچتے ہیں دیکھتے ہیں، ترجمانی کرتے ہیں، اور سمجھتے ہیں اور مالک ہیں بے عیب سالماتی ساخت کے۔ حقیقت میں، بجائے اس کے بنا بیٹھتے ہیں ایک معبود اتفاق سے، کوئی بھی سمجھ دار شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہاں ذہانت ہوتی ہے حتّٰی کہ ایک واحد زندہ خلیہ میں، اور یہ ذہانت کی کبھی بھی وضاحت نہیں کی جاسکتی ہے لاشعوری طریقہ ہائے عمل کی اصطلاحوں میں۔ Darwinists اس بات پر قائم رہتے ہیں کہ حیرت انگیز اور شاندار زندگی کے اشکال جو ہم دیکھتے ہیں، ہوتے ہیں اندھے اتفاقات کی پیداوار جو پاتے ہیں وضع قطع Luck سے۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اتفاقات لاتے ہیں توالدوتناسل (genetic) میں تبدیلیاں جو پیدا کرتی ہیں تتلیاں، شیر، پرندے، Penguins، ہاتھی، straberries، چیتے، بنفشی شعاعیں، گلاب، شاندار پیارے جنگل اور انسان جو ہیں، دیکھتے ہیں، ترجمانی کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں اور رکھتے ہیں ان کے بے عیب تشریح الاعضاء ساختیں۔ ان کا مقصد زمین پر کی گئی تخلیق کو اللہ سے منسوب کرنا نہیں ہوتا ہے۔ وہ واقف ہوتے ہیں حقیقی ذہانت بھرے معجزوں سے، ہر ایک زندگی کی شکل میں جس کو وہ مشاہدہ کرتے ہیں، لیکن وہ ناپسند کرتے ہیں منظور کرنے سے کہ یہ سب معجزے ہیں اللہ کے۔ کیونکہ وہ بنالیتے ہیں ایک معبود خود کے اپنے، انکار کرتے ہوئے منظور کرنے ان کے کردار کو بحیثیت اللہ کے بندوں کے وہ بند کرلیتے ہیں ان کی آنکھیں ان کھلے معجزات سے اور دلالت کرتے ہیں کہ بے قاعدہ واقعہ جو محروم ہو کسی شعور سے، پابندی اور بامقصد مداخلت سے، بناتا ہے تخلیقی قوت۔

ان کا مقصد یہاں ہوتا ہے گھٹانا خوفناک نتائج کو جو پیدا ہوتے ہیں اگر اللہ حقیقت میں وجود رکھتا ہے — یقیناً اللہ اس بات سے بہت آگے ہے، اور دور رکھنا لوگوں کو دھمکی بھرے تصورات سے، دائمی زندگی کے، بعد کی زندگی کے اور یوم حساب سے۔ اور یہ دعوے نظریہ ارتقاء میں ہوتے ہیں پورے طور پر غیر منطقی کسی بھی سمجھ دار انسان کے لئے۔ کوئی بھی منطقی آدمی تسلیم نہیں کرسکتا ہے کیونکہ شعور ہر لمحہ موجود رہتا ہے ہر نقطہ پر

جاندار خلیہ کے اور پھر بھی ڈارونسٹ یقین رکھتا ہے کہ یہ تمام ابھرے تھے لاشعوری طریقہ ہائے عمل کے نتیجہ میں۔ اگر وہ کھلے طور پر سامنا نہ کئے ہوں Darwinists کی تلقین کا، کوئی بھی سمجھدار فرد ان دعووٴں کو منطقی نہیں پاسکتا۔ اگر وہ Darwinists کے پروپگنڈہ سے نہ گزرے ہوں، وہ پاتے ہیں اس بات کو آسان، یقین کرنے کہ ایک طاقت تخلیق کی ہے زندگی کی زمین پر۔ وہ اعلان کرتے ہیں کہ وہاں ہے ایک شعور جو ظاہر ہوتا ہے جانداروں کے سلوک مسلوک میں، زندگیوں میں اور اجسام میں، وہ صاف طور سے پاتے ہیں ناقابل انکار حقیقت کو کہ ایک زبردست شعوری طاقت لائی ہے یہ زندگی کے اشکال کو وجود میں۔

بہرحال Darwinists کا پروپگنڈہ رو کے رکھتا ہے سچائی کو بچوں سے ابتدائی اسکول سے۔ وہ کسی حال سوالیہ رجحان نہیں رکھتے بارے میں ہونے نظریہ ارتقاء کے غیر منطقی اور سائنسی ناکارہ پن کے جو واحد متبادل صورت انہیں حاصل ہوتی ہے ان کے نصابی کتب سے اور متعلقہ اساتذان سے اگر طلباء ڈانٹ ڈپٹ کئے جاتے ہیں تائید کے لئے کسی بھی نظریہ کی جو ارتقاء سے ہٹ کر ہو، اگر وہ محروم کئے جاتے ہیں کسی بھی ذرائع سے چلانے تفصیلی تحقیقی متبادل صورتوں میں، اگر وہ سامنا کرتے ہیں ایک طرف ڈارونین پروپگنڈہ کا ہر موڑ پر، اور اگر ارتقائی تردیدی کتابیں روک دی جاتی ہیں تاکہ ہو چلیں ممبرس ایک جادوئی سوسائٹی کے، ٹھیک جیسا کہ Darwinists ہوتے ہیں۔

Darwinists، Media پر اجارہ داری حاصل کرلیتے ہیں تاکہ پھیلائیں پورے طور پر غیر منطقی اور فرضی باتیں ارتقاء کی وہ برقرار رکھتے ہیں اس بات کو کہ اتفاق ہی ہر چیز کی ابتداء ہے جن کی وضاحت وہ کر نہیں سکتے اور چونکہ وہاں ہوتی ہیں کئی ایک چیزیں جن کی وضاحت کرنے سے وہ اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ بہترین اور غیر معمولی متاثرکُن حل ان کا مشاہدہ نہ کرنا ہوتا ہے۔ وہ کبھی نہیں سونچتے کہ وہ اپنے آپ کو اور ان کے اطراف کے لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ لیکن اس دھوکہ کے اثرات زیادہ عرصہ تک اثر انداز نہیں ہوتے غیر جانبدار، دانستہ پوچھ پاچھ کرنے والے فرد پر۔ قرآن میں اللہ پکارتا ہے لوگوں کو تاثر کا اظہار کرنے ان چیزوں پر جو تخلیق کئے گئے ہیں

آسمانوں اور زمین میں۔ اگر لوگ قابل ہوتے ہیں دیکھنے اور یقین کرنے ہمارے اللہ کے زبردست کاموں میں، تب ان پر اپنے تاثر کا اظہار کرتے ہیں اور شکریہ ادا کرتے ہیں، جو مزید وسعت دیتا ہے ان کے تدبر اور سمجھ میں، مضبوط بناتا ہے ان کے اعتقاد کو ہونے قریب میں ہمارے قادر مطلق خالق کے اور مستحکم کرتا ہے یقین کو آخرت میں۔ ایسے لوگ دیکھتے ہیں، وہاں ہوتی ہے کاریگری اور ذہانت ہر چیز میں جو وہ تحقیق کرتے ہیں، اور زیادہ بہتر انداز میں سمجھتے ہیں زبردست ذہانت، طاقت اور کاریگری کو ہمارے پروردگار کی۔

یہ آسان ہوتا ہے، ایک سوچ سے غافل سوسائٹی کے لئے اعتماد کرنے غیر منطقی، بے بنیاد ارتقائی نظریہ پر اور اس کے پروپگنڈہ کے جھانسے میں آجاتے ہیں۔ لوگ جو سوچتے ہیں، اس کے برخلاف، صاف طور سے دیکھ پاتے ہیں کہ تمام جہان اللہ کی ملکیت ہیں، اللہ جو ساری تعریفوں کا مستحق ہے، مالک ہے، قدرت والا ہے اور عظمت والا ہے۔ ''بے شک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں اور جہازوں میں جو لے کے چلتے ہیں دریاؤں میں لوگوں کے کام کی چیزیں اور پانی میں جس کو اتارا اللہ نے آسمان سے پھر جلایا اس سے زمین کو اس کے مر گئے پیچھے اور پھیلائے اس میں سب قسم کے جاندار اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادل میں جو کہ تابعدار ہے اس کے حکم کا درمیان آسمان و زمین کے بیشک ان سب چیزوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے۔''

(سورۂ بقرہ، 164)

☆ مسائل جن کو سمجھنے میں Darwinists ناکام رہتے ہیں

اس طرح، اگر تمہارا دماغ ڈوبا نہیں رہتا ہے توہمات میں، تم سمجھتے ہو کہ بنانا ایک طاقت بھرا لفظ (مثلاً، ایک شہد کی مکھی) ایک چھوٹی سی فہرست کئی ایک اشیاء کی، اور لکھنا ایک صفحہ میں (مثلاً، ایک شخص) کئی ایک معاملات کے بارے میں اس کائنات کی کتاب میں، اور شامل کرنا ہر چیز کو ایک نقطہ میں (مثلاً، ایک چھوٹے انجیر کے بیج میں) پروگرام طاقتور، انجیر کے درخت کا، اور پیش کرنا ایک واحد حرف میں (مثلاً، انسانی دِل) تمام بلند مرتبہ یا

خدائی ہیئتوں کے کام جو ظاہر ہوتے ہیں کائنات کے صفحات میں جو اس کا احاطہ کئے ہوئے ہے، اور رکھنا انسانی حافظہ کے کلیہ میں، جو موجود ہوتا ہے ایک جگہ میں جس کی جسامت ایک مسور کے دانہ کے مماثل ہوتی ہے، تفصیل کافی اتنی کہ بھردے لائبریری اور شامل رکھنے اس ننھی سے کلیہ میں ایک تفصیلی فہرست تمام واقعات کی کائنات میں — ان تمام چیزوں کا کرنا ہوتا ہے بہت ہی یقینی ایک اسٹامپ، نقش خصوصی ہوتا ہے — تمام چیزوں کے خالق کا، شاندار پالن ہار ساری کائنات کا۔ (بدیع الزماں سعید نرسی کا اظہار خیال)

☆ Darwinists سالماتی ارتقاء کے ناممکنات کو کبھی نہیں سمجھتے ہیں

ڈارونسٹس کبھی نہیں جان پاتے کہ کیسے یہ دعویٰ کرتے ہیں جبکہ بدلاؤ جانداروں میں سدھار لاتے ہیں۔ آراستہ کرتے ہیں انہیں نئے جسمانی عضویات کے ساتھ اور پیدا کرتے ہیں ان میں اور مختلف خصوصیات۔ بہرحال یہ بات سوچنا بھی سیاسی لغو اور غیر منطقی ہے جیسا کہ دعویٰ کرنا کہ زلزلہ ایک جدید شہر میں سدھار لا سکتا ہے، حقیقت میں، کوئی بھی مفید بدلاؤ جنٹک معلومات میں اضافہ کسی حال ہونے نہیں پاتا ہے۔ (اس بات کی پرواہ نہیں کہ کتنے ہی بدلاؤ وہاں ہو سکتے ہوں، وہ کسی قسم کا ارتقاء جاندار میں پیدا نہیں کرسکتے بلکہ یہ بدلاؤ ہانی کارک (تخریب کاری) ہوتا ہے ہر لحاظ سے (Pierra-paule Grasse، ارتقاء پسند، فرنچ اکیڈمی آف سائنس کے سابق صدر کا یہ اظہار خیال ہے)

Darwinists وضاحت نہیں کرسکتے کہ ایک enzyme آنسوؤں میں بطور Lysozyme کے نام سے موسوم ہوتا ہے، بیکٹریا کے کئی اصناف کی خلوی دیواروں کو تباہ کرسکتا ہے اور جراثیم کو ہلاک کرسکتا ہے، اس طرح کہ ان کی نظر کا تحفظ کرتا ہے بیماریوں کے ایک سلسلہ سے۔ Lysozyme ہوتا ہے زیادہ متاثر کن مقابلہ میں جراثیم کش ادویات کے جو گھروں کی صفائی میں استعمال میں آتے ہیں پھر بھی وہ خود آنکھوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا ہے۔ Lysozyme ہوتا ہے ایک بڑا انعام جو اللہ نے پیدا کیا ہے آنسوؤں میں سارے انسانوں کے لئے۔

یہ دعویٰ کہ زندگی ایک دفعہ ابھری تھی دفعتاً، بے جان مادوں سے، ڈارونسٹس کبھی نہیں یاد کرتے کہ 19 ویں صدی میں چونکہ لوئی پاسچر اپنے اس مقالہ کو ثابت کیا تھا کہ زندگی صرف زندگی سے آتی ہے وہ سیاسی بنیاد پر مسمار کر دیا تھا اس خیال کو کہہ کر، بے جان مادے کبھی نہیں پیدا کر سکتے ہیں زندگی کو۔ Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ انسانی جسم میں Hypothalamus، جو ایک شوگر کی چھوٹی سی ڈلی سے بڑا نہیں ہوتا، کی ضرورت ہوتی ہے ایک وقت مقرر کرنے کی انسان کی تولیدی غدود کے لئے پیدا کرنے اور ساتھ ہی افراز کرنے نمو کے ہارمون کو ٹھیک اسی لمحہ پر۔ اندھا اتفاق نہیں دے سکتا ہے کوئی بھی جواز، بافت کے اس ٹکڑے (Hypolhalamus) کے لئے جو نہیں ہوتا ہے کسی حساس عضو کی طرح یا حتّٰی کہ ہوتا ہے خود کے اپنے ایک دماغ کی طرح، رکھنے خیال گذرتے وقت کا اور رہتا ہے ہمیشہ تیار مطلوبہ جسمانی تبدیلیوں کے لئے۔ Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ افعال انسانی جسم میں کارکرد ہوتے ہیں ٹھیک صحیح رفتار اور وقت کے ساتھ Enzymes کی مدد سے، اور Enzyme جو بنے ہوتے ہیں لاشعور سالمات سے، اپنے فرائض کو خود سے نہیں سیکھتے۔ Darwinists کبھی نہیں جان پاتے اگر چیکہ ویسے یہ ان کے لئے ناممکن ہوتا ہے ایک متن کی کاپی کرنا جو اربوں حروف اپنے میں رکھتا ہے بغیر کسی غلطی کے انتہائی سُست رفتاری سے، یہ enzymes باہم مل کر لکھو کھا معلومات کے اکائیوں کو جیسے کہ وہ DNA کی نقل کرتے ہیں، بغیر کوئی غلطی کئے اپنا کام انجام دیتے ہیں۔ یہ محض ایک اور ثبوت ہے اللہ کے وجود کا۔ انسانی DNA ایک کمپیوٹر پروگرام کی طرح ہوتا ہے، لیکن کہیں زیادہ، کئی گُنا بہتر اور آگے مقابلہ میں کسی بھی سافٹ ویر کے شائد ہی ہم نے بنایا ہو کبھی۔ مائکروسافٹ کے صدر بل گیٹس کا کہنا تھا۔

Darwinists دعویٰ کرتے ہیں کہ سائنسی تجارب اس بات کو پیش کرتے ہیں کہ زندگی شروع ہو سکتی ہے دفعتاً کیمیائی تعامل کے ذریعہ۔ لیکن وہ اس بات کو کبھی تسلیم نہیں کرتے کہ ایک واحد تجربہ ایسا نہیں ہے جو اس بات کو بتلاتا ہے یا یہ کہ، علاوہ ازیں، سائنس اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ یہ ناممکن ہوتا ہے حتّٰی کہ نظری سطح پر بھی۔ ڈارونسٹس کبھی تسلیم

نہیں کرتے کہ Stanley Miller— جو انجام دیا تھا Miller نامی تجربہ کو، جس کو وہ پیش کرتے ہیں بطور ایک اہم دریافت کے زندگی کی ابتداء کی وضاحت میں— لے کے چلا تھا اپنے تجربہ کے من مانے ظاہری شرائط کے تحت جن کا ابتدائی زمینی ماحول کا حقیقی ماحول سے کوئی تعلق نہ تھا، اور نہ وہ جان پاتے ہیں کہ Miller نے بنایا پایا تھا صرف ایک Aminoacid اور تعامل کے دوران Aminoacids کا ابھرنا کسی بھی شکل میں، مشکل سے بھی، زندگی کی ابتداء کی تعبیر کے نہیں لی جا سکتی ہے

Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ ایک واحد خلیہ کی بناوٹ میں کئی ایک نمایاں پیچیدہ میکانیزمس— کئی مختلف پروٹینس، DNA کوڈ Enzymes جو اس کی ترجمانی کرتے ہیں، خلوی جھلی نفوذی صلاحیت کے ساتھ اور دوسرے بہت سارے خصوصیات — تمام کو یکا یک ظاہر ہونا ہوتا ہے۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ کیمیائی ارتقاء ہوا تھا کبھی کے، مگر سائنسی لحاظ سے یہ ناممکن ثابت ہوا تھا، پھر بھی وہ جاری رکھے ہوئے ہیں وہی لن ترانی — یقین کرنا ناممکنات پر۔ Darwinists تسلیم کرتے ہیں کہ DNA رکھتا ہے معلومات بارے میں تمام تفصیلات کے، جو ایک نامیاتی جسم سے متعلق ہوتی ہیں۔ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ کہ ایک بڑا سالمہ بنا ہوتا ہے چار مختلف اجزاء پر مشتمل لگا تار سلسلوں سے جو بطور Bases کے مشہور ہیں۔ اور یہ چار Bases— مثل ایک حروف تہجی کے مشتمل ہوتے ہیں صرف چار حروف پر— رکھتے ہیں نقشہ جات تمام نامیاتی سالموں کیلئے جن سے جسم کو بنانا ہوتا ہے۔

وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ اجزاء بے قاعدہ طور پر ترتیب نہیں دیئے گئے ہیں، مگر ہوتے ہیں ایک Line میں مخصوص معلومات کے، اور یہ معلومات مزید تقسیم ہوتے ہیں Genes میں، اور یہ کہ Coded، Gene ہوتا ہے مختلف تفصیلات کے ساتھ (مثلاً Insulin کا ضابطہ، ہارمون لے جاتا ہے Blood Sugar خلیات میں)۔ تاہم وہ تسلیم نہیں کرتے ہیں اس حقیقت کو کہ یہ زبردست Encyclopedia معلومات کا، اندر ایک چھوٹے سے سالمہ میں، پورے طور پر تباہ کر دیتا ہے ڈارونسٹس کے اتفاقاتی ارتقائی دعوؤں کو......

مرکزہ کا ہر کروموزوم رکھتا ہے Genes جو اپنے میں رکھتے ہیں ایک انسان سے متعلق تمام معلومات۔

ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے کہ تمام عضویات (Organs) انسانی جسم میں بنے ہوتے ہیں مطابقت میں Genetic نقشہ کے جو ہر خلیہ میں ہوتے ہیں۔ مثلاً جلد کنٹرول میں ہوتی ہے 2.559 جنین کے تحت، بھیجہ 29.930 جنین کے تحت، آنکھ 1.794 جنین کے تحت، Salivary Gland 186 جنین کے تحت، دل 6.216 جنین کے تحت، سینہ 4.001 جنین کے تحت اور پھیپھڑے 11.581 جنین کے تحت کنٹرول میں ہوتے ہیں۔

ڈارونسٹس کبھی بھی قدر افزائی نہیں کرتے کہ قدرت میں پائے جانے والے 200 سے زائد Aminoacids میں سے 20 سے پروٹینس سے بنے ہوتے ہیں یہ عضویات، اور وہ کبھی اس ذہانت سے بھرے انتخاب کی وضاحت نہیں کر سکتے۔

Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کیسے پروٹینس سے اختیار کی جانے والی شکلیں زندگی کے لئے لازمی ہوتی ہیں، بنیادی طور پر ان کا تعین aminoacid کے اس سلسلہ سے ہوتا ہے جو ان پروٹینس کو بناتا ہے۔ اگر ایک واحد Aminoacid دوسرے Aminoacid سے صحیح سلسلہ میں Bond بنانے میں ناکام ہو جاتا ہے، تو پروٹین اپنے تمام افعال کھو دیتا ہے۔ Aminoacids جو پروٹینس بناتے ہیں، پابند ہوتے ہیں ہر دفعہ ہونے اپنے صحیح مقام پر۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھ پاتے کہ پروٹین کی پیدائش کا عمل واقع ہونے کے لئے DNA جیسے سالمہ سے متعلق سہولتوں کا قابل حصول ہونا ضروری ہوتا ہے۔ پروٹین کی علیحدگی کا طریقہ عمل، جو چلایا جاتا ہے Enzyme، RNA کے Polymerase سے، اس کے دوران ایک خصوصی Enzyme روکے رکھتا ہے کسی بھی اختلاف کو، دابے رکھتے ہوئے Helix کے دونوں سروں کو۔ ساتھ ہی دوسرے خاص Helixes, Enzymes کو خود کے اپنے اطراف گھومنے سے روکے رکھتے ہیں، اور اس طریقہ عمل کے ہر دور میں ایک قصد ہوتا ہے جو گھیرے رکھتا ہے ایک کثیر تعداد کو Enzymes کے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ ایک پروٹین کے لئے ناممکن ہوتا ہے ابھرنا دفعتاً کیچڑ آلود پانی سے اور دوسرے پروٹینس کا اٹڈ پڑنا اس کے نقش قدم پر، اور ان کے لئے آپس میں مل پانا اور ہو پانا ایک پہلا زندہ خلیہ دفعتاً ہوتا ہے ناممکنات میں۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ ہم ہوتے ہیں قانع صرف چند ایک ٹھوس حقائق کے ساتھ، جب کبھی زندگی کی ابتدا کا سامنا ہوتا ہے۔ حتّٰی کہ اگر ہم رکھتے ہیں ایک محدود علم کہ کب اور کہاں زندگی زمین پر پہلی بار ظاہر ہوئی تھی، پھر بھی ہم ناواقف ہوتے ہیں کہ کیسے طریقہ پہلے پہل زندگی کی پیدائش کا Develop ہوا تھا اور یہ کہ کیسے زندگی کی غیر موجودگی میں، ایک کیمیکل کا تودہ کس طرح آیا تھا باہم مل کر اور بدل گیا تھا ایک پہلے جاندار خلیہ میں۔ (ایک اقتباس، سائنس اور ٹکنالوجی کے Cumhuriyet میاگزین میں) Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ ایک ''حرف'' غلط طور پر ہوتے ہوئے Coded ہو کسی ایک حلقہ میں DNA کے، لے جا سکتا ہے خطرناک نتائج کی جانب۔ اس لئے یہ ناممکن ہوتا ہے حساب لگانا اس طرح کی coding کا اتفاقات کی اصطلاحوں میں۔

حتّٰی کہ اگر ہم خیال کرتے ہیں ایک ماحول کا جس میں تمام ضروری Nucleotides موجود ہوتے ہیں اور یہ کہ تمام پیچیدہ سالمے اور ان سے منسلک Enzymes جو درکار ہوتے ہیں ان کے لئے بنانے Bond ایک دوسرے سے کس طرح تیار رہتے ہیں، ان Nucleotides کے متفرق ارکان $1:10^{600}$ کے لحاظ سے مطلوبہ آرڈر میں ملتے ہوں تو ریاضی کی اصطلاح میں یہ عمل ناممکن نظر آتا ہے۔

جیسا کہ سائنس نے ثابت کیا ہے کہ، یہ ناممکن ہوتا ہے، ایک دو لاکھ جینس میں ایک واحد جین، جو DNA کی بناوٹ میں حصہ دار ہوتا ہے، کیا بن سکتا ہے اتفاق سے۔

بھلا بتاؤ تو سہی اکیلا ایک پورا DNA سالمہ اپنے لکھوکھا حلقوں کے ساتھ کیسے بن سکے گا اتفاق سے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھ پاتے کہ DNA ساتھ اپنے توانائی پیدا کرنے والے محکمہ جات —— کارخانے، Enzymes، اور ہارمونس جو زندگی کے لئے لازمی ہوتے

ہیں، پیدا کرتے ہیں—ایک Data Bank جس میں تمام اعداد و شمار، پیداوار کسے تعلق سے تیار ہونا ہوتا ہے۔اور ریکارڈ کئے جاتے ہیں، پیچیدہ حمل ونقل کے، نظامس اور خام اشیاء اور پیداوار کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک لانے لے جانے کے ذرائع، اور ساتھ میں اس کے اعلیٰ ترقی یافتہ معمل خانہ (Laboratory)، باہر سے آنے والے خام اشیاء کو توڑ پھوڑ کرنے، کارآمد اجزاء میں، اس طرح خلیہ دکھائی دیتا ہے ایک تخلیقی شاہکار اتنا زیادہ پرفکٹ کہ کچھ نہ چھوڑے گنجائش، اتفاقی بناوٹ کے لئے۔

یہ دعویٰ کرنے میں کہ زندگی ابھری تھی نتیجہ میں Mutations کے، ایک مضحکہ خیز بات کے سوا کچھ اور نہیں ہے، کیونکہ ڈارونیسٹس کبھی نہیں سمجھتے کہ 99% Mutations نقصان دہ ہوتے ہیں۔ (ایک علی الحساب تبدیلی کیمیائی طریقہ ہائے عمل کے غیر معمولی سالم نظام میں بنا دیتی ہے زندگی کو تقریباً یقینی طور پر نا قابل اصلاح ٹھیک جیسے ایک علی الحساب ادل بدل TV،Set کے کنکشن میں، ناممکن بنا دیتا ہے کر سکنے پھر سے! تصویر کو درست۔ کہنا تھا، بدلاؤ اور تابکاری کے ماہر، james F.Crow کا۔ MIT کے الکٹریکل، انجینئرنگ سے وابستہ پروفیسر Murrey Eden نے اپنے مقالہ میں، Neo-Darwinian ارتقاء بحیثیت ایک سائنسی نظریہ کے نا قابل قبول ہونے پر Eden کہتا ہے کہ اگر ضرورت ہو محض ایک چھ Mutations کی لانے ایک تقاضہ کے مطابق تبدیلی، اور یہ تبدیلی واقع ہوتی ہے اتفاق سے ایک بار، ایک ارب سالوں میں، اس دوران اگر دو درجن جینس بدلاؤ میں شریک ہوتے، اس کے لئے 10 ارب سال درکار ہوتے، یہ عرصہ زیادہ طویل ہوتا ہے زمینی عمر سے بھی۔ MIT کے صیغہ الکٹریکل انجیرنگ سے وابستہ پروفیسر Murrey Eden کے لحاظ سے Mutations اتفاقات سے، مضحکہ خیز سی بات ہوتی ہے۔ Gorden Kattray Tylor، برطانوی سائنسی رائٹر کا کہنا ہے، دعویٰ کرنے میں کہ زندگی ابھری تھی اندھے اتفاق کے نتیجہ میں، Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ امکانات، بننے میں ایک واحد اوسط جسامت کے پروٹینی سالمہ، اتفاق سے ہوتے ہیں 10^{300} میں ایک کے برابر ہوتے ہیں، اور ایک Functional Protein کے اتفاق سے بننے کے مواقع 10^{950} میں ایک کے

برابر ہوتے ہیں۔

ان امکانات کی تشریح کرنے میں، ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھ پاتے ہیں کہ امکانات 10^{50} میں (۱) سے بھی چھوٹے ہوتے ہیں، تو ریاضی کی اصطلاح میں ناممکنات میں ہوں گے۔

ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے کہ خلیہ، جس کو وہ خیال کرتے ہیں، آیا تھا وجود میں اتفاق سے اور جو—رکھتا ہے حالت 19 ویں صدی کی ٹکنالوجی کی—وہ اسے سمجھتے ہیں بطور غبارہ کے جو بھرا ہوا ہو پانی سے، حقیقت میں رکھتا ہے ایک ساخت اس قدر پیچیدہ جتنا کہ شہر نیویارک ہے۔ ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے کہ پاور ہاوس جو Mitochondrion کہلاتا ہے، ہوتا ہے ایک خلیہ میں، جو بذات خود 1/100 ملی میٹر سے بڑا نہیں ہوتا، ہوتا ہے زیادہ پیچیدہ مقابلہ میں ایک Oil Refinery یا Hydro-Electric Station کے۔ ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے کہ ایک جیسا کہ DNA سالمہ ہے موجود ہوتا ہے ہر ایک 100 کھرب خلیوں میں جو بناتے ہیں انسانی جسم اور رکھتے ہیں کافی مواد معلومات کا بھرنے دس لاکھ انسائکلو پیڈیائی صفحات، ڈارونسٹس سمجھتے ہیں کہ وہ DNA وجود میں آئے ہیں، اندھے اتفاقات کے نتیجہ میں۔

Darwinists کبھی نہیں جانتے ہیں کہ کیسے لاشعور جواہر جو DNA بناتے ہیں تعین کرتے ہیں مخصوص خلیات آنکھ میں، بال میں، جلد میں، معدہ کے دوسرے علاقہ جات میں۔ ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے کہ DNA میں ایک واحد جرثومہ کے برابر جسامت میں معلومات کی مقدار لگ بھگ مساوی ہوتی ہے 20 ناولوں کے، جبکہ ہر ناول اپنے میں ایک لاکھ الفاظ رکھتا ہو۔ Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ کیسے سالمے فیصلے کرتے ہیں جیسے کہ وہ ہوتے ہیں صاحب شعور ہستیاں (Entities)، مصروف ہوتے ہیں تقسیم کار میں، اور انجام دیتے ہیں تمام ان کے کاروبار ایک اعلیٰ معیاری طریقہ سے۔

ڈارونسٹس کبھی غور نہیں کرتے مشہور سالماتی حیاتیاتی ماہر، پروفیسر مائیکل ڈنٹن کے ان الفاظ پر: ایک خلیہ کی سطح پر ہم دیکھتے ہیں لکھو کھا دریچے، مثل Partholes کے ایک

بڑے ہوائی جہاز کے، کھلتے بند ہوتے ہوئے تا کہ جاری رہنے دیں مادوں کے بہاؤ کو بہنے اندر اور باہر سے۔ اگر ہم داخل ہوتے ہیں ان دریچوں میں سے ایک میں، ہم اپنے آپ کو پاتے ہوتے ایک اعلیٰ ترین ٹکنالوجی کی حیران کن پیچیدگی...... کی دنیا میں۔ ارتقاء میں کئی ایک انتہائی مشکل مرحلوں میں سے ایک، وضاحت کرنا ہوتا ہے سائنسی لحاظ سے کیسے سلولر اجسام اور پیچیدہ خلیے فروغ پاتے ہیں ان کے ابتدائی مخلوقات سے۔ دیکھا گیا ہے کہ کوئی بھی عبوری شکل نہیں پائی گئی ہے ان دونوں اشکال کے درمیان۔ ایک خلوی اور کثیر خلوی مخلوقات رکھتے ہیں تمام یہ سب پیچیدہ ساختیں، اور کوئی بھی مخلوق اور گروپ نہیں پایا گیا ہے ابھی تک سلولر اجسام (Organelles) کے ایک سادہ بناوٹ کے ساتھ کسی لحاظ سے بھی، یا جو زیادہ ابتدائی شکل رکھتا ہو۔ دوسرے الفاظ میں، Organelles بڑھتے ہوتے ہیں جیسے کہ وہ ہوتے ہیں ابتداء سے۔ وہ نہیں رکھتے ہیں کوئی اور سادہ اور ابتدائی اشکال درمیان میں۔ کہنا تھا ڈاکٹر علی ڈِمرسائے کا۔ Darwinists کبھی بھی وضاحت نہیں کر سکتے کہ کیسے لاشعور خون کے خلیے جاری رکھتے ہیں ایسے اہم افعال جیسا کہ خارج کرنا جسم سے ناکارہ مادے مثلاً کاربن ڈائی اکسائیڈ اور یوریا، اس کے علاوہ تمیز کرنا درمیان میں ناکارہ اور کارآمد مادوں میں خون کے اور پھر لے جانا انہیں ان کے صحیح مقام پر۔ Darwinists کبھی دھیان نہیں دیتے کہ کیسے Albumin سالمہ جو Transporter Proteins ہوتا ہے خون میں، تمیز کر سکتا ہے درمیان میں Fats,Drugs, Toxins اور Nutrients میں۔ Darwinists وضاحت نہیں کر سکتے کہ کیسے Albumin، ایک بے شعور سالمہ، جانتا ہے جگر، پتہ اور معدہ کو اور ہمیشہ Deposit کرتا ہے مادوں کی جو وہ لے جاتا ہے صحیح جگہ، صحیح مقدار میں بغیر کبھی غلطی کئے کے۔

Darwinists نظر انداز کر دیتے ہیں کیسے بیرونی اجسام کو جیسے Viruses یا جراثیم کو جو داخل ہوتے ہیں جسم میں تاہم یہ بیرونی اجسام ناکارہ ہو جاتے ہیں جراثیم کش سفید جیمون سے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ Genetic Copying وجود میں آتا ہے ایک

خلیہ سے جو دراصل ایک حیوان سے لیا جاتا ہے، کوئی نئی چیز پیدا نہیں ہوتی اس طریقہ عمل میں، اور یہ کہ یہ ہوتا ہے حقیقت میں ثبوت تخلیق کا۔ جب ڈارونسٹس یہ کہتے ہیں کہ ہر چیز مادے پر مشتمل ہوتی ہے، Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ معلومات جو DNA میں ہوتے ہیں مادہ نہیں ہوتے ہیں۔ وہ کبھی نہیں سمجھتے کہ متفرقات دو ہزار پروٹین کے جو محض ایک بہت ہی سادہ تر Bacterium میں ہوتی ہیں ابھرے تھے اتفاق سے کا تصور بے معنی ہوتا ہے کیونکہ ایسا ہو پانے کا امکان $10^{40,000}$ میں ایک کے برابر ہوتا ہے جو ناممکن ہے۔

ڈارونسٹس یہ سمجھنے میں ناکام ہیں کہ پروٹین Cytochromic ایک مخصوص Aminocids کا سلسلہ رکھتا ہے اور اس کے متفرقات (Odds) کے اتفاقات سے پیدا ہونے کا امکان بہت ہی کمتر ہوتا ہے مقابلہ میں ایک بندر کے انسانیت کی تاریخ بغیر غلطی کے ٹائپ کر لینے کے امکان سے۔

اس بات پر قائم رہتے ہوئے کہ ہر چیز پیدا ہوتی ہے اتفاق سے، ڈارونسٹس کبھی بھی نہیں تسلیم کرتے ہیں کہ DNA کے خلیہ کا معلوماتی بنک کام کرتا ہے ٹھیک جیسے ایک پلاننگ سنٹر کے، جو حاصل کرتے ہوئے ذمہ داریاں، ایک کثیر تعداد میں ماہر فندانون کی، سائنس دانوں کی، ماہرین تعمیرات کی، انجینئرس کی، نباتاتی ماہرین کی، ڈزائنرس کی، رنگ سازوں کی، ڈاکٹرس کی اور بہت ساروں کی، تب سنٹر کا کام پورا ہوتا ہے۔

''کیا وہاں رہی ہے ترقی ارتقاء میں؟ کیا حالیہ پودے اور حیوانات زیادہ ترقی یافتہ رہے ہیں مقابلہ میں ان کے پیش رون کے یا کم از کم زیادہ پیچیدہ اشکال؟ افسوس! ایسا نہیں ہے۔ بے شک یہ صحیح ہے کہ ایک جرثومہ زیادہ سادہ مخلوق ہے مقابلہ میں Cassoway Birds کے یا ایک ہاتھی کے۔ جرثومہ میں وہ رکھتا ہے بہت ہی کم حرکت کرنے والے حصے، لیکن اس کا DNA اتنا ہی جبلتی صلاحیتوں سے مالا مال ہوتا ہے جتنا کہ ایک ہاتھی کا ہوتا ہے حال اس فیلڈ میں، اور جرثومہ اپنے افعال اپنے دائرہ اختیار میں اتنا ہی بہتر طور پر انجام دے سکتا ہے جتنا کہ کوئی فقروی حیوان دے پاتا ہے۔ حتّٰی کہ مزید یہ بھی استدلال کیا جا سکتا ہے کہ بعض جراثیم اپنے کام زیادہ بہتر طریقہ سے کرتے ہیں کسی

دوسرے حیوانات کے مقابلہ میں، چونکہ جراثیم دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ایک نسلی تسلسل لائن وہ رکھتے ہیں جو Trace کی جاسکتی ہے 3ارب سالوں سے، جبکہ ہر دوسری معلوم زندگی کی شکل کبھی کہ فوت ہو چکی ہے یا ان کا فوت ہونا طے ہے۔

(کہنا Ellis Richards، ارتقاء پسند، بحریہ کا حیاتیاتی ماہر)

ڈاروِنسٹس کبھی نہیں سوال اٹھاتے کہ کیسے پروٹینس جان سکتے ہیں ان اہم افعال کو جیسے کہ DNA کی نقل، معلومات کی پیداوار اور خلیہ کی تقسیم۔ ڈاروِنسٹس خیال کرتے ہیں کہ پروٹینس اتفاقات کے نتیجہ میں وجود میں آئے ہیں، اور ویسے بغیر کسی شعور یا ذہانت کے کیا بنا سکتے ہیں تمام خلیہ کے کیمیائی اجزاء کو کرتے ہوئے کام بطور ایک ٹیم کی شکل میں، یہ پروٹینس جب کبھی ضرورت ہو خلیہ کو توڑتے ہیں اور دوبارہ ان ننھے اجزاء سے بنا سکتے ہیں بطور سادہ مرکبات، بعد کے استعمالات کے لئے۔

Darwinists کبھی وضاحت نہیں کر پاتے کہ کیسے Retina کے Cone Cells میں سالمے ایک دوسرے کے قریب آ کر بناتے ہیں ایسے پروٹینس جو رنگ کو نظر کو ممکن بناتے ہیں، اور نہ وضاحت دے سکتے ہیں کہ کیسے یہ ہوتا ہے کہ یہ پروٹینس حصہ دار ہوتے ہیں وہی ساخت میں اور بغیر کسی غلطی کے کام کرتے رہے ہیں تمام انسانوں میں جو کبھی رہے ہوں لکھو کھا سالوں سے۔ یہ دعویٰ کرنا کہ سالمے وجود میں آئے ہیں اتفاقات سے، ڈاروِنسٹس کبھی وضاحت نہیں کر پاتے کہ کیسے وہ پیدا کر سکے ہوں گے Melanin پروٹین کو جو آنکھ کو نقصان دہ بنفشئی شعاعوں (Ultra Violet Rays) سے محفوظ رکھتی ہے۔ ڈاروِنسٹس کبھی نہیں جان پاتے کہ پروٹینس، قدرت میں موجود 200 سے زائد Amino Acids میں سے صرف 20 سے بن پاتے ہیں، اس ذہانت بھرے انتخاب کی وضاحت وہ کبھی دے نہیں سکتے ہیں۔ ڈاروِنسٹس کبھی نہیں تسلیم کر سکتے کہ صرف ایک Right-Handed Amino Acid بھی نہیں پایا جاتا ہے زندہ جانداروں کے پروٹینس میں، اور نہ کیسے یہ ایک ذہانت سے بھری انتخابیت آ سکتی ہے ان میں۔

’’سالماتی ارتقاء قبولا جانے کو ہے بطور ایک طریقہ کے جو علم آثار متحجرہ سے بلند

ہوتا ہے، ارتقائی رشتوں کی دریافت کے لئے، بحیثیت ایک سالماتی ارتقا پسند کے، مجھے نازاں ہونا چاہیے۔ بجائے، یہ پانسا پلٹتا دکھائی دیتا ہے کیونکہ کئی ایک استشنائیات ہوتی ہیں باقاعدہ بڑھوتری میں اصناف کے جیسا کہ متعین ہوتا ہے سالماتی مشابہت سے: کئی ایک، حقیقت میں، جو کہ میں سونچتا ہوں استشناء کے بارے میں، انفرادی خصوصیت، جو لے جا سکتی ہے بہت ہی اہم رجحان کی طرف‘‘۔(Christian Schwabe، بیوکیمسٹری اور سالماتی حیاتیاتی پروفیسر ساؤتھ کیارولینا یونیورسٹی کا)۔ Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ قدرت میں پائے جانے والے 200 سے زائد Amino Acids میں سے کیسے 20 صحت کے ساتھ انتخاب ہونا چاہیے تاکہ بنایا جا سکے پروٹینس کو، کیوں وہ ہیں یہ تمام Left Handed اور ایک ہی سلسلہ میں، یہ Amino Acids اور نہیں سمجھتے ہیں کہ کیسے یہ ذہانت بھرا انتخاب آ سکتا ہے وجود میں۔

پروٹینس کے متفرقات (Odds) کا ابھرنا Left-Handed Aminoacids سے، اتفاق سے صرف 10^{210} میں (ا) کے لحاظ سے ممکن ہو سکتا ہے، یعنی یہ ابھرنا پروٹینس کا اتفاق سے کہ Probability ریاضی کی اصطلاح میں لازمی طور پر صفر متصور ہوگی، اور یہ پروٹینس کا اس طرح کا ابھرنا اتفاق سے کسی حال ناممکن ہوتا ہے۔ ڈاروِنسٹس کبھی نہیں سمجھ پاتے کہ کیسے Amino Acids جو بنے ہوتے ہیں لاشعور جواہر سے، نہ رکھتے ہوئے صلاحیت دیکھنے یا سننے کی، ہوتے ہیں قابل بنانے پروٹینس کو، جو ہوتے ہیں لازمی جُز زندگی کے لئے اور رکھتے ہیں انتہائی پرفکٹ ساختیں اپنے میں۔

Darwinists دعویٰ کرتے ہیں کہ Amino Acids وجود میں آتے ہیں اتفاق سے، تاہم نہیں جانتے ہیں کہ کیسے اختیار کرتے ہیں صحیح سلسلہ ہر ایک پروٹین کے لئے اور کیسے ایک بھی غلطی سے پاک ایسا کر گزرتے ہیں۔ Darwinists کبھی نہیں جانتے کیسے جواہر بہت ہی چھوٹے سے پروٹینی سالمہ میں ترتیب میں ہوتے ہیں مطابقت میں ایک نقشہ کے اور ڈزائن کے، کیسے وہ بڑھائے جاتے ہیں اس طریق سے اور کیسے یہ خاص ساخت کا تعین کیا جاتا ہے ہر ایک پروٹین کے لئے Darwinists کبھی وضاحت نہیں

کرتے کہ کیوں Nerve Cell — جن کے بارے میں ڈارونسٹس کا دعویٰ ہے کہ وہ آئے ہیں اندھے اتفاق کے نتیجہ میں — کو ضرورت محسوس کرنا چاہیے بدلنے ایک خوشبو کو الیکٹریکل سگنل میں۔Darwinists کبھی وضاحت نہیں کرتے کیسے جسم روک سکتا ہے پیداوار جب آئرن کی سطح بڑھتی ہے، کیسے وہ قابل ہوتا ہے روار کھنے ایک موزوں طرز پر ذہانتی طریقہ عمل کو جو کبھی واضح نہیں کیا جاسکتا ہے نظریہ ارتقاء کے ذریعہ۔

''پہلے خلیہ سے جو جُڑ گیا تھا اولین مشکلات میں، Homo Sapiens کے سخت مشکلات میں، زندگی کے ارتقاء کے دوران — جیسا کہ ہر ایک جانتا ہے — رہی ہے ایک طبی طوالت سخت پیچیدگی کے تسلسل میں، صرف ایک ہی مشکل جس سے کہ ہر کوئی واقف ہے .... وہ یہ کہ وہاں کوئی ثبوت ایسا نہیں ہے کہ وہ سچ ہو۔ (Discover Magazine, Lori Oliwenstein) کے سنیر مدیر کا کہنا تھا)

Darwinists کبھی وضاحت نہیں کرتے کہ کیسے پروٹین بن سکا ہوگا اتفاق سے کیچڑ آلود پانی میں اور کس طرح ایک دوسرا پروٹین پہلے سے جُڑ گیا ہوگا، اور یہ کہ تیسرا...... غرض کہ یہ تمام سے ناممکن نظام کا سلسلہ قائم رہا ہوگا۔ یہ ان کے لئے ناممکن ہے آنا ایک دوسرے کے قریب اتفاق سے، ہونا زندہ اور پیدا کرنا ایک خلیہ اتفاق سے۔Darwinists کبھی وضاحت نہیں کرتے کہ کیسے مرکزہ خلیہ میں — جو وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ بنا تھا اتفاق کے طریقہ عملی کے نتیجہ میں، اور آیا تھا وجود میں اتفاق سے۔ اور واقعی اگر ایسا ہوا ہو، تو کیسے وہ ہو گیا ایک ذی حیات؟

Darwinists کبھی وضاحت نہیں کرتے کہ کیسے بے شعور جنین کے خلیات فیصلہ کر سکتے ہیں باہم مل جانے ایک بکھری ہوئی حالت میں، کیسے وہ بستہ ہوتے ہیں باہم مل کر مضبوطی سے اور بناتے ہیں بہت ہی مضبوط ورید (Vein) جس کے ذریعہ خون کبھی نہیں رستا۔Darwinists کبھی نہیں خیال کرتے کہ کیسے نرخرا (سانس کی نالی) خود بخود بند ہو جاتی ہے نگلنے کے عمل کے دوران، اس طرح غذا اور پانی کو پھیپھڑوں (Lungs) میں داخل ہونے سے روکتی ہے، اور کیسے نگلنے کا عمل پورا ہونے پر کھلمندن خود بخود کھُل جاتے

ہیں دوبارہ، ہوا کے بہاؤ کو جاری رکھنے کے لئے۔ ایسے نظام کا پیدا ہونا محض اتفاق سے، ایک ناممکن بات ہے۔ ڈارونسٹس کبھی لُعابِ دہن (Saliva) کے لئے کوئی وضاحت نہیں رکھتے، عام طور سے خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ہوتا ہے ایک بہت سادا سا افراز، لیکن حقیقت میں رکھتا ہے ایک بہت ہی حساس توازن کیمیائی اجزاء کا۔ سالمے حل ہو جاتے ہیں Saliva میں اور تماس میں آتے ہیں ذائقہ کے Receptor Nerve کے سروں سے، زبان پر، اور صرف اس لحاظ سے ہم ہوتے ہیں قابل ذائقہ محسوس کرنے کے جب ہم کھاتے ہیں۔Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ وہاں کوئی بھی غلطی نہیں ہوتی ہے شکل میں یا ساخت میں کسی بھی پروٹین کے 200 کے لگ بھگ قسموں کے خلیات کے اندر ہمارے اجسام میں۔ ہر پروٹین جانتی ہے کہ کیسے خود کے اپنے افعال کو بے عیب طور پر انجام دے، یہ بات کیسے اتفاق کا نتیجہ ہو سکتی ہے۔

''ہر جماعت ایک سالماتی سطح (Level) پر یکتا ہوتی ہے، علیحدگی اور غیر انسلاک حالت میں درمیانی صورتوں سے۔ اس طرح سالمے مثل فاسل کے ناکام ہو جاتے ہیں مہیا کرنے میں قیاسی درمیانی صورتیں جہاں تک ارتقائی حیاتیات کی پہنچ ہوتی ہے، ایک سالماتی سطح (Level) پر، کوئی بھی جاندار آبائی یا ابتدائی نہیں ہو سکتا یا ترقی یافتہ رشتوں کے تقابل سے...... وہاں ہوتا ہے ایک ہلکا سا شائبہ کہ اگر یہ سالماتی شہادت دستیاب رہی ہوتی ہے ایک صدی پہلے...... تو نامیاتی ارتقاء کا تصور کبھی نہ قبولا جاسکتا تھا'' (کہنا تھا مائیکل ڈنٹن، سالماتی حیاتیاتی ماہر کا)۔ ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے کہ کیسے، جب جسم کو ایک خصوصی پروٹین کی ضرورت ہوتی ہے، چند پیام رساں — جو خود پروٹینس ہوتے ہیں — جانتے ہیں ٹھیک سے کہاں جانا ہے، ایک موزوں دانستہ طریقہ عمل کے لحاظ سے، پتہ کر سکتے ہیں جسم میں موجود واضع منزل مقصود کا، اور بندوبست کرتے ہیں پہنچانے ان کے پیام کو صحیح شکل میں۔Darwinists دعویٰ کرتے ہیں کہ انسانی جسم میں خلیات وجود میں آتے ہیں اتفاقات سے۔ وہ ایک دوسرے کے ٹھکانوں سے تک ناواقف ہوتے ہیں، پھر بھی قابل ہوتے ہیں قائم رکھنے ربط ضبط خود کے اپنے غیر معمولی کیمیائی ساختوں کے ساتھ ہارمونس

کے ذریعہ۔Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ کتنا مجموعی حیثیت سے ناممکن ہوتا ہے Enzyme, RNA Polymerase کے لئے رکھنے شعور منتخب کرنے صحیح معلومات DNA سے روکنے کسی بھی مداخلت کو خلیہ کی کارکردگی میں۔بھلا کیسے خلیہ زندہ رہ سکتا ہے،لاشعور،بےقاعدہ واقعات کے نتیجہ میں۔

Darwinists کبھی نہیں سراہتے کہ کیسے Enzyme RNA Polymerase انتخاب کرتا ہے تین ارب،حروف میں سے جو ایک غیر معمولی DNA کے سالمہ میں ہوتے ہیں،اور کبھی غلطی کرنہیں پاتا پیدا کرنے میں مناسب پروٹین کو۔

Darwinists کبھی تسلیم نہیں کرتے کہ پروٹینس کی پیدائش کا عمل واقع ہونے کے لئے DNA جیسے سالمہ سے متعلق سہولتوں کا قابل حصول ہونا ضروری ہوتا ہے۔پروٹینس کی علیحدگی کے طریقہ عمل کے دوران،جو چلایا جاتا ہے Enzyme RNA Polymerase سے،ایک دوسرا خصوصی Enzyme روکے رکھتا ہے کسی بھی رکاوٹ کو، دابے رکھتے ہوئے Helix (Spiral) کے دونوں سروں پر۔اور دوسرے خاص Helixes, Enzymes کو خود کے اپنے اطراف گھومنے سے روکتے ہیں،اس طریقہ عمل کے ہر دور میں ایک شعوری رجحان ہوتا ہے شریکِ کار رکھنے Enzymes کی کثیر تعداد کو پروٹینس کی پیدائش میں۔

نوٹ:Polymerase میں کئی ایک Enzymes میں سے ایک DNA یا RNA کی بناوٹ میں مددگار ثابت ہوتا ہے،پیش رو سے DNA یا RNA کی موجودگی میں یہ پیش رو ایک پیامبر ثابت ہوتا ہے DNA یا RNA کی بناوٹ کے لئے،جس کے نتیجہ میں پروٹینس کی پیدائش کا ایک سلسلہ چل نکلتا ہے۔Darwinists کبھی غور نہیں کرتے کہ Enzymes کی ضرورت لاحق ہوتی ہے DNA کے نقول کے لئے، اور Enzymes کو بھی DNA کی ضرورت لاحق ہوتی ہے تا کہ وہ پیدا ہو سکیں۔اس نتیجہ کی خاطر،دونوں کو ہونا ہوتا ہے موجود ایک ہی جگہ پر ایک ہی وقت میں۔لیکن یہ ناممکن ہوتا ہے، ڈارون کے دعویٰ کے مطابق تدریجی ارتقاء کی بنیاد اتفاق پر ہوتی ہے۔

''یہ انتہائی حد تک ناممکنات میں ہوتا ہے کہ پروٹینس اور نیوکلیک اسڈس (DNA اور RNR)،دونوں میں سے ہر ایک،جو ساختی لحاظ سے پیچیدہ ہوتے ہیں،کا دفعتاً ساتھ ساتھ ایک ہی جگہ پر اور ایک ہی وقت پیدا ہونا انتہائی حد تک ناممکنات میں ہوتا ہے۔ تاہم اس کے علاوہ ایک کا رہنا دوسرے کے بغیر بھی ناممکن معلوم ہوتا ہے۔اور اس طرح، پہلی نظر میں،کوئی بھی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ زندگی کبھی بھی،حقیقت میں،پیدا نہیں ہو سکتی ہے کیمیائی عمل سے۔''

(ڈاکٹر Leslie Orgel،ارتقاء پسند،خوردبینی حیاتیاتی ماہر کا کہنا تھا)

Darwinists کبھی نہیں وضاحت کرتے کہ کیسے ہر Enzyme انسانی جسم میں جانتا ہے کہ اسے جانا چاہیے ایک مخصوص مقام پر۔Darwinists کبھی نہیں سمجھ پاتے کہ کیسے نئے تیار شدہ پروٹین استعمال کرتے ہیں مختلف سالماتی Motor Nerves کو حرکت میں لانے خلیہ کے اندر۔ان میں سے بعض لگے رہتے ہیں پروٹین سے اور لے جاتے ہیں انہیں ان کے مقررہ مقام تک بغیر کسی ابتری کے destination کے تعلق سے۔Darwinists کبھی وضاحت کرنہیں سکتے کہ کیسے Insolin پروٹین تاکید کرتی ہے جسم کو جمع رکھنے ضرورت سے زیادہ شوگر تا کہ قابل لحاظ شوگر خون میں قائم رہے۔ورنہ اگر وقت پر خلیات کی شوگر کی ضرورت کی تکمیل نہیں ہو پاتی ہے تو جسم موت سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔

Darwinists کبھی تسلیم نہیں کرتے کہ Andrenaline نامی ہارمون کی پہچان صرف Muscle،دل اور ہڈیوں کے خلیات سے ہوتی ہے جبکہ وہ ٹھیک صحیح ساخت رکھتا ہو۔تب وہ ان خلیات میں افعال کو بیدار کر سکتا ہے اور اس طرح جسم کو طبعی صدمات سے محفوظ رکھتا ہے۔Darwinists کبھی ظاہر نہیں کرتے کہ پروٹین کو بنانے کے لئے تین سو کے قریب Macromolecules جو 80 Ribosomes پر،20 سے زائد Amino acids پر،ایک درجن سے زائد مددگار Enzymes پر،اور 100 سے زائد Enzymes پر مشتمل ہوتے ہیں،درکار ہوتے ہیں جو Final افعال انجام دیتے ہیں اور 40 سے زائد RNA سالمے اور سب باہم مل کر مکمل اشتراک عمل کے ساتھ کارکرد ہوتے ہیں۔

☆ جانداروں کے غیر معمولی اور سلوک مسلوک کے مظاہرہ کو ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے

ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے کہ Anglerfish اپنے میں کوئی صلاحیت نہیں رکھتی خود سے پیدا کرنے کی ایک لمبے Rod کو جو اس کے Head سے ابھر آتا ہے، جس کا وہ استعمال شکار میں کیا کرتی ہے۔ ایسی ایک ایجاد آنہیں سکتی اتفاق سے، تاہم یہ Rod، Anglerfish کی بقا کے لئے لازمی ہوتا ہے۔

Penguins قطب جنوبی کے ایسے ماحول میں زندہ رہتے ہیں جہاں قطب جنوبی ہمیشہ برف سے ڈھکا رہتا ہے، یہاں کی تپش °40- ڈگری تک گرتی ہے، اور تیز وتند ہوائیں 100 کیلومیٹر یا 62 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتی ہیں۔ Penguins اپنے انڈے بغیر کچھ کھائے پیے کے مسلسل چار ماہ تک سیکھتی ہیں۔ ان کے اس ایثار کے مظاہرہ کو ڈارونسٹس کبھی نہیں سراہتے۔

Darwinists کبھی نہیں تسلیم کرتے کہ اتفاقات کبھی بھی وضاحت نہیں کر سکتے کہ کیسے کارکن شہد کی مکھیاں بغیر خود کے اپنے بقا کا خیال کئے کے، اپنے شہد کے چھتے کی مدافعت کرنے کے لئے اپنے دشمنوں کو ڈنک مارتے ہیں اور خود ہی اپنی اموات کا سبب بن جاتے ہیں، بغیر خود کی اپنی بقا کا کبھی خیال کئے کے۔ Darwinists کبھی بھی نہیں سمجھتے کہ کیسے مگر مچھ اپنے تیز نوکیلے دانت سے اپنے شکار کو پکڑتے ہیں اور پھاڑ دیتے ہیں، مگر اپنے بچوں کو اپنے منہ سے پکڑ کر لے جاتے ہیں بغیر انہیں کوئی نقصان پہنچانے کے یا گرانے کے۔

Darwinists کبھی نہیں خیال کرتے کہ کیسے ایک Dragonfly کے wings اگر چہ کہ رکھتے ہیں صرف 1/3000 ملی میٹر (1/118 انچ) دبازت، پھر بھی یہ wings کبھی بھی پھٹنے نہیں پاتے ہیں اُڑان میں۔

Darwinists کبھی نہیں سراہتے کہ Dragon Fly اپنے دونوں wings کے Diagonal Pairs کی بدولت 40 کیلومیٹر (24 میل) فی گھنٹہ کے لحاظ

سے اڑ سکتا ہے۔ یہ حشرات الارض کے لئے حیرت انگیز رفتار ہوتی ہے۔ Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ کیسے جگنو، جن کی روشنی، جب کہ دعویٰ کیا جاتا ہے، نتیجہ ہوتی ہے بیک وقت بالیدگیوں کا، جو بندوبست کرتی ہیں پیدا کرنے روشنی ایک سو فیصد صلاحیت کے ساتھ۔

Darwinists کبھی نہیں سوال کرتے کہ کیوں ایک حملہ آور بھونرا جو وقتی طور پر پیدا کرتا ہے 100 ڈگریز کا کیمیائی ہتھیار اپنے جسم میں استعمال کرنے اپنے دشمن کے خلاف بغیر اس نقصان دہ کیمیکل سے خود کو ضرر پہنچانے کے۔ Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ ایک تتلی کے لئے ناممکنات میں سے ہوتا ہے یہ خیال کرنا کہ ماحول کے لحاظ سے خشک پتہ کی شکل کا سوانگ دھار لینا یعنی تبدیل ہیئت کر لینا اپنے بہتر بچاؤ کے لئے، دشمن سے محفوظ رہنے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔ وقت کی نزاکت کے لحاظ سے ہر تبدیلی لے آنے کا خیال قدرت کی طرف سے ان کے پنکھوں میں ودیعت ہوتا ہے جو وقت کی نزاکت پر خود بخود عملی شکل میں رونما ہو جاتا ہے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ خوشبو سے متعلق احساسات اور خوشبو سے متعلق حافظہ کا نظام جانداروں میں ہوتی ہیں مثالیں زبردست تخلیق اور مکمل با قاعدگی کی جو دکھائی دیتی ہیں ہر جگہ کائنات میں۔ ڈارونسٹس کبھی بھی ان بے عیب نظاموں کے لئے مواقعات اتفاقات کی اصطلاحوں میں جوازات نہیں پیش کر سکتے۔

Darwinists کبھی نہیں، سمجھ پاتے کہ قابل ہونا بُننے اپنے جالے کو، ایک مکڑی کو ضرورت ہوتی ہے رکھنے اپنے میں تعمیراتی مہارت، صلاحیت حسابات کی اور کئی ایک اہم تفصیلات جیسے وزن اور رفتار اس کے فی البدیہہ شکار کے۔ یہ خیال کرنا غیر منطقی ہوتا ہے کہ ایک وجود بغیر کسی ذہانت کے حاصل کر سکتا ہے یہ تمام صلاحیتیں یونہی بار بار کوشش کر کے۔

Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ اتفاق کبھی وضاحت نہیں کر سکتے قدرت کی زبردست تخلیقات کی، پرفکٹ نظاموں کی جو اپنا وجود رکھتے ہیں، اور سائنسی ذہانت اور بے نظیر کاریگری وہ پیش کرتے ہیں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے ہیں کہ کیسے ہاتھی اور گینڈے سیکھے ہیں کیچڑ سے

نہانا دور کرنے طفیلی جراثیم کو اپنے جلد (Skin) سے، یا کیسے وہ اپنے زخموں کا علاج کرتے ہیں خاک سے مالا مال مٹی سے جو اپنے میں رکھتی ہے جراثیم کش خصوصیات۔ یہ حیوانات کے لئے جاننا مشکل ہوتا ہے زمین میں موجود کسی مادے کی جراثیم کش خصوصیات کو۔ تمام جاندار اللہ کی تخلیقی تحریک کے تحت قدرت میں کام کرتے ہیں۔

''ہر چیز کا دورِ حیات مختصر ہوتا ہے، اگرچہ کہ اس کی قدر و قیمت اونچی ہوتی ہے اور اس کی کاریگری کی ندرت بہت ہی اعلیٰ اور خوبصورت ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی نشان دہی کرتی ہے کہ ہر چیز ہوتی ہے محض ایک نمونہ، ایک شکل کسی اور چیز کی، کہ وہ رکھتی ہے ایک اظہار، خریدار کی نگاہ شوق کا مستند اور اصل چیز کے لحاظ سے۔ اگر ایسا کچھ ہو، تو کہا جا سکتا ہے کہ اس دنیا کے تغیر پذیر سامان آرائش ہوتے ہیں نمونے، جنت کے بیش بہا زیبائش کے، تیار کئے گئے ہیں رحم دل اور مہرباں اللہ سے اپنے چہیتے بندوں کیلئے۔''

(بدیع الزماں، سعید نرسی)

Darwinists کبھی نہیں جان پاتے باہمی وارفتگی کو، وفا شعاری اور اتحاد کو جو ہاتھیوں کے درمیاں دکھائی دیتے ہیں۔ ایک نوزائدہ ہاتھی کا محبت اور پیار سے استقبال کیا جاتا ہے۔ ایثار اور تعاون عمل تمام جانداروں میں بالکلیہ اس بات کی نفی کرتے ہیں کہ قدرت محض ایک جنگ کا میدان ہے۔ بلکہ محبت اور آشتی اور سکون کی جگہ ہے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ یہ مجموعی طور پر ناممکن ہوتا ہے قادوس آبی پرندے (Albatrosses) کے لئے جو اڑان بھرتا ہے 9321 میل (پندرہ ہزار کلومیٹرس) ان کے ایک ماہ لمبے سفر کے دوران بغیر کبھی Land (اترے) ہوئے کے زمین پر، ابابیل (Swallow) کے لئے اڑنا ہوتا ہے آدھا راستہ اطراف میں دنیا کے مسلسل، جب وہ ہجرت (Migrations) پر ہوتے ہیں، Locusts (ٹڈی) کے لئے جو ہوتے ہیں قابل جھنڈ کی شکل میں جانے 1864 میل (3 ہزار کلومیٹر)، اور سانپ جیسی مچھلی (eel) جو اپنے پیدا ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد روانہ ہوتی ہے۔ 3728 میل (چھ ہزار کیلومیٹرس) کے سفر پر، اگر انکو سیکھنا ہوتا تھا ان طریقوں کو تو وہ سیکھ لیتے تھے خود ہی سے۔ Darwinists کبھی

نہیں سمجھتے کہ کیسے چیونٹیاں، بغیر کسی ریاضی کی ذہانت کے یا تجربہ رکھنے کے، سورج کے مقام کا استعمال کر کے اپنے راستہ کا پتہ چلا لیتے ہیں۔ Darwinists کبھی نہیں خیال کرتے کہ مکھیوں کی آنکھیں رکھتی ہیں 8 ہزار خلیات، تقسیم پاتے ہوئے 4 ہزار، 4 ہزار دونوں آنکھوں میں، سیدھے اور بائیں جانب اس کے سر کے، ہر خلیہ رکھتا ہے ایک عدسہ حاصل کرتا ہے ایک خیال ایک قدرے مختلف زاویہ کے ساتھ، اور یہ کہ یہ ناممکن ہوتا ہے اس نظام کے لئے پیدا ہونا اتفاق سے۔ Darwinists کبھی وضاحت نہیں کرتے کہ کیسے اپنے شہد کے چھتوں کے بنانے کے دوران، شہد کی مکھیاں شریک کرتے ہیں دو قسم کے زاویے ٹھیک 28° 109° اور 32° 70° کے۔ چھتوں میں کبھی بھی ہلکا سا بھی انحراف نہیں ہو پاتا ہے ان میں۔ ان زاویوں سے خلیات کے دریچے پیدا کئے جاتے ہیں 13° کے زاویوں کے ساتھ ساتھ اس طرح شہد کو خلیوں سے باہر جانے سے یہ روکتے ہیں۔ زمین پر کی تمام شہد کی مکھیاں ان زاویوں سے متعلق حسابات جانتی ہیں۔ اور انہیں عمل میں لاتی ہیں پوری صحت کے ساتھ۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ کیسے، باوجود صرف کرنے کے اپنی پوری زندگی پانی میں، پانی کی مکڑی، پانی میں حل شدہ ہوا سے سانس نہیں لے سکتی ہے، زندہ رہنے کے لئے، وہ ابھرتے ہیں سطح آب پر اور واپس غوطہ لگاتے ہیں پانی میں دوبارہ تاکہ استعمال کرنے ہوا کے ان بلبلوں کو جو ٹکے رہتے ہیں ان کے پیروں اور ان کے جسموں کے مختلف حصوں پر۔

Darwinists کبھی تسلیم نہیں کرتے کہ کیسے Fibroin Proteins (جو پانی میں ناحل پذیر ہوتی ہیں) مکڑی کے جالے میں ایک خاص لچک اور ملائمت رکھتے ہیں، جو جالے میں پھانسے گئے شکار کو بچ نکلنے سے روکتی ہے اور ساتھ ہی جالے کی مضبوطی میں اضافہ کرتی ہیں۔ اس خصوصیات کی وضاحت اتفاق کی اصطلاح میں ممکن نہیں ہو سکتی ہے۔

Darwinists کبھی نہیں مان پاتے کہ تمام مینڈکیں رکھتی ہیں بڑی بڑی آنکھیں اور پپوٹے، اور یہ کہ بہت سارے رکھتے ہیں ایک مخصوص جھلی Oily ہوتی ہے اور صاف کرتی رہتی ہے ان کی آنکھوں کو۔ ان کی آنکھیں نیلی روشنی کے لئے حساس ہوتی ہیں۔ یہ ان کے لئے پانی کو پانا آسان کر دیتی ہے جب کہ وہ خشکی پر ہوتے ہیں۔ یہ بات ان صفات

کے لئے ناممکن بناتی ہے کہ وہ آئے ہوں گے اس دنیا میں ابتداء میں اتفاق سے۔

یہ دعویٰ کرنا کہ زندگی وجود میں آئی تھی علی الحساب طور پر اتفاقات کے نتیجہ میں، لیکن Darwinists کبھی نہیں مانتے کہ کیسے ایک روشنی ہوتی ہے اتنی باصلاحیت کہ وہ پیدا ہو جگنو سے — جو پیدا کرتے ہیں زیادہ سے زیادہ مقدار روشنی کی اور روشنی کی پیدائش کے دوران کچھ بھی توانائی خارج نہیں کرتے — اب بھی، مصنوعی طور پر دوبارہ پیدا نہیں ہوسکتی ہے، باوجود طویل المدتی، سالوں کی سائنس دانوں کی تحقیق کے۔

Darwinists دعویٰ کرنے میں کہ ذہانتی طور طریق اور ایثار جانداروں میں۔ جس کا وہ حوالہ دیتے ہیں بطور ''جبلت'' کے — وجود میں آئے تھے اتفاق سے، کبھی نہیں سمجھ پاتے کہ وہ نہیں رکھتے ہیں کوئی وضاحت، کیسے یہ جبلت کا تصور پہلی دفعہ ابھرا تھا اور کیسے جاندار قائم رکھ سکیں ہیں اسے نسل در نسل سلسلوں کے ساتھ۔

یہ دعویٰ کرنا کہ تمام جاندار زمین پر حاصل کئے تھے ان کی خصوصیات ایک تخیلاتی قوت سے جس کا وہ حوالہ دیتے ہیں بطور Mother Nature کے، ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے کہ یہ خیالی یا تجریدی تصور جس کو وہ ظاہر کرتے ہیں بطور مافوق الفطرت کی حیثیت سے جو فی الواقع بنے ہوتے ہیں یا مشتمل ہوتے ہیں پتھر کے، مٹی کے، گھانس کے، اشجار کے، اور پھولوں کے اور جو محروم ہوتے ہیں کسی بھی ذہانت سے یا شعور سے۔

Darwinists، جو دعویٰ کرتے ہیں کہ صرف سب سے زیادہ طاقتور زندہ رہتا ہے، کبھی نہیں سمجھتے کہ کیسے lion، جو غیر معمولی درندہ ہوسکتا ہے اپنے شکار کے لئے، مگر وہ اپنے بچوں کے ساتھ پیش آتا ہے، بے انتہا محبت کے ساتھ۔

دعویٰ کرنے میں کہ طریقہ جس کے جاندار قابل ہوتے ہیں سمجھنے اور درست کرنے ان کے اپنے بے قاعدگیوں کو، ہوتی ہے ایک صفت جو ابھری تھی اتفاق سے، ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے کہ کیسے Angora بکرا (ترکی بکرا) جانتا ہے — بغیر استعمال کئے Trial And Error کا طریقہ اور کھاتے ہوئے تمام جڑی بوٹیاں اطراف میں کہ Herb Spurge سانپ کے کانٹے کے زہر کے اثر کو بے اثر کرتا ہے۔

دعویٰ ہے کہ ایک Dinosaur اپنے میں پنکھ پیدا کر لیتا ہے جبکہ وہ مکھیوں کو پکڑنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے، ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے کہ مکھی پہلے سے ہی اپنی صلاحیت میں اڑان کے نظام کے لئے پرفکٹ ہوچکی تھی اپنے پنکھوں کے ساتھ مارتے ہوئے انہیں ایک سکنڈ میں ہزار بار۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھ پاتے کہ راستہ پرندوں کی گروپ اُڑان کا ہوتا ہے ایک 'v' کی بناوٹ میں تاکہ توانائی کو محفوظ رکھا جا سکے، جس کی وضاحت نہیں ہوسکتی ہے اندھے اتفاق کی اصطلاحوں میں۔ Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ Penguins قائم رکھتے ہوئے جسمانی تپش 40°C تک، استعمال کرتے ہوئے اپنے Skin کے نیچے موجود ایک چربی کی ایک پرت کو برداشت کرتے ہیں 40°- کے اثرات کو۔ شکر ہے اس خاص اہتمام کا، جو کبھی وجود میں نہیں آسکتا تھا اتفاق سے۔ Penguins ہوتے ہیں غیر متاثر 80°C کے تپشوں میں فرق کے نتائج میں۔ Darwinists ناقابل ہوتے ہیں وضاحت کرنے کہ کیسے Humming Birds جس کے دل کی دھڑکن 500 تا 1200 بار فی منٹ دن کے دوران ہوتی ہے، گرم ہو نہیں اٹھتے اس ایک تیز رفتار دل کی دھڑکن کی وجہ سے۔

رات میں یہ ایک سرماخوابی جیسی حالت میں داخل ہوتا ہے۔ اس کے سرماخوابی کے دوران دل کی حرکت کی شرح سُست ہوجاتی ہے بعد حتیٰ کہ وہ تنفس کا عمل رُک جاتا ہے — پرندہ اس طرح تقریباً سرماخوابی میں رہتا ہے، 365 بار ایک سال میں۔

Darwinists کبھی وضاحت نہیں کرتے کہ کیسے مچھلی جو رہتی ہے برفیلے پانی میں Poles پر، آئی ہوتی ہے اس دنیا میں رکھتے ہوئے ایک پروٹین جو برفیلے قلموں کی تپشوں کو ان کے جلدوں میں 20°C- تک کم کرتی ہے۔ اس پروٹین کے ہم شکر گذار ہیں، وہ استعمال کرسکتی ہیں آکسیجن کے سالموں کو جو برفیلے قلمون میں ہوتے ہیں اور اس طرح وہ Freezing کو روکتے ہیں۔

Darwinists کبھی نہیں جانتے کہ کیسے تیراک پرندے رکھتے ہیں ایک Oil Gland جو وہاں ہوتا ہے جہاں پر ان کے دُم جسم سے ملتے ہیں وہ آسانی سے قابل

ہوتے ہیں استعمال کرنے اپنی چونچیں ان کے پروں کو Oil کرنے تاکہ انہیں Water Resistant رکھ سکیں۔

Darwinists کبھی نہیں بتلاتے کہ ہضمی رس ان حیوانوں کے معدوں میں، جو پودوں پر گذارا کرتے ہیں، ہوتا ہے ناکافی بعض چیزوں کو ہضم کرنے میں۔ اس لئے، ایسے حیوان رکھتے ہیں خاص جراثیم ان کے معدوں میں جو بانٹ دیتے ہیں Foodstuff کو تاکہ غذا قابل نفوذ حالت میں آسکے۔

Darwinists کبھی وضاحت نہیں کرتے کہ کیسے Chameleon (اُوشلو) بدلتا ہے اپنا رنگ ماحول کی مطابقت میں۔ وہ اختیار کرتا ہے وہی رنگ جو ماحول کا ہوتا ہے حالانکہ وہ دیکھ نہیں سکتا ہے اس کے ماحول کو سمجھداری سے، اور اتفاقات عطا نہیں کرسکتے ایک حیوان کو اس صلاحیت سے کہ بدلنے اپنا رنگ مدافعتی مقاصد کے لئے۔

Darwinists کبھی نہیں سراہتے کہ کیسے نائٹروجن کی تثبیت (Nitrogen Cycle) جو زمین پر زندگی کو ممکن بناتی ہے، حاصل ہوتی ہے ایسے چھوٹے جراثیم سے جو خالی آنکھ سے دکھائی نہیں دیتے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ کیسے زہر، ایسے جراثیم سے پیدا کیا جاتا ہے جو Pufferfish کے آنتوں میں رہتے ہیں اور جو fish کے Muscle میں وسعت پیدا کرتا ہے، تاہم خود مچھلی کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچاتا ہے اور صرف دشمن سے محفوظ رکھتا ہے۔

Darwinists کبھی تسلیم نہیں کرتے کہ ایک بہت زیادہ جاندار، جو ڈارونسٹس دعویٰ کرتے ہیں کہ ابھرے ہوتے ہیں اتفاقات سے، تبدیل ہیئت کی خصوصیات کے ساتھ انہیں اللہ نے پیدا کیا ہے، ویسے یہ جاندار زندہ رہے ہیں نسل ہا نسل سے اب تک۔

Darwinists کبھی نہیں دیکھتے کہ جاندار اتنے زیادہ پرفکٹ اور بے عیب ساختیں رکھتے ہیں کہ وہ ابھر نہیں سکتے اتفاقات سے۔

Darwinists کبھی نہیں تسلیم کرتے کہ ان کی منطق جواز نہیں پیدا کرسکتی واسطے محبت اور تحفظ کے لئے جو کئی اصناف کی مائیں اپنے بچوں پر نچھاور کرتی ہیں Darwinists

کبھی نہیں سراہتے چیونٹیوں کے اعلیٰ خصوصیات کو، جو رہتی ہیں نوآبادیوں میں، رکھتی ہیں ایک بہت ہی طاقت ور حمل ونقل کا نٹ ورک، پیدا کرتی ہیں اور ذخیرہ کرتی ہیں غذا کو۔ اور اپنے نونہالوں کی حفاظت کرتی ہیں، ایک حملہ کی صورت میں۔ اور اپنے نوآبادیوں کی مدافعت میں لڑا کرتی ہیں۔

Darwinists کبھی نہیں اعلان کرتے کہ جب ایک خوردبینی مطالعہ پر، ایک جھنگے کی آنکھ مشابہہ دیکھائی دیتی ہے ایک بے عیب ترسیمی کاغذ کے ٹکڑے کی طرح، اور وہ جھنگے دیکھتے ہیں انعکاس کے تحت، بجائے انعطاف اصول کے۔

Darwinists کبھی بھی، سرما کے دوران نہیں بتلاتے جراثیم جھیلوں میں نامیاتی ناکارہ مادوں کو چھوٹے چھوٹے ذرات میں بانٹ دیتے ہیں جو تہہ میں ڈوب جاتے ہیں اور ان کو معدنیات میں بدل دیتے ہیں، اس طرح قدرت کے لئے تغذیہ تیار کرتے ہیں تاکہ استعمال میں آسکے دوبارہ موسم بہار میں۔ Darwinists کبھی نہیں خیال کرتے کہ جانداروں کی ساختیں اتنی زیادہ پرفکٹ اور پیچیدہ ہوتی ہیں کہ وہ آنہیں سکتے تھے اتفاق سے۔ وہ کبھی نہیں خیال کرتے کہ 23/اصناف کے پرندوں میں سے 3/اصناف قابل ہوتے ہیں گانا سیکھنے کے (طوطا، زرد رنگ کے بُلبل، فلائی کیاچر) ایک دوسرے سے طویل فاصلی ہوتے ہیں، ارتقاء پسندوں کے مطابق تخیلاتی خاندانی رشتے رکھتے ہوں گے۔ یہ بالکلیہ طور پر ناقابل اعتبار ہوتے ہیں ان کے اپنے حالات کے لحاظ سے۔ یہ بالکل نہیں ہوسکتی ہیں اتفاق سے حتّٰی کہ ایک واحد صنف پرندوں کے بھی چہ جائیکہ 23/اصناف کے۔ Darwinists ناکام ہیں خیال کرنے کہ جگنو کے علاوہ مختلف سمندری زندگی کے اشکال بھی پیدا کرتے ہیں خود کی اپنی روشنی، اور یہ کہ وہ بالکلیہ ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں استعمال کے لحاظ سے جو وہ کرتے ہیں اس روشنی سے، ان کے Periods اور اشکال کے لحاظ سے۔ پیچیدہ ساختیں قابل ہوتی ہیں تیار کرنے روشنی کو خود جانداروں میں بغیر خود کو تکلیف دیئے کے، کبھی ابھر نہیں سکتے اتفاق سے۔ Darwinists کبھی تسلیم نہیں کرتے کہ جراثیم، اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ دکھائی نہیں دیتے ہیں خالی آنکھ سے، رکھتے ہیں اپنی

سطحوں پر میکانیزمس جو پیدا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں الیکٹرک سگنلس کو۔ شکر ہے ان میکانیزمس کا، وہ منتقل کرتے ہیں معلومات ایک دوسرے کو اور یہ ناممکن ہوتا ہے اس قسم کے طریقہ عمل کے ساتھ رکھتے ہوئے ایک ذہین دماغ، کیا آتے ہیں وجود میں اتفاق سے؟

Darwinists کبھی وضاحت نہیں کرتے کہ کیسے الیکٹرک Eels، جو رہتے ہیں زندہ، موصل پانی میں اور پیدا کرتے ہیں الیکٹرک شاکس، اتنے طاقتور کہ کافی ہو ہلاک کرنے ایک انسان کو، جس لمحہ وہ اپنی برق پانی میں چھوڑتے ہیں، ساتھ ہی ذہانت بھرے احتیاطی تدابیر بھی اختیار کرتے ہیں تا کہ خود کو برقی موت سے بچائے رکھیں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے ہیں کہ کیسے Shrimps کا ایک گروپ بے ہوش کر سکتے ہیں، پیدا کرتے ہوئے ایک زوردار آواز حتّٰی کہ ایک آبی جاندار سے بلند آواز، تاہم وہ رہتے ہیں خود بے اثر ان کے شور شرابہ سے۔

Darwinists کبھی نہیں، وضاحت کر پاتے کہ کیسے بعض Wasps سیکھتے ہیں مفلوج کرنا ایک Caterpillar کو بجائے اس کو مار ڈالنے کے، تا کہ وہ Caterpillar رہ سکے تازہ کھلائے جانے Wasp کے بچوں کو ایک عرصہ تک۔ مادہ Wasp اپنے میں رکھی ہوتی ہے ایک تقریباً سرجیکل معلومات تا کہ پہنچا سکیں ٹھیک سے صحیح صحیح خوراک اپنے زہر کی، صحیح مقام پر Larva کو، فقط اتنا کچھ کہ وہ زہر Caterpillar کو مار نہ ڈالے بلکہ صرف اسے مفلوج کر دے۔

Darwinists کبھی نہیں سراہتے حیرت انگیز شعور کو، جو ظاہر ہوتا ہے ایک خلوی خورد بینی الجی سے جو مانا جاتا ہے۔ بحیثیت Diatoms کے، جب وہ بناتے میں Shells خود کے لئے جو سیلیکا سے بنے ہوتے ہیں، شیشہ کے بلڈنگ بلاکس ہوتے ہیں۔ صرف قادر مطلق اللہ سیکھا سکتا تھا یہ صلاحیت ان نامیاتی اجسام کو جو خالی آنکھ سے نہیں دکھائی دیتے۔

Darwinists کبھی وضاحت نہیں کرتے کہ کیسے اندھے دیمک (Termites) جو 1 تا 2 سمر جسامت کے ہوتے ہیں، بندوبست کرتے ہیں تعمیر کرنے چھوٹے پیمانے پر شہر جو 4 تا 5 میٹرس بلند ہوتے ہیں جسامت میں، ان میں سے اکثر بعض اوقات باہم مل کر وہ

کیسے شاندار طور پر مظاہرہ کرتے ہیں اپنے ایک اعلیٰ لیول کا باہمی ذہانت کا ایک مرقعہ کو۔ Darwinists کبھی وضاحت نہیں کرتے کہ دیمک کے بنائے ہوئے بے عیب روشن دانوں کے نظام کے کمرے رکھے جاتے تھے کاموں کی مناسبت سے جیسے نرسنگ ہومس، افزائش نسل کے علاقے، شاہانہ کمرے، زرعتی علاقہ جات، تمام کے تمام بنائے جاتے ہیں ان اندھے دیمکوں سے، جن کے بارے میں ڈارونسٹس دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ وجود میں آئے تھے اتفاق سے طبعی طریقوں سے۔ کیا ایسا دعویٰ درست ہوسکتا ہے۔ Darwinists کبھی وضاحت نہیں کر پاتے کہ کیسے نظم وضبط پیش کیا جاتا ہے ان کے نوآبادیات میں جو لکھوکھا دیمکوں پر استوار ہوتا ہے۔ کیسے ہر دیمک جانتی ہے اس کا مفوضہ کام، کیسے وہ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں، اور کیسے کوئی ارتقائی میکانیزم کبھی وہ سب نہیں لاسکتا ہے جو دیمک وجود میں لے آتے ہیں۔

Darwinists کبھی تسلیم نہیں کرتے کہ چونکہ ایک سے زائد باصلاحیت بادشاہ اور ملکہ کی موجودگی دیمک کے Colony میں ابتری پیدا کر سکتے ہیں اور نظم وضبط کو توڑ سکتے ہیں، تو دیمک، ایک لحاظ سے، وسیع پیمانوں پر یہ تیقن دیتے ہیں کہ وہاں ان کے پاس صرف ایک ہی بادشاہ اور ملکہ ہوتے ہیں ہر نوآبادی (Colony) میں۔ اس طرح سے وہ نظم ونسق سنبھالتے ہیں کہ ہر حال میں ان کے ہاں Discipline قائم رہتا ہے۔

Darwinists کبھی تسلیم نہیں کرتے کہ پودے دوبارہ پیدا ہوتے ہیں زیرے سے، کیڑے پتنگے اور ہوا زیرے کو لے جاتے ہیں ایک پودے سے دوسرے پودوں تک۔ اللہ نے حشرات الارض اور پودوں کو پیدا کیا ہے ایک دوسرے کے ضرورت کے لحاظ سے پورے تعاون عمل کے ساتھ، یہ دعویٰ کہ ایک حیوان خود کے اپنے دلچسپی کے لحاظ سے بالکلیہ تعلق خاطر رکھتا ہے۔ Darwinists کبھی وضاحت نہیں کرتے کہ کیسے ایک Penguins برداشت کرتے ہیں مسلسل چار ماہ کی سردی اور بھوک کو صرف اپنے انڈوں کی حفاظت کی خاطر، اور اللہ تخلیقی تحریک پیدا کرتا ہے ان میں جیسے ایثار، ہمدردی محبت مخلوقات میں۔

''تم یہ بھی سمجھتے ہو کہ اس دنیا کی آسائشیں ہوتی ہیں مثل نمونوں اور اشکال کے ان

انعامات کے جو ذخیرہ کر رکھی ہوتی ہیں جنت میں مہربان اللہ کی مہربانی سے ان لوگوں کے لئے جو صاحب عقیدہ ہوتے ہیں۔'' (بدیع الزماں سعید نرسی)

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ نگہداشت، برداخت، خود سپردگی اور جانثاری کا مظاہرہ ہوتا ہے والدین کی طرف سے اپنے نومولود بگلے کے لئے تھائی لینڈ کے جنگلوں میں۔ وہ اپنے چوزوں کو جھلسا دینے والی دھوپ سے محفوظ رکھنے کے لئے اپنے پنکھوں میں چھپا لیتے ہیں۔ اس طرز عمل کی وضاحت اتفاقات کی اصطلاحوں میں کبھی نہیں ہو سکتی۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ بے قاعدہ اوامر اس بات کی وضاحت نہیں کر سکتے کہ کیسے Polar Birds جو خود نہیں جانتے کہ تبدیل ہیئت (Camouflage) کس مقصد کی تکمیل کرتی ہے، پھر بھی ہم آہنگ کرتے ہیں اپنے پروں کے رنگ کو مطابقت میں ان کے ماحول کے رنگوں میں تبدیلیوں کے ساتھ جیسے موسم بدلتے ہیں۔

یہ دعویٰ کرنا کہ قدرت آویزش اور کشمکش کے کچھ اور بھی باتوں پر مشتمل ہوتی ہے — کہ جاندار جیتے ہیں وحشیانہ، خود غرضانہ زندگیاں — ڈارونسٹس وضاحت کرنے کے قابل نہیں ہوتے کہ کیسے حیوان زخمی ہونے کا دکھاوا کر پاتے ہیں یا حتّٰی کہ نچھاور کر ڈالتے ہیں خود کی اپنی زندگیاں اپنے بچوں کے تحفظ کے لئے اور ایسا کرنے میں وہ اپنے محبت کے احساسات اور رحم دلانہ جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔

Jet Engine (خود رفتگی) کی مطابقتی کھوج بتلاتی ہے کہ حیوانوں کو چابک دستانہ بناوٹ کے بے ساختہ ہنسا دینے والی بے تکی شکل رکھنی چاہیے اور ممکنہ سہولتوں کے قدیم اطوار کی درستگی کے باقیات کے عجیب امتزاج کے ساتھ، کیسے ہم مصالحت کرتے ہیں اس واجبی توقع کے ساتھ، کہ شکار کرنے والے چیتے کی خوفناکی کو مہربانی کے ساتھ، حرکی ہوائی تیز رفتاری کو خوبصورتی کے ساتھ محتاط توجہ کے ساتھ، کیسے دھوکہ دہی کی تفصیل کے ساتھ جو ایک Leaf Insect میں ہوتی ہے (Richard Dawkins، ایک ارتقاء پسند، حیاتیاتی ماہر)

ڈارونسٹس جانتے ہیں کہ انسانی آنکھ رکھتی ہے صرف تین Photo Receptors جو رنگوں میں تمیز کرتے ہیں، مگر کبھی نہیں سمجھتے کہ 16 Photorecptors

Mantis Shrimps رکھتے ہیں، اور صرف یہ سمجھ سکتے ہیں بنفشئی شاعون کو! یہ مخلوقات نہیں آ سکے ہوں گے وجود میں اتفاق سے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ کارکن شہد کی مکھیاں کھلاتی ہیں نوزائدہ Larvae کو بہت ہی احتیاط اور توجہ کے ساتھ، اس حد تک کہ ہر ایک واحد Larva کا خیال رکھا جاتا ہے اطراف میں بار بار دس ہزار بار کارکن شہد کی مکھیوں کے ذریعہ، اس کی بڑھوتری کے دوران۔ اتفاق کبھی نہیں بنا سکتا ہے کسی جاندار کو کرنے ایسا کچھ کام۔

Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ کیسے تمام Larvae کھلائے جاتے ہیں مختلف انداز میں مختلف اوقات پر، اور کیسے شہد کی مکھیاں دے پاتی ہیں غذا ان کے Larvae کو ان کے جسامتوں کے لحاظ سے، اور کبھی کوئی غلطی اس سلسلے میں ان سے سرزد نہیں ہوتی ہے۔

Darwinists اس چیز کا جواز نہیں دے پاتے ہیں کہ کیوں Larvae ساتویں دن کھانا روک دیتے ہیں، کیسے کارکن شہد کی مکھیاں سیکھتے ہیں بند کرنا خلیوں کو جو اپنے میں Larvae رکھتے ہیں۔ ایک کسی قدر گنبد جیسے Wax کے Cover سے، بند کر دیتے ہیں، کیسے Larvae بُنتے ہیں ایک کویا (Cocoon) اندرون اطراف Chamber کے جس میں وہ خود ہوتے ہیں، استعمال کرتے ہوئے ایک مادہ جو وہ خود پیدا کرتے ہیں۔ اس طرح وہ Pupal مرحلہ سے گزرتے ہیں۔ یہ لازمی ہوتا ہے کہ یہ دونوں Larvae بعد کارکن شہد کی مکھیوں کے لئے بغیر کسی اِستثناء کے، یہ تمام ہو جانا ہوتا ہے سات دن میں۔

Darwinists نہیں جان پاتے کہ پروٹین Cocoons, Fibroin کے اندرون بنی ہوتی ہے بطور استر کاری کے مکھیوں کے Larvae سے جو رکھتی ہے جراثیم کش خصوصیات۔ شُکر ہے، جس کی وجہ سے Larvae محفوظ رہتے ہیں جراثیم سے۔

ڈارونسٹس کبھی نہیں وضاحت کر پاتے کہ کیسے ایک Larva بغیر آنکھوں کے، پنکھوں کے یا بھیجہ کے، ابھی تک نہ دیکھ پایا ہے بیرونی دنیا کو، اور بے خبر ہے ان حالات سے جن میں وہ رہے گا جب تک کہ وہ تیار کر نہیں سکتا ہے ایک خاص فارمولہ جو روک سکتا ہے اسے جراثیم کی ضرر رسانی سے۔

Darwinists کبھی حیرت زدہ نہیں ہوتے اس بات پر کہ کیسے، Pupal Phase کے دوران، مکھی کے پنکھ اپنے خاص ساخت کے ساتھ، اور آنکھیں نہایت ہی اچھی طرح سے موزوں ہو پاتی ہیں ان کاموں کے لئے جن کو وہ انجام دیتی ہیں زندگی میں، ڈنک جو وہ دشمنوں کے خلاف استعمال کرتی ہے، اس کے غدود، Wax کی پیدائش کے لئے، ننھے بال جو زیرہ اکٹھا کرنے میں مددگار ہوتے ہیں—المختصر تمام اس کے جسمانی نظامس کے عضو مکمل طور پر نمو پا جاتے ہیں اور کیسے 3 ہفتوں کے ختم پر، کامل مکھی آخرش تیار ہو کر اپنے Chamber سے نکل آتی ہے۔ Darwinists کبھی وضاحت نہیں کر پاتے کہ کیسے، اگرچہ کہ یہ مکھیاں ہوتی ہیں علاقہ واری لحاظ سے الگ الگ کئی کئی سو میل ایک دوسرے سے دور، پھر بھی یہ مکھیاں ساری دنیا میں بناتے ہیں ٹھیک ایک جیسے چھتے، جو اکٹھا رکھتے ہیں شہد اسی لحاظ سے، رکھتے ہیں وہی حمل ونقل اور کالونی کی بناوٹ کے طور طریق، اور بانٹ لیتے ہیں اسی لحاظ سے یکساں کاموں کی تقسیم آپس میں کیسے یہ سب آسکا ہوگا کبھی اتفاق سے؟ Darwinists کبھی نہیں سراہتے کیسے Humming Birds قابل ہوتے ہیں پار کرنے 932 میل (پندرہ سو کلومیٹرس) لانبی مکسیکو کی خلیج کو محض اپنے دس گرام وزنی جسم سے۔

Darwinists کبھی تعجب نہیں کرتے دیمک کے گھونسلے میں موجود Air-Conditioning اور Ventilations کے نظامس پر، جو اتنے مکمل ہوتے ہیں کہ سہولتوں کے لحاظ سے اور توانائی کے استعمال کے لحاظ سے کہ یہ جاندار ممکنہ طور پر حاصل نہیں کر سکتے ایسی یہ ایک تعمیری صلاحیت اتفاق سے۔

Darwinists پورے طور پر ناکام ہوتے ہیں وضاحت کرنے کہ کیسے Polar Fish اور Frog زندگی کی طرف لوٹتے ہیں اپنے آپ کو Freeze کر لینے کے بعد، ناموافق موسمی حالات کے تحت۔ پھر بھی وہ تعطلی زندگی کے دوران کوئی خسارہ میں نہیں رہتے ہیں، اور تازگی بھری زندگی میں واپس آتے ہیں پہلے ہی کی طرح۔

Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ قادر مطلق اللہ تخلیقی تحریک پیدا کرتا ہے شہد کی مکھیوں، کچھوؤں اور پرندوں میں ہونے باصلاحیت، طے کرنے ان کی لمبی مسافتوں کو۔

Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ شعاعی ترکیب کے ذریعہ پتے پیدا کرتے ہیں تین سو ارب ٹن شوگر فی سال، اور یہ ایک ایسا طریقہ عمل ہے جو حتّٰی کہ چلایا نہیں جا سکتا ہے معمل خانہ (Laboratory) میں شرائطی حالات کے تحت بھی۔

Darwinists کبھی سوال نہیں کرتے کہ کیسے اڑنے والے اصناف (Ornia Ochrea) شناخت کر سکتے ہیں آوازوں کے ماخذ کی زیادہ بہتر انداز میں مقابلہ میں دوسرے جانداروں کے، باوجود فصل کے جو درمیان ہوتا ہے ان کے دونوں کانوں کے، بہ مشکل آدھا ملی میٹر ہوتا ہے۔ ایسی ایک غیر معمولی صلاحیت کبھی نہیں پیدا ہو سکتی تھی اتفاق سے۔

اپنی تمام خوبیوں کے ساتھ یہ ننھی مکھی پیش کرتی ہے زبردست کاریگری قادر مطلق اللہ کی۔

''قدرتی اور مادی فلاسفی کی استبدادی تیز تحریک تدریجاً طاقت حاصل کرتی ہے اور آخر کار مادی فلاسفی کے ذریعہ پھیل جاتی ہے اس حد تک جا پہنچی ہے کہ وہ اللہ کے وجود سے انکار کر بیٹھتی ہے............اس تحریک کے ارکان، اللہ کا انکار کرتے ہیں، منسوب کرتے ہیں اپنی خدائی طاقت کے ساتھ اپنی روح کو مثل ایک چھوٹے نمرود کے۔ اور ان میں سے سب سے بڑا دجال ہوگا جو ان لوگوں کو Lead کرے گا، پیش کرے گا حیرت ناک عجوبے، جو روحانیت اور تنویمی (نظر کی نیند) کی ایک قسم کے ہوں گے، دجال اور بھی آگے بڑھے گا اپنے کرتوت میں۔ اور خیال کرتے ہوئے اس کے استبدادی سطحی کردار کے، شیطانیت کی ایک قسم کے ساتھ وہ اعلان کرے گا اس کے خدائی ہونے کا۔ (بدیع الزماں سعید نرسی)

Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ ایک خلوی فنجی، ڈرگس کی تیاری میں ڈھالنے کیلئے استعمال ہوتا ہے، کبھی بھی اتفاق سے پیدا نہیں ہو سکتا تھا بلکہ تخلیق کئے گئے تھے اللہ سے۔

Darwinists دعویٰ کرتے ہیں کہ تمام زندگی کے اشکال ابھرے تھے اتفاق سے۔ وہ کبھی نہیں جانتے کہ کائی، الجی اور فنجی کے باہم دیگر ملاپ کا حاصل جو باہم مل کر رہتے ہیں، اتفاق سے مل کر نہیں رہ سکتے تھے۔ Darwinists کبھی نہیں سمجھتے اس دعویٰ کی

غیر منطقیت کو، کہ گوشت خور پودے، تڑاق سے اپنے پتے بند کر لیتے ہیں تا کہ پھانس لیں ان حشرات الارض کو جوان پر آ بیٹھتے ہیں۔ اگر چہ کہ وہ کوئی عضلاتی نظام نہیں رکھتے ہیں، اور پیدا کرتے ہیں Enzymes، ہضم کرنے ان کیڑوں کو جو وہ پکڑتے ہیں اپنے پتوں میں مگر بغیر کسی شعور کے، پر نہیں ابھر سکتے، قدرتی واقعات کے نتیجہ میں۔ Darwinists کبھی نہیں وضاحت کرتے ہیں کہ کیسے بطخیں ہوئے ہیں قابل تیرنے پانی کی سطح پر، کیسے انکے اجسام رکھتے ہیں ہوائی تھیلیاں مثل چھوٹے غباروں کے، جبکہ کو یہ خالی کر لیتی ہیں، ان تھیلیوں کو، جبکہ وہ پانی کی سطح کے نیچے غوطہ لگاتی ہیں۔ یہ خصوصیات عطا کئے گئے ہیں Ducks کو اللہ کی طرف سے۔

Darwinists کبھی نہیں تسلیم کرتے کہ ایک ایکڑ کھیت کا آدھا حصہ رکھتا ہے کئی ٹنس جراثیم کے اور ایک ٹن فنجی کے، ایک سو کلوگرام ایک خلوئی پروٹوزوئی زندگی کے اشکال، پچاس کلوگرام کے قریب Yeast کے اور اسی مقدار کی الجی، اس طرح ان میں سے ہر ایک غیر معمولی پیچیدہ اجزاء ہوتے ہیں، غیر معمولی طور پر فائدہ منداس زمین کے لئے جس میں سب رہتے ہیں۔ Darwinists کبھی نہیں سمجھتے، کیسے خوردبینی نامیاتی اجسام پیش کرتے ہیں اللہ کی اعلیٰ ترین ذہانت کو، کاریگری اور طاقت کو تخلیق میں۔ وہ ایک بڑے مخمصہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں جب کبھی وہ کوشش کرتے ہیں ان کی وضاحت کرنے کی محض بے شعور اتفاقات کے ذریعہ سے جو سراسر ناسمجھی اور کج فہمی ہوتی ہے۔

Darwinists کبھی نہیں غور کرتے، کیسی ایک چمکدار۔ رنگین دنیا میں وہ رہتے ہیں، کیسے اس قسم کا رنگ آیا ہے ان کے اطراف، اور نہ یہ غور کر پاتے ہیں کہ کیا ایک دنیا بغیر رنگ کے ہوگی اس لحاظ سے۔

Darwinists نا کام ہو جاتے ہیں غور کرنے اس طریق کے بارے میں جراثیم ہوا سے نائٹروجن لیتے ہیں اور اسے Nucleotides میں اور Amino Acids میں منتقل کرتے ہیں؟ جو ہماری زندگی کے لئے بلڈنگ بلاکس ہوتے ہیں۔ یہ ایک حیرت ناک طریقہ عمل ہے جو لفظی معنوں میں، زمین پر کوئی اور زندگی کے اشکال نہیں بہ شمول انسان، جو انجام دے سکے یہ عمل۔

Darwinists نا کام ہوتے ہیں غور کرنے، کیسے ایک ملکہ مکھیوں کی ایک بہت ہی چھوٹے سے بھیجہ کے ساتھ جو مشتمل ہوتا ہے سادے Neurons پر، ممکنہ طور پر سمجھ سکتی ہے، خود کے اپنے ارادہ اور ذہانت کو، کیوں اس کے شہد کے چھتہ کے خلیات بنائے جاتے ہیں اور کیسے وہ قابل ہوتی ہے پیدا کرنے موزوں انڈے، بغیر کسی ابتری کے شائد ہی ان میں پیدا ہو سکے اتفاق سے۔

Darwinists کبھی خیال نہیں کرتے، کیسے Dragon Flies جو رہے ہیں بغیر بدلے ہوئے اس وقت سے جب سے کہ وہ پہلی دفعہ پیدا ہوئے تھے لکھوکھا سال پہلے، رکھتے ہیں زیادہ احتیاط طلب صلاحیت حتّٰی کہ آج کے بہترین Helicopters کے مقابلہ میں۔

☆ Darwinists کبھی نہیں خیال کرتے کہ پودے تخلیق کئے گئے تھے معجزات سے

یہ بعید از قیاس ہوتا ہے کہ ایک کتاب، جس کے الفاظ رکھتے ہیں ساری کتاب کو خود کے اپنے میں اور جس کے حروف رکھتے ہیں ایک ساری سطر خود کے اپنے میں، کیا وجود میں آسکتی ہے بغیر ایک مصنف کے وجود کے۔ اسی لحاظ سے، کائنات کی کتاب کے وجود کا انحصار ہوتا ہے لازوال، اللہ کے وجود پر۔ (بدیع الزماں سعید نرسی)

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ اتفاقات کبھی وضاحت نہیں کر سکتے اس طریقہ عمل کے لئے کہ جو گل لالہ (Poppy Flowers) چھوڑتے ہیں اپنے زیرے ٹھیک اسی وقت جب وہاں پر زیرے بہم پہنچانے والے کیڑے اطراف میں ہوتے ہیں اور یہ کہ گویا ان کے حیاتیاتی گھڑیال تیقن دیتے ہوں ان کے اپنے جوبن کے وقت کی۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ یہ ناممکن ہے لاشعور پودوں کے لئے جیسے مکئی اور سیم کو سیکھنا، پیدا کرنے ایک خاص افرازکو ان کے پتوں میں تا کہ تحفظ کر سکیں اپنے آپ کا دشمن سے۔ ان افرازات کی مدد سے، وہ راغب کر سکتے ہیں بھڑ (Hornets) کو، کھانے ان طفیلیوں کو جو ان پودوں کو کھاتے ہیں۔ یہ مدافعتی حکمت عملی ایک پودے سے نہیں پیدا کی

جا سکتی ہے، جو کسی بھی شعور سے محروم ہوتا ہے۔ فقط صرف ہوتی ہے اللہ کی طرف سے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ کیسے ننھے بیج، جن میں سے اکثر لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کے مشابہہ ہوتے ہیں، حقیقت میں، وقت کے ساتھ ساتھ، بدل جاتے ہیں دیوہیکل درختوں میں کافی اونچے اور وزن میں کئی سوکلوگرامس ہوجاتے ہیں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھ پاتے، کیسے معلومات تعین کرتے ہیں ایک گلاب کے سرخ رنگ کا، اس کے پتوں میں پائے گئے Folds کا، اس کی پنکھڑیوں کی مخملی ملائمت کا، اور اس کی خوشبویات ہوتی ہے جو تمام قائم ہوتے ہیں اس کے اندر جینس میں، اور یہ کہ اس کا اطلاق تمام پودوں کے اصناف پر ہوتا ہے۔

Darwinists کبھی حیرت میں نہیں آتے کہ کیسے انگور میٹھے دکھائی دیتے ہیں، پانی سے بھرے گلوبس میں، موزوں طور پر خشک بیل کی شاخوں سے گچھے کی شکل میں لٹکے ہوتے ہیں۔ معلومات بیجوں کے جینس میں بناتے ہیں انگور کے Pith کو مختلف ایک Hazelnuts کے خول سے، اور یہ معلومات دیتی ہے ان دونوں پھلوں کو ان کے امتیازی رنگ، ذائقے اور خوشبویات، اور ان کے اندروٹامنس کو۔ یہ بناتا ہے ایک کو خشک اور دوسرے کو رسیلا۔ اس لئے Hazelnuts ہمیشہ دکھائی دیتے ہیں بطور Hazelnuts کے اور انگور بطور انگور کے۔

وہاں ہوتے ہیں بیج، رہتے ہیں خوابیدہ اور خفتہ درجنوں یا حتّٰی کہ کئی سالوں کے لئے، اگر موسمی حالات ناسازگار ہوں، اور اس طرح کونپل پھوٹتی ہے صرف بعد میں جبکہ حالات سازگار ہوجاتے ہیں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ کیسے پودے جانتے ہیں کہ کیسے زندہ رہیں حتّٰی کہ انتہائی سخت حالات میں بھی۔

Darwinists کبھی نشان دہی نہیں کرتے کہ اگرچہ کہ چھوٹے جرثومے مٹی میں عموماً سڑن پیدا کرنے کے تباہ کن اثرات رکھتے ہیں، ایک بیج اسی مٹی میں اور اس کی جڑیں محض ہوتی ہیں کوئی آدھا ملی میٹر دبیز، کبھی نہیں کسی کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ برخلاف اس

کے، وہ اسی مٹی کو استعمال کرتے ہیں مسلسل نمو پانے اور بڑھنے کے لئے۔

Darwinists کبھی نہیں وضاحت کرتے کہ کیسے اگر ایک بیج اپجتا ہے یا کونپل پھوٹتی ہے زمین میں، بعض وقت روک دی جاتی ہے سطح زمین پر آنے سے، وہ پھر بھی نمو پاتا ہے رُکاوٹوں کے اطراف سے بھیجتے ہوئے لانبے ٹہنیاں یا اگر نہیں، تو بناتا ہے دباؤ، جہاں سے وہ بڑھتا جاتا ہے اور آخر کار پہنچ پاتا ہے روشنی تک۔

''شعاعی ترکیب کسی حد تک ہوتا ہے پیچیدہ طریقہ عمل، اور یہ اس کے لئے ناممکن دکھائی دیتا ہے پیدا ہونا ایک خلیہ کے اندر ایک سلولر فارم میں فوری، کیونکہ ان کے لئے بیکار محض ہوتا ہے کہ ابھرے جداگانہ طور پر۔'' (پروفیسر علی دیمرسائے)

Darwinists کبھی نہیں نشان دہی کرتے کہ ایک واحد مربع ملی میٹر پتہ کا رقبہ اپنے میں پانچ لاکھ کلوروفل سالمے رکھتا ہے۔ ہر پتہ میں یہ لکھوکھا شاندار سالمے شعاعی ترکیب (ضیائی تالیف) کے لئے ناگزیر ہوتے ہیں۔ یہ کسی بھی معمل خانہ (Laboratory) میں حاصل نہیں کئے جاسکتے ہیں۔ Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ یہ غیر معمولی پیچیدہ طریقہ عمل شعاعی ترکیب کا وجود میں آنہیں سکتا تھا کبھی اتفاق سے۔

زمین پر اولین پودے خاص طور پر ڈزائن کئے گئے تھے تاکہ شعاعی ترکیب انجام دے سکیں۔ قادر مطلق اللہ نے اس صلاحیت کے ساتھ پودوں کو تخلیق کیا ہے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے، کہ زمین پر سبز پودوں کے علاوہ، الجی بھی قابل ہوتے ہیں انجام دینے شعاعی ترکیب کو جذب کرتے ہیں 30% بول کاربن ڈائی اکسائیڈ کا اور اس طرح 70% زمینی سیارہ کی آکسیجن کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔

''جیسا کہ ایک عام مشین، اس کی باترتیب اور پیمائشی وحدت کے ساتھ ظاہر کرتی ہے ایک ماہر اور محتاط کاریگر کے وجود کو، ہر ایک، بے شمار مشینوں میں سے جو کائنات کو بھر دیتے ہیں، اشارہ دیتے ہیں ذکاوت و ادراک کے ہزار ہا معجزات کا قادر مطلق اللہ کے۔ سورج کی روشنی کی آب و تاب کو جان لینے کے لئے، جگنو کی روشنی واضح طور پر تصدیق کرتی ہے کہ وہ جاندار موجود ہوتے ہیں ان کے ذہین اور لازوال آقا کے وجود کی بناء پر اور

جوعبادت کئے جانے کا مستحق ہے'' (بدیع الزماں سعید نرسی)

اگر چہ کہ تمام پودے بدلے جاتے ہیں مٹی میں ایک جیسی خصوصیات کے ساتھ، حاصل کرتے ہوئے وہی سورج کی روشنی اور آبیاری کی جاتی ہے وہی پانی کے ساتھ، مگر ہر ایک پودا رکھتا ہے خود کے اپنے منفرد رنگین، خوشبویات اور شکلیں، اور یہ کہ اور سب اور ہیں صرف ثبوت اللہ کی بے مثل تخلیقی کاریگری کے۔

Darwinists کبھی نہیں سراہتے کہ پھل ٹھیک صحیح لول کے Sugar کے ساتھ، بے مثل خوشبویات اور ذائقوں کے ساتھ ابھرتے ہیں ایک بیج سے، اور یہ کہ یہ معلومات پیدا نہیں ہوسکتی ایک ننھے سے بیج میں محض اتفاق سے۔ Darwinists کبھی بھی واضح نہیں کرتے، کیسے بعض درختوں کے اصناف، جیسے درخت حور(Poplar Tree) کھود دیتے ہیں 265 لیٹرس(70 گیلن) پانی ایک گھنٹہ میں گرم موسم میں، پھر بھی وہ کبھی خشک نہیں ہو پاتے۔ کیسے وہ آئے ہوتے ہیں رکھنے ایک باصلاحیت جڑ کا نظام، جو اتفاق کی پیداوار نہیں ہوسکتا؟

Darwinists کبھی وضاحت نہیں کرتے، کیسے زیرے، جومختلف پودوں کے اصناف کے تولید کیلئے ناگزیر ہوتے ہیں، ہوتے ہیں قابل پہنچنے دوسرے وہی اصناف کے ارکان تک جو کئی سو کیلومیٹرس دور ہوتے ہیں، لے جائے جاتے ہیں ہوا کے Current سے۔

Darwinists کبھی وضاحت نہیں کرسکتے پانچ لاکھ سے زائد زمین پر واقع پودوں کے اقسام کی، ان میں سے ہر ایک رکھتا ہے خود کے اپنے بے مثل خصوصیات اور نظامس۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ پودوں کو ضرورت ہوتی ہے ایک جڑوں کے نظام کی جذب کرنے مادوں کو مٹی سے جن کی انہیں ضرورت ہوتی ہے، اور یہ کہ یہ ناممکن ہوتا ہے پودوں کے لئے خود سے ڈیزائن کریں اس Capillary Mechanism کو۔

''کوئی بھی خلیہ ''سیکھنے'' کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے۔ سیکھنے کی صلاحیت لفظ کے صحیح معنوں میں ہوتا ہے ایک طریقہ عمل۔ کسی بھی خلیہ کے لئے یہ ناممکن ہوتا ہے کام میں لگ جانا یعنی صلاحیت کے ساتھ انجام دینا ان افعال کو جیسے تنفس یا شعاعی ترکیب کو، نہ تو جب وہ پہلی

دفعہ وجود میں آیا تھا، اور نہ بعد میں اپنی زندگی میں کبھی' جان کر کوئی کام نہیں کرتا، بلکہ تخلیقی تحریک کے تحت کر گذرتا ہے۔ (Hoimar,vonditfurth جرمن حیاتیاتی ماہر)

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ ہر ایک صنف پودے کی رکھتی ہے بے مثل خصوصیات اپنے میں، جیسا کہ اس کی اپنی خوشبو، ذائقہ اور رنگ۔ اس کے علاوہ، ہر واحد پودے کا خلیہ رکھتا ہے اپنے میں بہت ہی پیچیدہ نظام— کیا یہ سب کچھ آیا ہوتا ہے وجود میں اتفاق سے؟

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے، کیسے حتّٰی کہ وہاں ہوتا ہے ایک بلند ارتکاز (کثرت) زیرے کا ہوا میں، ایک پودا اس کے زیرے کو منتقل کرسکتا ہے اس کے اصناف کے دوسرے ارکان تک بغیر ان کے دوسرے اصناف سے پکڑے جانے کے۔ ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے، کیسے شعاعی ترکیب کا طریقہ، جس کی پوری طرح سے نقل نہیں کی جاسکتی ہے سائنس دانوں سے ایک معمل خانہ(Laboratory) میں، باقاعدہ طور پر انجام دیا جاتا ہے غیر شعوری پودوں سے۔ Darwinists بھی وضاحت نہیں کرپاتے، کیسے سالانہ ریگستانی پودے اپنے آپ کی حفاظت کرتے ہیں قحط کے دنوں میں رہتے ہوئے خفتہ بیج کی شکل میں، اور جب ایک دفعہ بارش ہوتی ہے تو بہت جلد ان بیجوں کی کونپل پھوٹتی ہے۔ کیسے یہ بغیر شعور کے پودے قابل ہوتے ہیں عمل میں لانے پلان کو جیسے ہی موسمی حالات سازگار ہوتے ہیں۔ ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے، کیسے ایک سیب کا بیج رکھتا ہے تمام معلومات بارے میں اس درخت کے جس میں وہ نمو پائے گا، اس کی شکل اور رنگ، اس کے پھلوں، پھولوں میں جو مہکائے گی خوشبو اور دوسرے تمام خصوصیات جو وہ درخت اپنے میں رکھے گا۔

''حقیقت میں، کیسے موسم بہار کی تخلیق ہوسکتی ہے مشکل، طاقت مطلق کے مالک اللہ کے لئے، جو ہر موسم بہار میں بناتا ہے دنیا کے چہرہ کو ایک زندگی کی تازگی کا وسیع تر میدان اور ظہور میں لاتا ہے وہاں ایک لاکھ مثالیں زندگی کی تازگی کی بشاشت کی، پھل پھول کی......کے اشکال میں۔'' (بدیع الزماں سعید نرسی)

ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے، کیسے ایک واحد بیج انجام کار بڑھ جاتا ہے ایک

4 تا 5 میٹرس سے زائد لمبے درخت میں اور وزن میں ہوجاتا ہے کئی سو کلوگرامس کے۔ یہ نمو کی وضاحت کسی بھی تدریجی ارتقاء کے پس منظر میں نہیں کی جاسکتی ہے۔ Darwinists کبھی نہیں سمجھ پاتے کہ مخروطی پھل رکھنے والے صنوبر درخت کے پتے موسم سرما سے بچاؤ کی خاطر ایک خاص تحفظی کوٹنگ رکھتے ہیں اپنی سطح پر اور یہ کہ ان کے Waxy سطحیں پانی کی تبخیر کو روکتے ہیں بنانے پتوں کو زیادہ مدافعتی۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے، کیسے سارے ایک پودے کی تفصیلات — مثلاً، سرخ رنگ گلاب کا، اس کے پتوں میں Folds، ملائمت مخملی ساخت اور خوشبویات — تمام رکھے ہوتے ہیں اس کے جنین میں۔ کوئی بھی اتفاق رکھتا نہیں ہے طاقت اکٹھا کرنے ایک جا اس قدر تفصیلی معلومات اس کے ننھے سے جنین کے DNA میں۔

Darwinists کبھی نہیں سراہتے کہ ایک بیج کو ضرورت ہوتی ہے خاص تحفظ کی جب تک کہ جنین اُپجنا شروع نہ کردے یہی وجہ ہے کہ بیج رکھتے ہیں بیرونی غلاف جو اصناف، اور حالات جن میں پودے رہتے ہیں، کے لحاظ سے مختلف طرز کے ہوتے ہیں، اور یہ کہ ان غلاف کی مدافعتی صلاحیت قدرتی طور پر باقاعدہ کئے ہوئے ہوتے ہیں۔

Darwinists کبھی وضاحت نہیں کرتے کہ کیسے ایک بیج، جو وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آیا ہوتا ہے وجود میں اتفاق سے ہوتا ہے آراستہ ایک خاص نظام سے رکھنے دشمنوں کو خود سے دور بعض بیج Covered (ڈھکے) ہوتے ہیں ایک کڑوے مادے کے ساتھ جو پیدا ہوتا ہے جنٹک انفارمیشن کے ذریعہ جو بیجوں کے اندر جنین (Embryo) میں موجود DNA میں ہوتا ہے۔ Darwinists کبھی نہیں سمجھتے، کیسے بعض پودوں کے اصناف کے بیج ایک Gelatinous Substance رکھتے ہیں جو پیچیدہ شوگرس سے بنا ہوتا ہے۔ یہ بیج کے بیرونی جھلیوں پر ہوتا ہے، اور یہ Substance جب کبھی پانی سے تماس میں آتا ہے پھول جاتا ہے۔ یہ Substances بیجوں کو موقعہ فراہم کرتے ہیں کہ وہ آسانی کے ساتھ ان بھیگے (Moist) مادے کے ساتھ چمٹے رہیں جو بیج کے اپجنے میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ یہ Gelatinous Substance پیدا ہوتا ہے بعض اصناف کے بیجوں کے بیرونی جھلیوں پر ایک نپے تلے انداز میں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ ایک واحد سیم کا بیج رکھتا ہے ایک مخصوص کنکشن جو Micropyle کہلاتا ہے، جہاں سے وہ جڑا ہوتا ہے لانبی پھلی میں۔ یہ ساخت دکھائی دیتی ہے ایک بچہ کے Umbilical Cord کی طرح، اور مفید ہوتا ہے بار آور (Fertilize) کرنے مادہ تولیدی خلیہ کو جو لانبی پھلی کے اندر ہوتا ہے۔ تب بعد ازاں، جب وقت آتا ہے، پانی باہر سے اس میں سے گزرتا ہے، آمادہ کرتے ہوئے بیج کو اُپجنے کے لئے۔

Darwinists کبھی وضاحت نہیں کرتے کیسے Zanonia نامی پودے کے بیجوں کا کشش ثقل، جو ہوا میں بہتا ہے، ٹکا ہوتا ہے غیر معمولی نازک ناپ تول پر، شکر اس بات کا کہ بیج پھینکے جاسکتے ہیں قابل لحاظ فاصلوں تک یہ مخصوص تخلیق کبھی نہیں آسکتی تھی۔ اتفاق سے۔

Darwinists کبھی نہیں وضاحت کرتے کہ کیوں بیج کا ہو (Cress) کے اور اُسی طرح کے پودے ڈھکے ہوتے ہیں Hydrophobic Coating سے، یعنی ڈھکے ہوتے ہیں water-repellent سے یعنی پانی بے زار سے جو اُنھیں موقع دیتا ہے استعمال کرنے Water surface tension سے تاکہ ڈوبنے نہ پائیں۔ اِس نظام کا شکر ہے، اِس قسم کے بیج قابل ہوتے ہیں پار کرنے سارے دریاؤں کو۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ کیسے بعض پودے جانتے ہیں کہ اُنھیں موسمی حالات میں زندہ رہ سکیں۔ وہ اس لئے Genetically Controlled process کے ذریعہ اپنی بافتوں میں موجود پانی کو کھوتے جاتے ہیں، Absissic Acid نامی ایک ہارمون بیج میں اِس زندگی کے تعطل کی حالت میں سُست رفتاری برقرار رکھتا ہے۔ اور یہ وقوع پذیر ہوتا ہے اگاہی طرز پر وقت پڑنے پر۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے، کیسے ایک بیج زمین کے اندر واقف ہوتا ہے بگڑتے ہوئے موسمی حالات سے اور تصفیہ کرتا ہے لینے احتیاطی تدابیر، اِلتوا میں رکھنے تنبیت (Sprouting) کے عمل کو۔

"مثلاً، موسم بہار میں، تمام اشجار ملبوس ہوتے ہیں لباسوں میں ایسے عمدہ جیسے ریشم، ٹھیک مثل حوروں کے بہشت میں، وہ ہوتے ہیں لدے ڈھکے پھولوں اور پھلوں سے، جیسا کہ ہوں جواہرات سے آراستہ، اور گویا کہ بنے ہوتے ہیں پیشکش کرنے ہمیں بے شمار انواع اقسام، مرغوب پھلوں کے، شاخوں پر لدے ہوئے آسانی سے ہمارے دست رس میں جیسے غلمان کے ہما وقت حاضر ہاتھ۔ اِسی مماثلت سے، ہمیں دستیاب ہوتے ہیں صحت بخش اور میٹھا رس بھرا شہد نوش کرنے، ہم ہوتے ہیں ملبوس اِنتہائی نفیس اور ملائم لباس میں جو تیار کیے گئے ہوتے ہیں ایک ایسے کیڑے سے جو رکھتا نہیں ہوتا ہے کوئی ہاتھ، اور ایک ننھے سے بیج کے اندر، ایک بڑا خزانہ رحم کا ہوتا ہے محفوظ ہمارے لیے یہ خود اشکار ہے کہ یہ تمام ایک بہت ہی خوبصورت دریا دلی کا ہوتا ہے اثر، یہ ایک اِنتہائی نرم و نازک احساس ہے مہربانی کا، عنایت کا، اللہ کا۔" (بدیع الزمان سعید نرسی)

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ کیسے Lupine جو اُگتا ہے Arctic Tundra میں، کرسکتا ہے پیش گوئی موسم کی۔

اگر موسمی حالات خراب ہوتے ہیں، تو یہ Lupine کا بیج داخل ہوتا ہے زندگی کے تعطل کی ایک قسم میں جب کہ وہ مٹی کے نیچے ہوتا ہے اور انتظار کرتا ہے موسم کے سُدھرنے کا۔ اگر ضرورت پڑے تو وہ کرسکتا ہے انتظار برسوں تک، جب تک کہ مناسب حالات پیدا نہ ہوں اور تب دوبارہ بڑھنا شروع کرتا ہے۔

Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ اُپجتے ہوئے پودے کی جڑوں میں جو خلیے ہوتے ہیں وہ کشش ثقل کو محسوس کرتے ہیں، اور روشنی کو محسوس کرنے والے خلیات افقی سمت میں بڑھنے والی ساختوں کے Tips پر ہوتے ہیں۔ روشنی اور کشش ثقل، جڑوں اور ٹہنیوں کے بڑھوتری کی سمتوں کا تعین کرتے ہیں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ کیسے پودے — جو تیار کرتے ہیں کاربوہیڈریٹس، تمام جانداروں کا ابتدائی فوڈ سورس ہوتا ہے، سورج کی توانائی استعمال کرکے — بندوبست کر لیتے ہیں جاری رکھنے اِس طریقہ عمل کو ایک سکنڈ کے ارب

ویں حصہ میں جیسے قلیل عرصہ میں۔

Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ پودے اُن کے شعاعی ترکیبی نظام کے ساتھ جو روشنی کو Nutrients (غذائیت والی خوراک) میں بدلتے ہیں اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کو آکسیجن میں بانٹتے ہیں، اِس طرح پتے ایک لحاظ سے تیقن دیتے ہیں Ecological Balance کا اور جو کبھی نہیں اُبھر سکتے تھے اتفاقات سے

Darwinists کبھی نہیں سراہتے اُس طریقہ عمل کو جس کے ذریعہ پودے، جو کہ کوئی مرکزی اعصابی نظام نہیں رکھتے یا کوئی بھیجہ اُنھیں کنٹرول کرسکے، جذب کرتے ہیں مخصوص مقداروں کے ساتھ معدنیات کو اور پانی کو مٹی سے اور استعمال کرتے ہیں ہوا اور روشنی سورج سے، پیدا کرنے غذا سارے حیوانوں کے لئے۔

Darwinists کبھی وضاحت نہیں کرتے کہ 'Mapletrees' جو کوئی ذہانت نہیں رکھتے، اپنے آپ کا تحفظ کرتے ہیں نقصان دہ Pests سے، Tannin پیدا کرکے۔ یہ اور زیادہ طاقتور ہوتا ہے مقابلہ میں اِنسانوں سے بنائے گئے Pesticides (جراثیم کش ادویات) سے۔ اِس کی پیداوار کی کبھی وضاحت نہیں کی جاسکتی ہے اتفاقات کی اصطلاحوں میں۔

Darwinists کبھی وضاحت نہیں کرسکتے ناقابل تخفیف پیچیدگی تمام پودوں کے نظام میں، جو ناقابل سمجھ ہوتے ہیں نظریہ اِرتقاء کے ماننے والوں کے لئے۔

Darwinists کبھی نہیں سراہتے، کیسے زیرے، مختلف پودوں کے اصناف کی تولید کیلئے لازمی ہوتے ہیں، پہنچ سکتے ہیں وہی اصناف کے دوسرے ممبران تک جو ہوتے ہیں کئی سو میل دور، لے جائے جاتے ہیں Wind کے ذریعہ وہاں تک۔ Darwinists کبھی نہیں سراہتے، غیر معمولی اِستثنائی صورت ناریل کے درخت کی، کھجور کے درخت کے بیج کی۔ زیادہ تر بیج جو پھوٹ پڑتے ہیں جیسے ہی اُن کا تماس پانی سے ہو پاتا ہے۔ لیکن اِسکے سخت خول کا شکر ہے، ناریل اُپج نہیں پاتا ہے۔ نمکین پانی میں اُنکے 80 دن کی مسافت کے دوران۔ اور اِس طرح بعد میں قابل ہوتا ہے زندہ رہنے کیلئے جب نمکین پانی سے نکالا جاتا ہے۔

"چونکہ کائنات اور جاندار وجود رکھتے ہیں، اور اُن میں ہیں مظاہر اور تخلیقات، اور چونکہ ایک با قاعدہ کاریگری وقوع پذیر نہیں ہوتی بغیر کاریگر کے، ایک بامعنی کتاب وجود نہیں رکھ سکتی بغیر ایک کاتب (Scribe) کے اور نہ ندرت سے بھری ایک سوزن کاری بغیر سوزن کار کے، بامقصد کام میں جو کائنات کو بھر دیتے ہیں، یقیناً رکھتے ہیں ایک خالق، اور بامعنی حروف اور حیرت انگیز کارچوبیان جو زمین کے چہرے کو ڈھکے ہوئے ہیں اور ان کی تجدید ہوتی رہتی ہے ہر موسم میں، اِن سب کا ہوتا ہے ایک کاتب اور ایک کاریگر۔" (بدیع الزمان سعید نرسی)

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ اِتفاق کبھی وضاحت نہیں کر سکتا واسطے کیسے اشجار کو پہنچا سکتے ہیں پانی حتٰی کہ اُن کے سب سے اونچے پتوں تک، بغیر کسی پمپ کی ضرورت کے یا اِس طرح کے کسی نظام سے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ ذہانت اور شعور جن کے ساتھ درختوں کے پتے چلاتے رہتے ہیں پیچیدہ کیمیکل طریقہ ہائے عملی اُن کے خلیات میں تا کہ پتے صرف موسم خزاں میں گرنے پائیں۔

Darwinists کبھی تسلیم نہیں کرتے کہ بہترین، اعلیٰ اور معقول نظام جس کی مدد سے اونچے درخت خارج کرتے ہیں زہر مٹی میں محفوظ رکھنے درخت کو Weeds سے بغیر خود درخت کو نقصان پہنچائے، اُبھر نہیں سکتے اتفاقات سے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ پودے پیدا کیے گئے تھے، ساتھ میں کئی مختلف مدافعتی میکانیزمس کے جن کو وے خود کی اپنی حفاظت کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

Darwinists کا نظریہ اِرتقاء وضاحت نہیں کر سکتا ہے واسطے یہ کہ جب درخت پر کسی طرف سے حملہ ہوتا ہے، ایک پتہ دوسرے پتوں کو مطلع کرتا ہے اور کہتا ہے اپنی حفاظت کے لیے Jasmonic Acid خارج کریں تا کہ دشمن سے محفوظ رہنے کا سامان ہو سکے۔

"یہ تمام پھل اور بیج اِن درختوں میں ہیں معجزات خدائی ذہانت کے، اعجوبے خدائی کاریگری کے، عطیات خدائی رحمدلی کے، ٹھوس شواہد ہیں خدائی طاقت کے، اور خوشخبری حاصل کرنے والے جن پر اللہ مہربان ہوتا ہے عطا کرتا ہے اُنھیں بعد کی زندگی میں، جیسا

کہ وہ تمام ہوتے ہیں ٹھیک سچے گواہ اللہ کے سارے جمال اور جلال اور بے پایاں علم کے، اُن میں سے ہر ایک ہوتا ہے ایک آئینہ تصدیق کرنے اُسکی لامثال قوت کا ہر سو دُنیا کی کثرت میں اور اِسکے درخت کے تمام حصوں کی دُنیا میں، ایک دُنیا جو ہوتی ہے گونا گوں اقسام میں۔ تب وہ پلٹتے ہیں اپنی نگاہ کو کل سے وحدت کی طرف"۔ (بدیع الزمان سعید نرسی)

Darwinists نا کام ہیں سمجھنے کہ پودے اور اُن کے پتے رکھتے ہیں ایک زبردست تبخیری تکثیفی نظام، ایک ایسا نظام جس کی کبھی بھی وضاحت اتفاقات کی اصطلاح میں نہیں ہو سکتی ہے۔ Darwinists کبھی بھی اِرتقاء کی اصطلاحوں میں وضاحت نہیں کر سکتے کیسے غیر نفوذ پذیر مومی پرت پتوں کی سطحوں کو Cover کرتی ہے جو بطور Cuticle کے جانی جاتی ہے، جو پانی کا اخراج کافی حد تک کم کر دیتی ہے۔

Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ اتفاق وضاحت نہیں کر سکتا کیسے ریگستانی پودے سیکھتے ہیں بچانے پانی بجائے اِس کے موقعہ دیں اِسے تبخیر کا، اور کیسے وے رکھنے لگے خصوصیات جو اچھی طرح سے موزوں ہوں مقابلہ کرنے ریگستانی نامساعد حالات کا۔ Darwinists کبھی بھی پورے طور پر سمجھ نہیں پاتے کیسے درخت، باوجود اُن کی بیرونی سطحیں Coverd ہونے کے ایک خشک چھال کی شکل میں، Pass کر سکتے ہیں کئی ٹن پانی اُن کے تنوں کے ذریعہ سے اور اِس میکانیزم کی غیر موجودگی میں یہ زندہ نہیں رہ سکتے۔

Darwinists کبھی نہیں جانتے کہ اللہ نے پیدا کیا ہے پودوں کو اِس لحاظ سے کہ خوشی دے سکیں اِنسانوں کو اپنے لاثانی رنگوں سے اور مختلف ذائقوں سے اور خوشبویات سے، باوجود اُن کے نمو پانے کے وہی زمین میں اور کھیتی ہونے کے وہی پانی سے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ طریقہ، فصلی پودے اپنے پھلوں میں صرف اُنہی Minerals کو جذب کرتے ہیں جو انسانوں کے لیے لازمی ہوتے ہیں، ٹھیک مثل ایک تغذیاتی ماہر کے۔

Darwinists کبھی وضاحت نہیں کرتے کہ پتے درختوں کے، سرد موسم میں ہوتے ہیں ایک مومی Substance سے Coated، جس کی وجہ سے وہ زندہ رہتے ہیں

بغیر پانی کے نقصان اُٹھائے کے۔

Darwinists کبھی وضاحت نہیں کر پاتے کہ کیسے بعض درخت کوئی ذریعہ پلاننگ کا نہیں رکھتے، اختیار کر لیتے ہیں بہت ہی بیکار محض رنگ موسم خزاں میں۔ اِس بات کی، ارتقاء کے اصطلاح میں کوئی وضاحت نہیں ہو سکتی ہے۔

یہ انتخاب کی وضاحت اندھے اتفاقات کی اصطلاحوں میں ہو نہیں سکتی۔

Darwinists کبھی تسلیم نہیں کرتے کہ تعمیراتی ماہر جو گھروں کے چھتوں کو نوکدار چوٹی کی شکل میں ڈزائن کرتے ہیں، بچائے رکھتے ہیں نقصان سے، جو غیر معمولی برف باری کے وزن سے ممکن ہوتا ہے۔ گھروں کی چھتوں پر، یہ طریقہ عمل پیدا ہوا تھا Ever Green درختوں کو دیکھ کر جو اللہ نے تخلیق کیا ہے۔ کئی اور دوسرے اِنتہائی معقول ساختیں قدرت میں Inspiration (تخلیقی تحریک) پیدا کرتی ہیں انجنیرس میں، اُن میں سے کوئی بھی نہیں اُبھر سکے ہوں گے کبھی اتفاق سے۔

Darwinists کبھی تسلیم نہیں کرتے کہ حیاتیاتی گھڑیالین جو پودے رکھتے ہیں تا کہ زندہ رہ سکیں بغیر کسی نقصان کے، کی وضاحت ہو نہیں سکتی ہے نظریہ ارتقاء سے۔

Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ اُن کا نظریہ پورے طور پر انکار کیا گیا ہے۔ Anthony Trewaves کے اقبالی بیان سے، جو ایک رُکن ہے Edinburgh University Institute Of Cellular Biology کا' جو 21 فروری 2002 کے 'Nature' نامی میگزین میں اِس سُرخی کے تحت شائع ہوا تھا۔

''ذہانت بھرا پودا: بغیر دماغی مہارت کے۔''

اندرونی طور پر، پودے کے خلیات اور بافتیں، ایک دوسرے کے ساتھ ترسیلی کتابت کرتے رہتے یں استعمال کرتے ہوئے پروٹینس کو۔ نیوکلیک ایسڈس، کثیر ہارمونس، مینرلس، کیمیکل، ہائیڈرالک، میکانیکل، آکسیڈیٹو اور الکٹریکل سگنلس، پپٹائیڈس، ہما اقسام کے Lipids، شوگر، وال فراگمنٹس اور دوسرے پیچیدہ کاربوہائیڈریٹس۔ بالکلیہ کیسے واحد پودے کے خلیات فراہم کرتے ہیں یہ حیرت انگیز مقدار انفارمیشن کی، جو سمجھ سے باہر ہیں۔

''زمین کی سطح پر، تمہارے سر کو اُٹھاتے ہو، کھولتے ہو تمہاری آنکھیں اور نظر ڈالتے ہو کائنات کی کُھلی کتاب پر، تم دیکھتے ہو، اُس پر ایک مجموعی حیثیت سے ایک وحدت کی نظر سے، پڑھی جاتی ہے وہ اِس قدر واضح جیسا کہ وہ جس قدر بڑی ہوتی ہے''

(بدیع الزمان سعید نرسی)

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ طریقہ عمل جس میں کنول کا پودا صاف کر لیتا ہے گرد کے ذرات اُس کے چپٹے پتوں سے، بارش کے قطرات استعمال کر کے، ایسا کچھ کبھی نہیں آ سکتا ہے اتفاق سے۔ Darwinists کبھی خیال نہیں کرتے کہ نظریہ ارتقاء کبھی وضاحت نہیں کر سکتے ہیں Comouflage کی صلاحیت کے بارے میں جو رکھتے ہیں کئی ایک پودے حفاظت کرنے اپنے آپ کی دشمنوں سے اور قابل ہوتے ہیں دھوکہ دینے اِنسانوں کو بھی۔

Darwinists کبھی نہیں جان جاتے طریقہ عددی سلسلہ Fibonacci Series کا سامنا ہوتا ہے اکثر مختلف پودوں میں، سو وہ کبھی بھی اِرتقاء کی اصطلاح میں وضاحت نہیں کیا جا سکتا ہے۔

☆ ڈاروِنسٹس کائنات کی بناوٹ پر کبھی اپنے تاثر کا اِظہار نہیں کرتے

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ سیاروں میں سے ہر ایک، بڑا یا چھوٹا خصوصی طور پر ترتیب شدہ، رہا ہے شمسی نظام میں اپنے مقامات اور حرکات اور بے شمار دوسرے تفصیلات کے ساتھ اور یہ کہ حتٰی کہ ایک ملی میٹر انحراف ایک سیارہ کے Position میں، منتشر کر سکتا ہے تمام کے ایک دوسرے پر انحصاری توازنات کو شمسی نظام میں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ زمین اور چاند کے درمیان کا فاصلہ غیر معمولی اہمیت کا حامل ہوتا ہے، زمین پر موجود زندگی کے لئے اور قائم رکھتا ہے کئی ایک بڑے اہم توازنات کو جیسے مدوجذر کے اوقات کو۔

Darwinists کبھی نہیں پریشان خاطر ہوتے ہیں یہ کہ حتٰی کہ ایک 10% کی کمی شمسی توانائی کی مقدار میں جو پہنچتی ہے زمین پر، نتیجہ میں ہمارا سیارہ ڈھک لیا جاتا ہے

مزید ایک برف کی پرت سے جو بذاتِ میں کئی میٹرس ہوتی ہے۔

''سورج بھی ہوتا ہے محض ایک شعلہ آشکار آسمانوں کے سمندر میں......کائنات کا یہ چراغ، سورج بناتا ہے ایک جھروکہ سمجھنے وجود اور وحدت، کائنات کے بنانے والے کا، جو ہوتا ہے ایسا ہی درخشاں منور اور تابناک جتنا کہ خود سورج دکھائی دیتا ہے۔''

(بدیع الزماں سعید نرسی)

Darwinists کبھی نشان دہی نہیں کرتے کہ اگر کرہ ہوائی کا دباؤ ہوتا ہے محض دوگنا جو کچھ کہ وہ اب ہے، تو پانی کے بخارات کا Level کرہ ہوائی میں کم ہو جاتا۔ تب تمام خشکی زمین پر ریگستاں میں بدل جاتی، اور زندگی ناممکن ہو گئی ہوتی۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ اگر زمین کے Axis کا جھکاؤ 23° 27' نہ ہوتا، تو وہاں ہوتی اِس قدر بلند تپش قطبوں اور خط استوا کے درمیان کہ کرۂ ہوائی کی بناوٹ رُک جاتی جس کے نتیجہ میں زندگی کا وجود زمین پر نہ رہتا۔

Darwinists جانتے ہیں کہ کائنات، جس میں ہم سب رہتے ہیں، اُبھری تھی پندرہ ارب سال پہلے ایک واحد نقطہ سے۔ لیکن اِس قدر ایک بڑا دھماکہ اگر حقیقت میں پیدا کیا ہوگا ایک ابتری (Chaos) تو جواہر یا جوہری ذرات بے قاعدہ طور پر بکھر گئے ہوتے تمام فضائے بسیط کے خلا میں۔ لیکن ایسا کچھ واقع نہیں ہوا تھا۔ بجائے اِس کے، ایک اعلیٰ باقاعدہ اور منظّم کائنات اُبھری تھی۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ بہت زیادہ توانائی خارج ہوتی ہے ایک واحد دھماکہ سے سورج میں، جو مساوی ہوتا ہے سو ارب ٹن بمب کے ــــ اُس قسم کے جو ڈالا گیا تھا جاپان کے ہیروشیما میں۔ لیکن ہمارے سیارہ کے کرۂ ہوائی اور مقناطیسی میدان کے ذریعۂ یہ Radiation زمین تک ایک بہت ہی کم شکل میں پہنچ پاتی ہے۔

Darwinists سمجھتے ہیں کہ آکسیجن ایک تکسیدی عنصر ہے اور عموماً سمجھا جاتا ہے کہ ہماری بافتوں کو Oxidise (تکسید) کرتی ہے۔ اِس خاصیت کو روکنے کیلئے، اللہ رب العزت نے آکسیجن کو کرۂ ہوائی میں Neutral فارم میں پیدا کیا ہے، Neutral فارم سے مُراد ایسا

عنصر جو آسانی سے کیمیائی تعاملات میں شریک نہیں ہوتا ہے۔ اگر تم دُنیاوی موت کی اَذیتوں کا تصور کرنا چاہتے ہو جیسا کہ قرآن اِن باتوں کو پیش کرتا ہے، سوچو کہ کیسے کائنات کے حصّے باہم ایک دوسرے سے بندھے ہوئے ہیں ساتھ میں ایک ٹھیک، اعلیٰ ترتیب کے۔ وے جکڑے ہوئے ہیں ساتھ ایسے پوشیدہ، نازک، لطیف رشتوں میں اور اِس قدر کہ بندھے ہوئے ہیں ایک نظم کے بطور ایک واحد جسم کے، اِن بہت ہی اعلیٰ فلکی اجسام ایک وحدت، کے خوش آمدید کہنے پر اللہ کے حُکم کو کہ: ''ہو جا''! یا ''اپنے مدار سے کنارہ کش ہو جا''! تو دُنیا چلی جاتی ہے اپنے موت کی اَذیتوں میں۔'' (بدیع الزماں سعید نرسی)

Darwinists کبھی نہیں سوال کرتے کہ کیسے کاربن پر آدھارت مرکبات بناتے ہیں وسیع تر مختلف نامیاتی ساختیں، خلوی جھلی سے لیکر درخت کی چھال تک، آنکھ کے عدسہ سے لیکر بارہ سنگھے کے شاخ در شاخ سینگ تک، اور انڈے کی سفیدی سے سانپ کے زہر تک، کاربن بناتی ہے زندگی کو زمین پر ممکن اور پیدا کرتی ہے غیر معمولی طور پر مختلف Substances ' ہیڈروجن، آکسیجن اور نائٹروجن کے جواہر سے مل کر ہوتے ہیں مختلف تین رُخی اِبعادی اشکال اور سلسلوں میں، Darwinists کبھی نہیں پوچھتے کہ کیوں دوسرے مائعات سے ہٹ کر، پانی پھیلنا شروع کرتا ہے +4°c سے کم تپش پر، اور اِس طرح برف کو تیرنے کے قابل بناتا ہے۔ یہ صفت خاص طور پر تخلیق کی گئی تھی تاکہ بے شمار سمندروں میں رہنے والے مخلوقات کی زندگی کے لئے مددگار ثابت ہو سکے۔

پانی 10 ارب گُنا کم سیال ہوتا ہے مقابلہ میں کولتار کے، ہزار گُنا کم سیال ہوتا ہے مقابلتاً گلیسرال کے، سو گُنا کم زیتون کے تیل سے، 25 گُنا کم سلفیورک ترشہ سے۔ ڈارونسٹس ناکام ہوتے ہیں غور کرنے میں کیسے پانی کی سیالیت ہوتی ہے بڑی اہمیت کی حامل کسی نظام کے صحیح کارکردگی کے لیے۔ اور یہ کہ اگر اِس کی سیالیت ہوتی ہے ایک جیسی مثل کولتار کے، تو کوئی دِل ــــ جو خود رکھتا ہے ایک بڑا فی صد پانی کا ــــ نہیں کر سکتا ہوتا ہے ممکنہ طور پر پمپ خون کو۔

Darwanists کبھی نہیں سمجھے کہ کائنات دائمی نہیں ہے اور یہ کہ وہ وجود میں آئی

ہے بغیر کسی چیز کے، ایک صفر حجم کے ایک واحد نقطہ سے Big Bang نامی دھماکہ کے ساتھ۔

وہ اِس کے علاوہ کبھی نہیں جانتے کہ Big Bang دھماکہ سبب بنا تھا کائنات کے بننے کا، اور جو لایا تھا ایک Order ساتھ ایک غیر معمولی حساسیت کے جو پھیلے ہوتے ہیں ساری کائنات میں۔

ڈارونسٹس کبھی نہیں جان پاتے کہ Thermodynamics کے دوسرے کلیہ کے لحاظ سے، تمام نظاموں کو قدرتی حالات کے تحت چھوڑ دیا جاتا ہے تو وہ تدریجاً بے قاعدگی اختیار کر لیتے یں۔ اِس وجہ کے لحاظ سے، کائنات اور اُس میں کی ہر چیز کو حرکت پذیر ہونا ہوتا ہے ایک لازمی اختتام کی جانب۔

Darwinists کبھی نہیں سراہتے کہ Big Bang دھماکہ کے شروع میں، اگر کائنات کے پھیلاؤ کی رفتار میں صرف ایک ارب کے ارب ویں حصہ کا فرق آیا ہوتا، تو کائنات مطلق کبھی اُبھری نہیں ہوتی

ہماری کہکشاں (Galaxy) میں ستاروں کا درمیانی فاصلہ تین کروڑ میل یا چار کروڑ بیاسی لاکھ اَسی ہزار کلومیٹرس ہوتا ہے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ، اگر یہ فاصلہ صرف ہلکی سی کمی رکھتا ہوتا تو سیاروں کے مدار کمزور پڑ گئے ہوتے۔ لیکن وہاں ہوتی ہے ایک بے داغ تخلیق کائنات میں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ اگر کشش ثقل کی قوت ہلکی سی بڑی ہوتی تو بڑے ستارے کائنات میں Black Holes میں ختم ہو گئے ہوتے۔

Darwinists کبھی نہیں سراہتے کہ غیر معمولی پیچیدہ ذیلی جوہری ذرّات جو محض 0.0000001 حصّہ ایک جوہر کے حجم کا حجم رکھتے ہیں، ایک بہت ہی غیر معمولی حساسیت بھرے آرڈر میں کام کرتے ہیں۔

Darwinists دعویٰ کرتے ہیں کہ جواہر جیسے فاسفورس اور کاربن باہم ملتے ہیں اتفاقات کے نتیجہ میں اور اپنے آپ کو ترتیب دے لیتے ہیں قدرتی مظاہر کے اثرات کے تحت جیسے بجلی کی کوند، آتش فشاں، الٹراوائلٹ شعاعیں، تنویری شعاعیں، اِس لحاظ سے پیدا

کرتے ہیں پروٹینس، خلیات، مچھلیاں، بلّیاں، خرگوش، ببر، پرندے، اِنسان اور تمام زندگیاں۔ لیکن وہ ناکام ہیں سمجھنے میں کہ یہ خاص جواہر نہیں رکھتے شعور، ذہانت، اور بذات خود زندگی بھی۔

کائنات کی کثافت، اِس کے پھیلنے کی رفتار، ستاروں کے نظامس، کہکشاؤں (Galaxes) کی خصوصیات، اُن کی gravity کی قوتیں، مداریں، راستے، رفتاریں اور مادے وے رکھتے ہیں — تمام کا انحصار اعلیٰ درجہ کے نازک Balances اور Calcutations پر ہوتا ہے۔ اِسی طرح سے، ہماری زمین، کرہ ہوائی جو زمین کے اطراف ہوتی ہے، اور اِس کی معیاری ساخت اِنسانی زندگی کے لحاظ سے، ہوتے ہیں ساری مثالیں، ایک غیر معمولی تخلیق کی۔ تاہم Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ ذرا سی تبدیلی اِن Balances میں مجموعی طور پر بگاڑ دیتی ہے سارے نظام کو۔

Darwinists کبھی اندازہ نہیں لگاتے کہ اگر طبعی اور کیمیکل خواص پانی کے یا اجزائے ترکیبی یا تپش زمینی کرہ ہوائی کا رکھتا ہوتا محض ایک بہت ہی ہلکا سا فرق جو اُن میں وے حقیقت میں رکھتے ہیں، تب نہیں ہوتے بادل۔ بادل کی غیر موجودگی میں، وہاں زمین پر کوئی ذریعہ تازہ پانی کا نہیں ہوتا۔

Darwinists ناکام ہیں غور کرنے بارے میں کہ بارش کا گرنا مخصوص سطحوں پر زندگی کو قائم رکھنے کے لئے مختلف علاقوں میں زمین کے، اور باقاعدگی بارش کی اِس کی شکل کی اور رفتار کی وضاحت نہیں ہوسکتی نظریہ اِرتقاء کی اصطلاحوں میں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ شمسی نظام کہکشاں کے مرکز کے اطراف سات لاکھ بیس ہزار کلومیٹرس یا چار لاکھ سنتالیس ہزار چار سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چکر لگاتا ہے۔ کہکشاں ملکی وے، رکھتے ہوئے اپنے میں 20 کروڑ اِسٹارس فضائے بسیط (Space) میں نو لاکھ بچاس ہزار کلومیٹرس یا پانچ لاکھ نو ہزار تین سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے حرکت پذیر ہے۔ یہ بے عیب توازن (Equilibrium) کی وجہ سے جو اللہ نے قائم کر رکھا ہے، ہم زندگی گذارتے ہیں ایسے ایک تیز رفتار اور پیچیدہ نظام میں بغیر کسی افسوس ناک حادثہ کے۔

Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ اتفاق سے، بے جان، بے شعور مجموعے جواہر کے کبھی نہیں پیدا کر سکتے ہیں زمین کو، سیاروں، شمسی نظام مس، پھولوں پھلوں، اشجار وغیرہ اور انسانوں کو جو مکمل ہم آہنگی کے اِن سب کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں۔

Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ مقامات اور حرکات کئی ایک سیاروں کے، بڑے یا چھوٹے، موجود ہوتے ہیں اِس کائنات میں، یونہی نہیں ہوتے ہیں اتفاق سے بلکہ اور یہ کہ تمام توازنات (Balances) کائنات میں رہے ہیں بے عیب، تخلیق کیے گئے ہیں اللہ سے۔ اور اللہ نے بنایا ہے یہ ہر چیز آسمانوں میں اور ہر چیز زمین پر تابع فرمان تمہارے لیے۔ یہ سب کچھ زمین و آسمانوں میں کی ہر چیز بھی اُسی کی پیدا کردہ ہے۔ وہاں ہیں بے شک نشانیاں اِن تمام میں لوگوں کے لیے جو سوچ بچار کرتے ہیں اور رب العزت کا شکر بجالاتے ہیں۔ (سورۃ ال۔ جاثیہ 13)

☆ Darwinists کبھی غور و فکر نہیں کرتے اللہ کی شاندار تخلیقات پر

''لہٰذا'' یہ تمام چیزیں شہادت دیتی ہیں ایسی ہی قطعیت کے ساتھ جیسے دو اور دو کا مجموعہ چار کے مساوی ہونا ایک دلیل ہوتا ہے' یہ کہ ہر چیز زیرنگین ہوتی ہے اُس ہستی کی جو اِس حیرت انگیز محل کا بنانے والا ہے' یعنی جو مالک ہے اِس عجیب دُنیا کا۔ ہر چیز یہاں مثل ایک سپاہی کے اِس کے حکم کے سراپا تابع ہے۔ ہر چیز اُس کی طاقت کے اطراف گھومتی ہے۔ ہر شئے اُس کے حکم کے مطابق باعمل ہے۔ سب ہی کچھ قائم ہے ایک ترتیب میں تحت اُس کے اِدراک کے۔ ہر کوئی ہوتا ہے مددگار دوسروں کا اُس کے فیاضی اور سخاوت کی بدولت۔ ہر ایک ہوتا ہے تیز کرنے میں مدد دوسروں کی اللہ کی مہربانی سے، مطلب یہ کہ وہ بنائے جاتے ہیں پھرتیلے ایسا کرنے کے لیے۔ اور اِس لیے میرے دوست! کہو کچھ اِن سب کی صُورت میں، ثناخوانی کی شکل میں' اگر تم کر سکتے ہو۔'' (بدیع الزمان سعید نرسی)

Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ کیسے Feet اُن کی بافتیں (Tissues)' وریدین (Veins)' شریان (Arteries) اور رگ پٹھے (Muscles)

کبھی نقصان میں نہیں ہوتے جب ہم دوڑتے ہیں یا کھڑے ہوتے ہیں یا رہتے ہیں اور جُھکے رہتے ہیں' وجود میں آ نہیں سکتے اتفاق سے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ کیونکہ نہ تو انٹرنٹ ٹکنالوجی اور نہ سادھارن ٹیلیفون اسکچینج بنائے جاسکتے ہیں اتفاق سے، اور اتفاق وضاحت نہیں کرسکتے اور زیادہ پیچیدہ نظام کو جیسا کہ ایک بھیجہ کے اندر ہوتا ہے، جو موزونیت رکھتا ہے انجینئرنگ کی، معلومات کی شعور کی، ذہانت کی اور ٹکنالوجی کی۔

Darwinists جو دعویٰ کرتے ہیں کہ اتفاقات کا یکے بعد دیگرے ہونا پیدا کرتا ہے ایک پیچیدہ نامیاتی جسم، تو وہ کبھی نہیں سمجھتے کہ نامیاتی جسم مثلاً اِنسانی جسم بغیر کسی عیب کے کام کرسکتا ہے صرف جبکہ تمام اُس کے عضویات ایک ساتھ موجود رہتے ہیں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ یہ غیر فطری بات ہوتی ہے دعویٰ کرنا کہ پروٹین Thrombin' مسلسل خون میں حرکت میں رہتا ہے لیکن پیدا کرتا ہے Clotting صرف ایک جگہ Bleeding کی صورت میں، کیا آسکا ہوگا وجود میں علی الحساب تبدیلیوں کے نتیجہ میں؟۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے، کیسے ایسا ہوتا ہے کہ معدوی ترشے جو اِتنے طاقتور ہوتے ہیں کہ وہ اپنے میں حل کر سکتے ہیں ایک Razer Blade کو، لیکن خود معدہ کو نقصان نہیں پہنچاتے۔ Darwinists کبھی نہیں سراہتے کہ خلیات جو وجود میں آتے ہیں ایک واحد خلیہ کی تعداد میں مسلسل بڑھوتری سے رحم مادر میں، بتدریج تنوع پیدا کرتے ہیں بنانے میں بہت ہی مختلف بافتیں (Tissues) اور عضویات (Organs)۔ اِنسانی ناک، ہاتھ اور گردے وغیرہ آخرش یہ سب حاصل ہوتے ہیں اُسی اصلی خلیہ سے۔ یہ خلیے تعداد میں بڑھتے جاتے ہیں جس حد تک ضرورت لاحق ہوتی جاتی ہے اور تب خلیات کی تعداد میں مسلسل اضافہ روک دیا جاتا ہے جب ایک بار ایک ایک مکمل عضو بن جاتا ہے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے، کیسے رحم میں بڑھوتری کے طریقہ عمل کے دوران ہر خلیہ، اربوں خلیوں میں سے، اختیار کرتا ہے اپنی مفوضہ جگہ۔ مثال کے طور پر اِس طرح یہ

سارے خلیات قائم کرتے ہیں ایک سو بیس کھرب برقی کنکشن خلیات کے درمیان، معلومات کے آپسی تبادلہ کے لیے بھیجنے میں۔ وے ایسا کرنے میں کبھی کوئی واحد غلطی بھی نہیں کرتے، پیدا کرنے میں اِس پاک و صاف الکٹرانک آپریٹس (Electronic Apparatus) کو۔ Darwinists کبھی نہیں سراہتے کہ مجموعی طول، Capillary Vassels کا جو تعداد میں پانچ ارب سے زائد ہوتے ہیں اِنسانی جسم میں، ہوتا ہے 950 کلومیٹرس یا 590 میل۔ اِن میں کے چھوٹے Vessels کے دس ہزار کو ایک کے بازو ایک رکھیں تو موٹائی پنسل کے Lead کی موٹائی کے برابر ہوتی ہے۔

جس لحاظ سے خون بہتا ہے ان تنگ نالیوں میں ساری زندگی تمام کبھی نہیں ہوسکتا ہے یہ ایک کام لاشعور اتفاقات کا بلکہ یہ کام ایک مظہر ہے اور کُھلا ثبوت ہے قادر مطلق اللہ کا (WWW. Fossil-Museum.Com)-Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ ایک جملہ کے پڑھنے میں، آنکھوں کو ایک سو ارب طریقہ ہائے عمل انجام دینا ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ کی مرضی اور مہربانی سے ہوتا ہے، آنکھیں دنیا کے بہت ہی اکمل ترین نظاموں میں سے ایک نظام رکھتی ہیں۔

''کیا یہ بالکلیہ ممکن ہے کہ وہ جو دیتا ہے زندگی اِس وسیع مردہ اور خشک زمین کو، جو ایسا کرکے اِظہار کرتا ہے اپنی طاقت کا، صف آرا کرکے تین لاکھ سے زائد تخلیق کے مختلف اشکال کو، جن میں سے ہر ایک اِتنا ہی نمایاں ہے جتنا کہ اِنسان ہے، جو علاوہ اِس کے اظہار کرتا ہے اِس صف آرائی میں اُس کا ہر چیز کا احاطہ کرتا ہوا علم، لامحدود امتیازات اور تفریقات کے ذریعہ وہ بناتا ہے اُن تمام اشکال کے پیچیدہ ملاپ میں ایک ندرت، جو تلقین کرتا ہے اُس کے تمام بندوں کو دائمی خوشیوں کے لئے وعدہ کرتے ہوئے اُن سے دوبارہ زندگی کے تمام اُس کے پیکرِ حسن وخوبی کے فیصلوں کے ساتھ، وہ پیش کرتا ہے اپنی سلطنت (قلمرد) کی عظمت کو بناتے ہوئے اُس کی تمام تخلیقات کو اشتراک عمل کرنے ایک دوسرے کے ساتھ، گھومتے رہیں اُس کے احکامات کے اور مرضی کے دائرۂ عمل میں،' ایک دوسرے کی دستگیری کرنے اور رجوع رہنے اللہ سے، جو بتلاتا ہے اُس اہمیت کو جو اُس نے اِنسان کو

دیا ہے پیدا کرکے اُسے بطور بہت ہی باشعور، بہت ہی قیمتی اور لطیف، بہت ہی قابل قدر اور قیمتی پھل کے تخلیقات کے شجر پر مخاطبت کرکے اُسے بغیر کسی واسطے کے اور تمام اشیاء اِس کے زیرِ نگین بنا کر— کیا یہ بات بالکلیہ ممکن ہے کہ اِس قدر مہربان، طاقت ور ایک ہو، اِس قدر عقلمند اور علیم، کیا نہیں لانا چاہیے دوبارہ زندگی، کیا جمع نہیں کرنا چاہیے، یا ہونے ناقابل ایسا کرنے کے لئے، کیا قابل نہیں ہونا چاہیے افتتاح کرنے اُس کے Supreme Court کا، کیا قابل نہیں ہونا چاہیے پیدا کرنے جنت اور دوزخ کو؟ نہیں، حقیقت میں، کسی حال کوئی اِس میں سے ممکن ہو۔ اللہ بااختیار ہے۔'' (بدیع الزمان سعید نرسی)

اُسے کسی حال ہونا چاہیے، نہ ہونے کا تو کوئی سوال ہی نہیں ہے۔

Darwinists کبھی نہیں سراہتے کہ ایک قطرہ خون کا رکھتا ہے کوئی پچیس کروڑ سُرخ جیسے (RBC) چالیس کروڑ سیفد جیسے (WBC) اور لکھوکھا Thrombocities۔ اللہ کا یہ ہے ایک بڑا معجزہ جو پیدا کرتا ہے یہ سب سالمے خاص خاص خصوصیات کے ساتھ اور دیتا ہے موقع اِن تمام کو کرنے کام باہم مل کر۔ رب العزت نے بے عیب کے ساتھ پیدا کیا ہے خون کو سیدھے بالکلیہ باریک ترین تفصیلات کے ساتھ۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے خون کے ضائع جانے کے نتیجہ میں ہونے والی موت کو روکنے کے لیے۔ سب کے سب 20 سے زائد Enzymes کا، اُس وقت خون کو Clot ہونے کے دوران، رہنا ضروری ہوتا ہے۔ اُس وقت کی یہ پیچیدہ صُورت حال کوئی مطابقت نہیں رکھتی ہے اِرتقاء کے میکانزم سے۔

Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ کون ہدایت دیتا ہے اِن 20 مختلف Enzymes کے سلسلہ کو Blood Clotting کے لئے؟ لاشعور جواہر اپنے تئیں اِس گمبھیر حالت میں خود سے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے ۔ یہ Enzymes رب العزت کے ہدایات کے تابع ہوتے ہیں۔ ویسے اِس سوال کا جواب ڈارونسٹس کے کسی وضاحت میں کبھی نہیں پایا جا سکتا۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ کیوں باربردار پروٹینس، خون میں کی سو مختلف

اقسام کے خلیات کی ضرورتوں کو بستوں (Packages) کی شکل میں لے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ عمل مفروضہ اِرتقاء کے اُصول سے میل نہیں کھاتے جو ایک وجود (Entity) کے کا میں، صرف اُس کے دلچسپی کے لحاظ سے ہوتے ہیں اور جو مدد کسی اور کی یا تعاون عمل دوسرے ہستیوں (Entities) کے ساتھ نہیں کرتے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھ پاتے کہ خون کے خلیے پہچان لیتے ہیں آکسیجن کے سالموں کو اور اُنھیں پھیپھڑوں میں داخل ہونے پر احتیاط کے ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ وے تب لے جاتے ہیں اِن کو جسم کے تمام دوسرے خلیات تک، خلیات کی ضرورتوں کے مطابق آکسیجن تقسیم کرتے ہیں۔ ایسا ایک شناختی آگاہی نظام کبھی نہیں پیدا ہو سکتا ہے لاشعور اتفاقات سے۔

Darwinists کبھی حیرت میں نہیں آتے، کہ کیسے خون کے خلیات، جو بنتے ہیں ہڈی کے گودے یا مغز (Bone Marrow) میں، جان سکتے ہیں اِنسانی جسم کو اور ساتھ ساتھ جسم کے کاموں کو۔ یہ خلیات کبھی وہ مادے جن کی گردوں کو ضرورت ہوتی ہے، گردوں کے بجائے کسی اور عضو کو نہیں لے جاتے ہیں۔ کبھی وہ اپنے کام میں غلطی نہیں کرتے

Darwinists وضاحت کر نہیں سکتے اِن خلیوں کے اِس قسم کے محتاط طرزِ عمل کی۔

Darwinists کبھی سوال نہیں کرتے کہ کیسے، ایک سو کھرب خلیات جسم میں، جن کے بارے میں ڈارونسٹس دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ خلیات آئے تھے وجود میں اتفاق سے، رہتے ہیں کنٹرول میں ٹھیک ٹھیک، یا کیسے غلطیاں خلیات میں درست ہوتی ہیں، اور کیسے اِن کی ضروریات پوری ہوتی ہیں، کیسے اِن کے ناکارہ مادے خارج کیے جاتے ہیں، اور کیسے ان کا یہ سارا نظام عمل پیدا ہوتا ہے ایسے باقاعدہ طریقہ سے کہ جس میں کوئی موقع نہیں چھوٹتا اتفاقات کے لیے۔

وے کبھی خیال نہیں کرتے کہ کیسے ایک Virus، جس کے بارے میں Darwinists بیان کرتے ہیں بطور بہت ہی ابتدائی زندگی کی ساخت کے، کہ کیسے سیکھا ہوگا غلبہ پانا، اربوں خلیات میں سے، مخصوص عناصر پر، ایک لڑکے کے Immune

system کے جو جانے جاتے ہیں بطور Antibodies اور Leukoeytes کے، کیسے قابل ہوتے ہیں بے اثر کرنے ایک جسم کے مدافعتوں کو جن کا وہ پہلے کبھی سامنا نہ کیا ہو ہم ایسی کوئی شہادت نہیں رکھتے کہ ماڈل فارم اِنسانی اجسام یا بھیجوں کے جن میں کسی طرح کی تبدیلی ہوئی ہو گذشتہ ایک لاکھ سالوں میں—ایک معیاری مظہر ہے ٹھراؤ کا کامیاب اور وسیع پھیلاؤ کے اصناف کے لئے، اور نہ (جیسا کہ عمومی غلط فہمی) ایک عجب سا اِستثنا، مستقل ترقی پذیر تبدیلی کی ایک توقع میں۔ فرانس کے Cro-Magnon لوگ، جو Lascaux اور Altamira میں موجود غاروں کی پینٹنگ کوئی پندرہ ہزار سال پہلے کی تھی، ہم ہی میں سے تھے—اور کوئی دیکھ پاتا ہے اِس غیر معمولی بیش بہا اور خوبصورتی کے کام کو، ایک لحاظ سے یقین دِلاتا ہے ہم کو، بہت ہی بغیر کسی وساطت کے سطحی انداز میں، اِس طرح کے Picasso کوئی کو نایا کنارا نہیں پکڑ رکھا تھا دماغی کمی بیشی کرنے میں اِن ancestors کے ایک جیسے بھیجوں میں۔

(Stephen Jay Gould، اِرتقاء پسند آثارِ مُتحجرہ کا ماہر)

Darwinists کبھی نہیں سوال کرتے کہ کیسے جسم کا ایک اندرونی نظام، جس کے بارے میں وے خیال رکھتے ہیں کہ وہ آیا تھا وجود میں اِرتقائی طریقہ ہائے عمل کے نتیجہ میں، روکتا ہے حرارت کو، جو خارج ہوتی ہے ایک Muscle کسے انقباض سے، Muscle کو کوئی نقصان پہچانے سے۔ خون کا حرارتی اِنتشار کا میکانیزم کبھی نہیں آسکتا وجود میں اتفاق کے نتیجہ میں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کیسے ایسا ہوتا ہے کہ مختلف خلیات خون میں، جن کو ڈارونسٹس دعویٰ کرتے ہیں کہ آئے تھے وجود میں اتفاق سے، جانتے ہیں اُن کے اپنے مفوضہ کاموں کو، انجام دیتے ہیں اُنھیں بغیر کسی غلطی کے اور کیسے شاندار انداز میں وے جاری رکھتے ہیں انجام دینا اپنی ذمہ داریوں کو بغیر مداخلت کے ایک تمام زندگی کے دوران۔

Darwanists کبھی نہیں سمجھتے کہ پچیس لاکھ Erythrocytes کو ہر سکنڈ میں خون میں پیدا ہونے کی ضرورت لاحق رہتی ہے، جن کے بارے میں ڈارونٹس خیال رکھتے

ہیں کہ وہ آئے تھے وجود میں بے شعور اتفاقات کے ذریعہ۔ کیا ایسا نہیں ہوتا اِس کیلئے، وریدیں (Veins) رُک یا (Block) ہو جاتی، خون کے سیالیت (Viscasity) میں کچھ کمی کی وجہ سے یہ اہم توازن کبھی نہیں Develop ہو سکتا ہے علی الحساب طریقہ ہائے عمل اور مظاہر سے۔

Darwinists کبھی نہیں سوال کرتے کہ اِنسانی آنکھ بناتی ہے ایک خیال، ایک سکنڈ کے دسویں حصہ سے بھی کم وقت میں، Retina پر۔ یہ خیال جسامت میں ا مربع ملی میٹر (0.00155 مربع انچ) سے زیادہ جگہ نہیں گھیرتا۔ انسانی آنکھ رکھتی ہے ایک میکانیزم زیادہ تیز اور زیادہ عملی مقابلے میں 64 کمپیوٹرس کے جو لیث ہوتے ہیں جدید ترین ٹکنالوجی سے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ ہڈیاں ڈھانچہ کے نظام میں تمام، مجموعی طور پر، ہوتے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ مطابقت میں، ہوتے ہیں اور جُڑے ہوتے ہیں خاص خاص نقاط پر۔ ہر ہڈی رکھتی ہے اُس کا اپنا مخصوص کام۔ شکر ہے تمہارے ہڈیوں کا، تم قابل ہوتے ہیں چلنے اور دوڑنے کے۔ ڈھانچے کا نظام ایک بار پیش کرتا ہے زبردست اللہ کی تخلیقی کاریگری کو۔

Darwinists کبھی نہیں سوال کرتے کہ کیوں اِنسانی دو آنکھیں آئی ہیں وجود میں اتفاق کے ذریعہ۔ جیسا کہ وے دعویٰ کرتے ہیں، اور نہ پوچھتے ہیں کہ کیسے خیالات جو اِن آنکھوں سے پیدا ہوتے ہیں کبھی نہیں ایک دوسرے میں داخل انداز ہوتے ہیں، اور نہ سوال کرتے ہیں کہ کیسے یہ آنکھیں بندوبست (Manage) کر لیتی ہیں سمجھنے رنگوں کو اور اِن کے سہ رُخی ابعاد میں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ وہاں ہوتے ہیں، ایک اوسطاً سو ارب Neorons، اِنسانی بھیجہ میں۔ اگر تم اُنھیں شمار کرتے ایک کے بعد ایک، فی سیکنڈ ایک کی شرح سے، تمہیں 1371 سال کا عرصہ لگتا ہوتا۔ اگر اِن سو ارب، 10 مائکران فی نیوران کے حساب سے سرے سے سرے کے ساتھ رکھے جاتے، وے پھیلے ہوتے ایک ہزار کلومیٹرس یا 621 میل تک۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ ایک دیئے گئے وقت کے بعد، حسی Receptors روک دیتے ہیں بھیجنا Brain Signals، بارے میں اُن اشیاء کے جو Skin سے تماس میں ہوتے ہیں۔

جلد (Skin) اِس طرح آہستہ آہستہ ہو جاتی ہے عادی اُن چیزوں سے جن سے وہ تماس میں ہوتی ہے۔

کیا ہی بڑا انعام ہے یہ اِنسانوں کے لئے پیش کیا گیا ہے!۔

Darwinists کبھی نہیں سراہتے کہ ویسے صرف چند سکینڈس درکار ہوتے ہیں پڑھنے ایک واحد جملہ، اگر صرف ایک، اِنسانی جسم کے Enzymes میں سے، نہیں کیا ہوتا ہے یہ کام، تو وہ جملہ پڑھے جانے کے لئے پندرہ سو سال درکار ہوتے۔

Enzymes ذمہ دار ہوتے ہیں خلیات کو کارکرد بنانے اور شروع کرانے اور بتدریج اضافہ کرانے تعاملات میں، اور ایک Enzyme بتدریج اضافہ کرا سکتا ہے ایک تعمل میں 10^{10} بار—اگر Enzymes اپنا کام نہیں کرتے ہیں، تو کوئی ایک تعملات جو تمہیں زندہ رکھے ہوتے ہیں کو انتظار کرنا پڑتا ہے جب تک کہ تم اِس جملہ کو پڑھ نہ لیتے ہو۔

ناکارہ خلیات، ایک دوسرے سے ناواقف ہوتے ہیں، ایک کے بعد ایک مرنا شروع کرتے ہیں۔

Darwinists کبھی حیرت نہیں کرتے کہ اعصابی تحریکات اجسام سے گذرتی ہیں قریب 9 کلومیٹرس فی سکنڈ کی رفتار سے، اِس طرح تمہاری حفاظت کرتے ہیں خطروں کے ایک وسیع سلسلہ سے۔ Darwinists کبھی نہیں حساب لگاتے کہ وہاں ہوتے ہیں ہارمونس اِس کے باوجود ہارمونس رکھتے ہیں کافی اثر انداز ہونے والے انجام دہی کے قابل اہم افعال۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ ہر دن، تمہارا دِل 7200 لیٹرس خون پمپ کرتا ہے جو ایک لاکھ کلومیٹرس کا فاصلہ طے کرتا ہے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ خون ایک دن میں اوسطاً تین سو بار گردوں

سے گذرتا ہے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ ہر سکنڈ جو تم پڑھنے میں لگاتے ہو، تمہارے Retina 10 ارب حسابات اُس ایک سکنڈ میں انجام دیتے ہیں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ تمہارا اندازاً 5.6 لیٹرس خون تمہارے جسم سے ہر منٹ میں تین بار گزرتا ہے، اور ہر دن میں خون ایک لاکھ کلومیٹرس کا فاصلہ طے کرتا ہے۔

اور Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ Muscle جو تمہاری آنکھوں کو جھپکنے کے قابل بناتا ہے، ہوتا ہے سب سے تیز Muscle جسم میں۔ اِس Muscle کا شکریہ ادا کرتے ہیں ہم ایک دن میں اوسطاً پندرہ ہزار بار اپنی آنکھوں کو جھپکاتے ہیں Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ 5 لیٹر خون کو گذرنا ہوتا ہے Veins سے۔ یہ Veins کا سلسلہ اوسط وزن کے جسم کے ہر ایک حصّہ تک جاتا ہے۔ اگر اِس 5 لیٹر خون کا ایک حصہ نکال لیا جاتا ہے، مثال کے طور پر 1 لیٹر، ماباقی خون کو حرکت میں لانا زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ اور اگر وہ خون وریدوں کو نہیں بھرتا ہے تو اچھے خون کی نالیاں آپس میں چمٹ جاتی ہیں، خون کا بہنا رُک جاتا ہے، اور خلیات تیزی سے مرنا شروع کرتے ہیں اور وہ خلیات بغیر آکسیجن کے صرف ایک یا دو منٹ کیلئے رہ پاتے ہیں۔

Darwinists کبھی نہیں غور کرتے کہ کیسے گوشت ہضم کرنے والے Acids افراز کرنے میں، معدہ، خود Flesh سے بنا ہوتا ہے نظر انداز کرتا ہے اپنے آپ کو ہضم کرنا اور کیسے یہ مطابقت نہیں کرتا ہے اتفاق کے دعویٰ سے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ پانچ سو غیر معمولی پیچیدہ افعال چلائے جاتے ہیں ایک واحد Liver کے خلیہ میں، اُن میں سے اکثر ایک بے عیب سلسلہ میں سکنڈ کے ہزارویں حصّوں میں طے پا جاتے ہیں، جن کی نقلیں حتّٰی کہ لیباریٹری کے شرائط کے تحت بھی تیار نہیں کیے جاسکتے۔ اِن افعال کے لئے یہ ناممکن ہے کہ آئیں اتفاقات سے۔

’’اور ہر ایک اِنسان میں ایک تین پونڈ کا بھیجہ ہوتا ہے جو، جہاں تک ہم جانتے ہیں، بہت ہی پیچیدہ اور باقاعدہ طور پر ترتیب کا حامل Matter ہوتا ہے کائنات میں۔‘‘
(Isaac Asimov، بائیوکیمسٹ اور سائنسی مصنف)

Darwinists کبھی توجہ نہیں دیتے کہ کیسے زائد از ضرورت، بے عیب یا بیمار خلیات جسم میں اپنے آپ کو تلف کرلیتے ہیں۔ بعض مردہ خلیات کی صفائی نہیں ہونے پاتی ہے کیونکہ وے ابھی بھی استعمال کے قابل ہوسکتے ہیں۔ یہ Macrophage (محافظین) خلیات تصفیہ کرتے ہیں کہ کون سے مردہ خلیات کو خارج کرنا ہے اور کن کو چھوڑ دینا ہے، ٹھیک جیسا کہ اگر وے ہوتے باشعور وجود۔

Darwinists کبھی نہیں اہمیت دیتے کہ کیسے Pituitary Gland، ایک چھوٹا ٹکڑا بافت کا جو ایک Chick Pea (ایک ایشیائی پھلی) سے زیادہ لانبا نہیں ہوتا، ہمارے جسم میں پائے جانے والے تمام ہارمونس اور خود ہارمونی نظام کو کنٹرول کرتا ہے۔

Darwinists نہیں سمجھتے کہ کیسے نمو کے ہارمون، جو اِفراز کئے جاتے ہیں Pituitary Gland سے، کھربوں خلیات کی ایک منظّم ترتیب میں تقسیم پر کنٹرول کرتا ہے، یا کیسے یہ ننھا سا غدود فیصلہ کرتا ہے کہ کس مرحلہ پر جسم اور اِس کے عضویات (Organs) بڑھنا روک دینا چاہیے۔

Darwinists نہیں سمجھتے کہ کیسے ماں کا دودھ نو زائدہ کی تمام ضروریات کی تکمیل کرتا ہے۔ Babyfood بنانے والے کمپنیاں اب بھی ناقابل ہیں تیار کرنے ایک ماں کے دودھ کا صحیح بدل۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ کیسے Receptor Cells، Hypothalamus میں دیکھ ریکھ (Monitor) کرتے رہتے ہیں دن کے 24 گھنٹے، جسم کے واٹر لول کو، اور وے ضروری احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہیں جبکہ وے نوٹ کرلیتے ہیں کسی زیادتی یا کمی کو پانی کے لول میں۔

یہ دعویٰ کہ آنکھ ابھری ہے مرحلوں (Stages) میں، Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ آنکھ غیر تخفیف پذیر پیچیدہ عضو ہے اور یہ کہ وہ کام نہیں کرسکتی جب تک اُس کے تمام 40 اہم اجزاء سب کے سب موجود نہ ہوں اور باہم ہم آہنگی سے کام نہ کریں۔ خود سے، یہ عضو (Organ) پورے طور پر نظریہ اِرتقاء کو رد کردیتا ہے۔

Darwinists کبھی تسلیم نہیں کرتے کہ اِنسانی آنکھ مہیا کرتی ہے ایک خیال غیر معمولی اعلیٰ اور شفاف ہوتا ہے مقابلہ میں بہت ہی ترقی یافتہ کیمیروں کے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ ہر Neuron اِنسانی بھیجہ میں قریب ایک ہزار سے دس ہزار Synapses یا کنکشن دوسرے خلیات کے ساتھ رکھتا ہے۔ وہاں ہوتے ہیں بھیجہ میں کوئی ایک quadrillion، یعنی 10^{15} Synaps (کنکشنس)، قابل بناتے ہیں پیام رسانی کے ان گنت کاموں کو۔ یہ ناممکن ہوتا ہے یہ تمام پیچیدہ صورت حال کا وقوع پذیر ہونا اتفاق سے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ تیز رفتار مُبینہ حقائق کے حصول کے Operations، اِنسان کے ہاتھوں بنے کمپیوٹرس سے 10^9 فی سکنڈ کے حساب سے انجام پاتے ہیں، اِنسانی بھیجہ — جس کے بارے میں Darwinists دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ وجود میں آیا تھا ابتدا میں اتفاق سے — 10^{15} Operations انجام دے سکتا ہے ایک سکنڈ میں۔ Darwinists، کبھی تسلیم نہیں کرتے کہ یہ بالکلیہ ناممکن ہے اتفاقات کے لئے منظّم کرنا اعصابی خلیات کو ایک اسے انداز میں کہ قائم ہو سکے ایک حیرت انگیز ترسیلی نٹ ورک بھیجہ میں آپ ہی آپ۔

Darwinists کبھی معائنہ نہیں کرتے کہ کیسے Immune System کے خلیات پیدا کرتے ہیں Substances جو مشہور رہے ہیں بطور Antibodies کے جو جراثیم کش ہوتے ہیں یا دوسرے بیرونی اجسام جو Antigens کہلاتے ہیں، جو آیا جراثیم کش ہوتے ہیں یا بعض جراثیم کو روکتے ہیں افزائش نسل سے۔ زیادہ اہم خصوصیت اِن Antibodies کی ہوتی ہے اُن کی صلاحیت، تمیز کرنے کی لکھوکھا مختلف جراثیم کے درمیان، اور تیار کرنے کی اپنے آپ کو، تباہ کرنے اُنھیں۔

Darwinists کبھی غور نہیں کرتے کہ بعض Antibodies فوری پہچان لیتے ہیں جراثیم کو اور پیدا کرتے ہیں بہت ہی متاثر کُن ہتھیار کو، استعمال میں لانے کے لئے ایک دئے گئے بیرونی جسم کے خلاف میں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ بعض Antibodies حتّٰی کہ قابل ہوتے ہیں پہچاننے مصنوعی Antigens کو جو پیدا کئے گئے تھے Laboratory میں اور تب اِنسانی جسم میں اُنھیں Inject کیا گیا تھا تاکہ جسم میں Antibodies پیدا ہوسکیں۔

Darwinists کبھی نہیں سوچتے کہ اِنسانی گردے جسامت میں قریب 10 سمر کے ہوتے ہیں اور وزن میں 100 گرامس کے ہوتے ہیں اور 10 لاکھ سے زیادہ چھوٹے چھوٹے تخلیصی پلانٹس اپنے میں رکھتے ہیں۔ اِن پلانٹس میں، خون جو لے جاتا ہے ہر چیز جو ہماری زندگی کے لئے ضروری ہوتی ہے، مسلسل صاف اور تخلیص پاتا رہتا ہے۔ حتّٰی کہ بڑی بڑی مشینیں جو اِنسانی ہاتھوں سے بنی ہوتی ہیں گردوں کے افعال کی نقل نہیں کرسکتے۔

''جب ہم اِنسانوں کے اصل اقسام کو دیکھتے ہیں، ہم کافی فرق پاتے ہیں جو خالی آنکھ کو دکھائی دیتے ہیں...... اِس بات کا قوی تر اِمکان ہوتا ہے کہ یہ تمام فرق علم توالدو تناسل (Genetics) کے لحاظ سے متعین ہوتے ہیں، مگر وے کسی سادہ طریقہ سے متعین نہیں کئے جاسکتے ہیں۔

مثال کے طور پر، جہاں تک Skin کے رنگ کا تعلق ہے، وہاں پر کم سے کم چار جین (Gene) کے لحاظ سے فرق ہوتے ہیں، جو رنگوں میں اختلاف کو پیش کرتے ہیں۔''

(Luc A Cavalli-Sforza اور 'Luigi' اِرتقا پسند تخلیقی ماہرین)

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ کیسے، جب اِنسانی جسم میں خلیات کو تیار کرنے یا تلف کرنے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے، یہ افعال کو انجام دیا جاتا ہے ٹھیک ٹھیک وقت اور باقاعدگی کے لحاظ سے، بالکلیہ طور پر ہماری مرضی یا معلومات سے پرے۔

Darwinists کبھی نہیں سراہتے، ویسے Enzymes، جو خلیات کے درمیان موجود Fluid کے ذریعہ Electrons کو لے جاتے ہیں، نہیں ہوتے ہیں باشعور، اگر وہ بے قاعدہ طور پر بکھیر دیتے پیامات کو بجائے لے جانے کے اُن کے صحیح ٹھکانوں تک، نتیجہ میں جو ابتری بھیجہ میں پیدا ہوتی، وہ پورے طور پر کردی ہوتی حسی نظام کو بے قاعدہ اور بیرونی دُنیا سے وہ لاتعلق ہوجاتے۔

Darwinists کبھی بحث نہیں کرتے اِس بات پر کہ ہڈیوں کے خلیات جو Osteoclasts کہلاتے ہیں، بدلتے ہیں لمبائی اور شکلوں کو ہڈیوں کے اور Shrink Notches کو جو ہڈیوں کے سطحوں پر ہوتے ہیں۔اور جبکہ Osteo Clast نکال دیتا ہے ہڈی کو، Osteo Cells شروع کرتے ہیں تیار کرنا ہڈی کو اِس لحاظ سے کہ ڈھانچہ کا توازن برقرار رہے۔ یہ تمام کارکردگیاں وجود میں آتے ہیں اکمل ترین آرڈر میں ہر ہڈی میں جسم کے۔ ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے کہ ہڈیوں کے خلیات جو قائم رکھتے ہیں اپنے افعال کو اور خصوصیات کو کیا آسکتے ہیں وجود میں بے شعور اتفاقات سے۔ ہڈیاں بناتے ہیں سختی، لمبائی، شکل، اُبھار اور رکھتے ہیں باہمی اشتراک ہر ہڈی کا جسم میں، اور کرتے ہیں اپنا مفوضہ کام بغیر کسی غلطی کے۔ ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے کہ اِنسانی نمو وقوع میں آتا ہے مخصوص حدود کے مطابق۔ جب ایک خاص بلندی پہنچ پاتی ہے اور ہاتھ پیر پختگی کی سائز حاصل کر لیتے ہیں۔ کیسے یہ ممکن ہے کہ وے تصفیہ کرتے ہیں روکنے نمو اور زیادہ؟

Darwinists کبھی نہیں سراہتے کیسے سالمے جو انسانی آنکھ کو دکھائی نہیں دیتے، کرتے ہیں کام مسلسل زندہ رکھنے ہم کو۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ اِنسان کا DNA سالمہ رکھتا ہے کافی معلومات جو بھر سکتے ہیں لکھوکھا صفحات اِنسائکلوپیڈیا کے، پھر بھی مشتمل ہوتا ہے بے شعور جواہر پر جیسے، فاسفورس، کاربن، نائٹروجن، ہیڈروجن اور آکسیجن وغیرہ کے

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ اِنسانی جسم پیدا کرتا ہے قریب 260 تا 400 ارب خون کے جیمے ہر دن

یہ پیداوار، جو وقوع پذیر ہوتی ہے Bone Marrow میں، کا انحصار ہوتا ہے ایک مخصوص خلیہ کے بدلتی تقسیمی صلاحیتوں پر، جو Stem Cell کے نام سے جانا جاتا ہے۔

Darwinists دعویٰ کرتے ہیں کہ خون وجود میں آیا تھا اتفاق سے، تاہم وے کبھی نہیں تسلیم کرتے کہ کوئی بھی چیز اِس کے مشابہہ پیدا نہیں کی جاسکتی حتّٰی کہ بہت ہی ترقی یافتہ Laboratories میں۔

Darwinists بہت کم سراہتے ہیں کہ اگر سب سے پہلے جانور کا خون منجمد (Clot) نہیں ہوتا ہو، تب ہلکے سے زخم سے خون کے نقصان سے نتیجہ میں موت واقع ہو سکتی تھی۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کیسے اگرچہ کہ پروٹین Thrombin خون کے Clot کا باعث ہوتا ہے اور خون کے ساتھ بہتا ہے، وہ نالیوں میں خون کو Clot نہیں کرتا۔

Darwinists کبھی نہیں سراہتے کہ اِنسانی پیر کو ضرورت ہوتی ہے 54 مختلف Muscles کی جو باہم مل کر کام کرتے ہیں تا کہ ہم ایک قدم اُٹھا سکیں۔

Darwinists کبھی نہیں سراہتے کہ ہوا جو ہم تمام سانس لیتے ہیں، رکھتی ہے کئی نقصان رساں Substances اور جراثیم، لیکن جو Micro-Hairs ہماری ناک کی نالی میں ہوتے ہیں ہماری حفاظت کرتے ہیں، اُن میں سے اکثر سے۔

Darwinists کبھی وضاحت نہیں کرتے، کیسے، 200 یا زائد مختلف اقسام کے خلیات ویسے اِنسانی جسم میں رکھتے ہیں بنیادی طور پر ایک ہی طرح کے میکانیزمس تاہم وے رکھتے ہیں اِس قدر بہت ہی مختلف کامین۔ مثال کے طور پر، ایک Liver (جگر) کا خلیہ چلاتا ہے 500 مختلف کیمیائی طریقے جو طے پاتے ہیں سلسلہ وار ایک سکنڈ کے ہزارویں حصوں میں، اور ایک دل کا خلیہ پیدا کرتا ہے Electricity (برق) ہماری سارے عرصہ حیات کے لئے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ حتّٰی کہ جب ایک شخص محوِ خواب ہوتا ہے، اُس کا دِل قابل ہوتا ہے پمپ کرنے 340 لیٹرس خون ہر گھنٹہ میں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے ، کیسے 5 تا 6 لیٹرس خون اِنسانی جسم کا 7% تا 8% جسمانی وزن کی نمائندگی کرتا ہے۔ اگر اُس کے سرخ جیسمے کے خلیات کو رکھا جاتا ہے سرے سے سرے کو لگاتار لگا کر، وہ بناتے ہیں ایک Line تقریباً ایک لاکھ کلومیٹرس لانبی، آرام سے دو دفعہ زمین کو اپنے گھیرے میں لے سکے۔

Darwinists کبھی اپنے تاثر کا اِظہار نہیں کرتے، کیسے Stem Cells مشتمل ہیں دس ہزار قسموں میں سے ایک قسم پر جو تیار کرتے ہیں خلیات Bone Marrow میں۔

اگرچہ یہ خلیات دوسرے خلیات سے الگ دکھائی نہیں دیتے، تاہم وے رکھتے ہیں زبردست صلاحیت نمو پانے مختلف اقسام کے خلیات میں جسم کے ضرورتوں کے مطابقت میں، اور نئے خلیات پیدا کرتے ہیں لینے جگہ ناکارہ خلیات کی جسم کے اندر۔

Darwinists کبھی نہیں غور کرتے کیسے اِنسانی ہاتھ جو قابل بناتا ہے اِن کو انجام دینے بے شمار افعال کو — پینے سے ایک گاڑی چلانے تک، لکھنے سے سینے تک — ہوتا ہے لیث 27 ہڈیوں سے اور ایک پرفکٹ نظام Muscles کے اور اعصاب کے جو کنٹرول کرتا ہے اُن کو۔ اِنسان کھولتے ہیں اور بند کرتے ہیں اپنے ہاتھ کم سے کم دو کروڑ پچاس لاکھ بار اپنی زندگیوں کے دوران، اور یہ ناممکن ہوتا ہے اِس جیسے ایک میکانیزم کے لئے کہ اُن کا نقل ہو سکے تیار، مصنوعی طور پر۔

Darwinists کبھی نہیں سراہتے ہیں کہ دِل ہمارا پمپ کرتا ہے خون مسلسل پیدائش سے موت تک۔

دِل خون پمپ کرنے کا کام شروع کرتا ہے استعمال کرتے ہوئے اُس کے اپنے الیکٹریکل سسٹم کو پورا کرنے ہمارے جسمانی ضرورتوں کو، اور ایک گھنٹہ میں، دِل پیدا کرتا ہے کافی توانائی جس کی طاقت کا اندازہ اِس بات سے ہوسکتا ہے کہ یہ توانائی ایک اوسط سائز کی گاڑی کو زمین سے ایک میٹر اونچائی تک اُٹھا سکتی ہے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھ پاتے کہ کیسے دِل دفعتاً دھڑکنا شروع کرتا ہے جبکہ ایک شخص ابھی ایک بچہ ہوتا ہے اپنی ماں کے رحم میں۔ اُسی لمحہ سے، دِل مسلسل پھیلاؤ و سکڑاؤ کے عمل سے، وجہ بنتا ہے خون کے لئے بہنے سارے جسم میں۔ اِس طرح دِل پمپ کرتا جاتا ہے خون کو ہر لمحہ ہماری زندگیوں میں، بغیر ہمارے واقف ہوئے اِس عمل سے، ہمارے شعوری کنٹرول سے باہر ہوتا ہے یہ عمل۔

Darwinists کبھی نہیں سراہتے ہیں کہ دو پرتی جھلی دِل کے اطراف دِل کو سکون کے ساتھ کام کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے اور ساتھ ہی صدمات سے اِسے محفوظ رکھتی ہے۔ شکر ہے کہ اِن دونوں پرتوں کے درمیان پائے جانے والے گاڑھے مائع کا،

اِس سیال کی بدولت دِل مسلسل پھیلاؤ اور انقباض کے قابل ہوتا ہے ساری زندگی کے لئے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ دِل کی بناوٹ میں شریک تمام اجزاء میں سے حتّٰی کہ ایک واحد جُز بھی دفعتاً یا اتفاق سے وجود میں نہیں آ سکتا ہے۔ اِس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ کیا پرفکٹ خصوصیات وہ رکھ سکتا ہے، تاہم ایک دِل بغیر دوران خون کے نظام کے یا خون پمپ کرنے کے ماسواء کوئی اور مقصد مطلق نہیں رکھتا۔

اُن کی اپنی ڈارونی منطق کے مطابق، ایک عضو کو بغیر کسی کارکردگی کے غائب ہو جانا چاہیے، اور کوئی عضو مثل دِل کے اپنے تمام پیچیدہ خصوصیات کے ساتھ کبھی نہیں آ سکتا ہے وجود میں اتفاق کے بغیر۔

Darwinists کبھی یاد نہیں کرتے کہ دِل کو ضرورت ہوتی ہے ایک برقی تحریک کی تاکہ اِنقباض کر سکے، کیونکہ خلیات جو اُن انقباضات کے عمل کو جاری رکھتے ہیں، بغیر الیکٹریسٹی کے کام نہیں کر سکتے ہیں۔

تاہم دِل، جو محض Muscle کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے، مطلوبہ الیکٹریسٹی کو پیدا کرنے کے قابل ہوتا ہے۔

Darwinists کبھی وضاحت نہیں کرتے کہ کیسے Kerotin نامی پروٹین، بال اور ناخن جیسی ساختوں کو، مختلف خصوصیتوں کے ساتھ، ایک زندگی کے تمام عرصہ کے دوران، بغیر کبھی کوئی غلطی کئے کے، پیدا کر سکتے ہیں۔

جیسا کے وہ خیال کرتے ہیں جو کچھ کہ Collagen نامی پروٹین پیدا کرتے ہیں ہموار، لچکدار جلد اور سخت، مضبوط ہڈیوں کو، وجود میں آئے تھے کیا وہ اتفاق سے؟۔ ڈارونسٹس کبھی نہیں جانتے کہ یہ پروٹین صرف اُن حصوں میں ہوتا ہے جہاں اِس کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک سچ مچ میں ذہانت بھرے انداز میں، بعض مقامات پر جِلد پیدا کرنے اور بعض دوسری جگہوں میں ہڈیوں کو پیدا کرنے میں مددومعاون ہوتے ہیں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے، کیسے بھیجہ، جس کے بارے میں وے خیال کرتے ہیں کہ اُبھرا تھا اتفاق سے، بغیر کسی مداخلت کے مسلسل کام، کرتا ہے، بغیر کسی

اعصابی اُلجھاؤ کے۔

Darwinists کبھی نہیں جان پاتے، کیسے جواہر، جیسا کہ وے رکھتے ہیں ایک خاص عمل، بے قاعدگی کے لحاظ سے آتے ہیں بنانے میں آنسو کے Gland کو؟۔

Darwinists کبھی تعجب کرنے نہیں رُکتے کہ کیسے Eye Brows (بھوئیں) جن کے بارے میں وے خیال کرتے ہیں کہ وہ وجود میں آئے تھیں لاشعوری طریقہ ہائے عمل سے، اُن کے ایک مخصوص لمبائی تک پہنچنے پر اُن کے بڑھنے کے عمل کو روکنے کا فیصلہ لیتے ہیں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ کیسے جسم، جس کے بارے میں وے خیال کرتے ہیں کہ وہ وجود میں آیا تھا اتفاق سے، بنایا تھا ایک بھیجہ، آنکھیں، ڈھانچہ کا نظام اور جوڑ، اور خلیات جو رکھتے ہیں مرکزہ، Mitochondria اور DNA

Darwinists لکھتے ہیں کتابیں تشریح الاعضاء (Anatomy) کے بارے میں اور استعمال کرتے ہیں بکثرت لاطینی اصطلاحات، تاہم پھر بھی ناقابل ہوتے ہیں وضاحت کرنے کہ کیسے یہ خلیات اِس ایک باقاعدہ شکل میں آتے ہیں باہم مل کر بنانے مختلف عضویات۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ مختلف خلیات معدہ میں افراز کرتے ہیں ترشوں کا غذا کو قابل نفوذ حالت میں لانے کے لئے، اور ساتھ ہی دوسرے خلیات بھی افراز کرتے ہیں بلغم یعنی لیس دار اور چپچپے مادے کا جو معدہ کی اندرونی پرت کو ڈھانک لیتا ہے، اور یہ بلغم معدہ کی دیواروں کو بطور ڈھال کے ترشوں سے محفوظ رکھتا ہے اور Enzymes کو معدہ کو نقصان پہچانے سے روکے رکھتا ہے۔

Darwinists کبھی نہیں سراہتے کہ معدوی ترشے کافی حد تک اِتنے طاقتور ہوتے ہیں کہ وہ Razor Blade کو بھی اپنے میں حل کر لینے کی صلاحیت رکھتے ہیں، تباہ کر سکتے ہیں معدہ کے اندرونی دیواروں کو بہت ہی کم وقت میں۔ اِس وجہ سے، معدوی ترشے اور بلغم دونوں کو باہم مل کر شروع سے ہی ایک ساتھ رہنا ہوتا ہے۔

خالی معدہ رکھتا ہے ایک Enzyme جو Pepsinogen کے نام سے جانا جاتا

ہے اور جو کوئی بھی ہضمی خصوصیات نہیں رکھتا ہے۔ لیکن غذا کے معدہ میں آنے کے ساتھ ہی، معدوی خلیات ہیڈرو کلورک ترشہ پیدا کرنا شروع کر دیتے ہیں جو فوری طور پر Pepsinogen کی ساخت میں تبدیلی لاتا ہے، اِسے ایک بہت ہی طاقتور Pepsin نامی Enzyme میں بدل دیتا ہے۔ یہ Pepsin فوری طور پر معدہ میں غذا کو باریک ذرات میں بدل دیتا ہے۔ ایک Fluid کے لئے پورے طور پر بے ضرر ہونا ہوتا ہے جبکہ معدہ خالی ہوتا ہے۔ یہ بالکلیہ ناممکن ہوتا بے ضرر رہنا جبکہ معدہ غذا سے بھرا ہوتا ہے۔

کیونکہ معدہ میں موجود Fluid بدل جاتا ہے ایک طاقتور تباہ کن Agent کے جبکہ معدہ غذا سے بھرا ہوتا ہے، کیا آیا ہوتا ہے یہ وجود محض اتفاق سے؟۔

Darwinists کبھی تسلیم نہیں کرتے کہ ایک جھلی جو Periton کے نام سے موسوم ہوتی ہے، بطور محافظتی جھلی کے معدہ کی بیرونی بافتوں میں پائی جاتی ہے، آنت سے رگڑ کھانے سے روکتی ہے جبکہ وہ اپنے ہاضمی افعال انجام دے رہا ہوتا ہے۔ اِس جھلی سے افراز شدہ Slippery Fluid (پھسلن مائع) بحیثیت بیرونی Lubricant کی ایک قسم کے، معدہ اور آنت کے لئے، حفاظت کرتے ہوئے اِن عضویات کی آپسی رگڑ سے، جب معدہ اور چھوٹی آنت ایک دوسرے کے ساتھ رگڑا کھاتے ہیں۔ Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ ایک خاص خلیات کا ایک گروپ جو چھوٹی آنت کے ایک خاص حصہ میں ہوتا ہے، وٹامن B12 کو Trap کر لیتے ہیں اور خون کے بہاؤ میں داخل ہونے دیتے ہیں اور اِس وٹامن کو Bone Marrow تک پہنچنے دیتے ہیں تا کہ خون خاطر خواہ پیدا ہو سکے۔ کیسے یہ آنت کے خلیات سمجھتے ہیں B12 کی اہمیت کو، جو وے لے جاتے ہیں خون کے بہاؤ میں اِنہیں۔

کیسے یہ خاص گروپ کے خلیات B12 وٹامن کے سالمات کو کھربوں دوسرے سالمات سے تمیز کر پاتے ہیں؟۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے، کیسے Liver جان پاتا ہے کہ معدہ چربی کو قابل حل حالات میں لا نہیں پاتا۔ Liver پیدا کرتا ہے مخصوص اِفرازت جو Bile (پت) کے نام سے موسوم ہوتے ہیں، جب Fatty Food آنت میں پہنچتا ہے، صحیح وقت اور جگہ پر۔

تب یہ Bile، پت نالی کے ذریعہ آنت میں آتا ہے اِس غذا کو نفوذ پذیر بنانے کے لئے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ Melanin پروٹین جو آنکھ کو اُسکا رنگ دیتا ہے، مہیا کرتا ہے زائد تحفظ، تقطیر کرتے ہوئے انتشار نور سے اُن شعاعوں کو جو Retina کو نقصان پہنچاتے ہیں اور نہ Darwinists یہ سمجھتے ہیں کہ کیسے Melanin ایسا کچھ کرنے کا فیصلہ لیتی ہے۔

☆ ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے کہ پتھر کا زمانہ ایک جھوٹ ہے

Darwinists کبھی تسلیم نہیں کرتے کہ اُس زمانہ میں جبکہ ڈارونسٹس دعویٰ کرتے ہیں کہ ابتدائی اِنسان زندہ تھے، وہاں ہوتا ہے ثبوت کہ اُس زمانہ میں لوگ حقیقت میں ایک ایسے تہذیب سے آشنا تھے جو کوئی خاص فرق نہیں رکھتا تھا ہمارے زمانہ سے۔

وے چمٹے اور چمچوں (Forks And Spoons) کا استعمال کرتے تھے، مہمان کو خوش آمدید کرتے اور باقاعدہ جمی جمائی زندگیاں جیتے تھے۔

Darwinists کبھی نہیں خیال کرتے کہ Buttons جو ہڈیوں سے بنائی گئی ہوتی تھی، استعمال ہوا کرتے تھے دس ہزار سال قبل مسیح میں، شواہد میں اس بات کے کہ لوگ اُس زمانہ کے خوبصورت لباس پہنا کرتے تھے اور یہ کہ ایسا کلچر جو بٹنوں میں استعمال میں آتا تھا، ظاہر کرتا تھا کہ لوگ سینے اور بُننے سے بھی واقف تھے۔

ڈارونسٹس کبھی نہیں سوچتے کیسے 95 ہزار سالہ قدیم بانسری ہے ایک ثبوت کہ لوگ جو ہزارہا سال پہلے جیا کرتے تھے، موسیقی کو پسند کرتے تھے، اور وہاں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو ابتدائی زمانہ کے لوگوں کو موجودہ لوگوں سے الگ رکھ سکے۔ ڈارونسٹس کبھی نہیں خیال کرتے کہ کیسے دس ہزار سال قبل مسیح کے لوگ تانبے سے بنے ہوئے اوزار (کھیتی باڑی کا سامان) استعمال کیا کرتے تھے، جو اِس بات کا اشارہ دیتا ہے اُس زمانہ کا سماج جانتا ہوگا، دھاتوں کے پگھلانے کے بارے میں اور رکھتا ہوگا معلومات کہ کیسے تانبے کو چٹانوں کے کچ دہات سے اخذ کیا جاتا تھا، اور تب اپنے مطلب کے لحاظ سے اُنھیں ڈھالا جاتا تھا۔

ڈارونسٹس کبھی نہیں غور کرتے کہ کس طرح پتھروں پر گلکاری ہوا کرتی تھی۔ جن کے بارے میں اِنکا کہنا تھا کہ وہ پتھر کے زمانہ سے وابستہ تھے اور اِنکا یہ دعویٰ تھا کہ وہ لوگ ابتدائی تہذیب وثقافت کے علمبردار تھے— Polish کے لحاظ سے نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا تھا، اُن کا کہنا تھا— پھر بھی پالش صحیح حالت میں ہزارہا سال تک قائم نہیں رہ سکتی، علاوہ اِس کے یہ پالش نہیں بلکہ گلکاری تھی جو چٹان پر فولادی اوزار کے استعمال سے بنائی گئی تھی۔ یہ ایک ایسا کام ہے جس میں غیر معمولی ذہانت کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔

Darwinists کبھی نہیں سوال کرتے، کیسے ایک دھاتی کٹورہ بنایا گیا تھا ایک زنک یعنی جست اور چاندی کی ایک بھرت سے، ایک لاکھ سال پہلے، جیسا کہ سائنٹیفک امریکن میاگزین (1852) میں بتلایا گیا تھا۔ اِس پر پھولوں کے ایک Bouquet، انگوروں کے گچھے اور دوسرے ڈزائنس کے ساتھ ہوتا ہے ایک ترقی یافتہ کاریگری کا نمونہ۔

اُس بھرت نے اجاگر کیا تھا ایک ثقافت کو جو قابل تھی کاریگری کرنے دھاتوں پر۔

Darwinists کبھی خیال نہیں کرتے کہ 1084.5°c کی ایک تپش کی ضرورت ہوتی ہے تانبے کی کچ دہات سے پگھلی ہوئی دھات حاصل کرنے کے لئے، جو ڈنکے کی چوٹ اس بات کی نشان دہی کرتی ہے اِس بات کی طمانیت کی کہ کچ دھات کے پگھلانے کے لئے درکار حالات، سازگار تھے۔ یعنی ایک بھٹی کی تعمیر ہونی چاہیے تھی تاکہ تپش کو قائم رکھا جاسکے اور یہ کہ آلات جیسے Ladles (لانبی ڈوئی) اور چمٹے حاصل کرنے پگھلی ہوئی دھات کو بھٹی (Kiln) سے بھی موجود ہونا چاہیے تھا اُس دوران۔ ایسی ہی تمام وجوہات کے لحاظ سے، اُس وقت لوگ ماضی بعید میں رہا کرتے تھے، بطور ابتدائی اِنسان کے نہیں لئے جاسکتے۔ (مزید وضاحت کے لئے ہارون یحیٰی کی کتاب— A Historical Lie پتھر کا زمانہ ضرور دیکھئے، استنبول، گلوبل پبلشنگ، 2006)

Darwinists کبھی خیال نہیں کرتے، کیسے بے شمار دریافتیں، جیسے دھاتی کٹوروں کے باقیات، ایک لاکھ سال قبل کے، دھاتی اشیاء دو ارب اسی کروڑ سالوں پہلے کے، ایک لوہے کا کٹورا جو اندازاً تیس کروڑ پُرانا ہے، ٹکسٹائلس کے باقیات 27 ہزار سال

پُرانے — اور بہت سارے دھاتی باقیات بتلاتے ہیں کہ یورپ میں بعض دیگر مقامات میں لوگ دھاتوں کو پگھلایا کرتے تھے جیسے میگنیشم اور پلاٹینم کو ہزار ہا سال پہلے۔ بالکلیہ طور پر اِرتقاء پسندوں کا ابتدائی اِنسانوں سے متعلق فریبی تصور بے معنی ہوکر رہ جاتا ہے۔

Darwinists کبھی نہیں تسلیم کرتے کہ کیسے قدیم اِنسانوں سے متعلق یہ ساری دریافتیں نظر انداز کردی گئی ہیں اِرتقائی سائنس دانوں سے یا پھر میوزیم کے تہہ خانوں میں چھپادی گئی ہوں۔ عوام کو ابتدائی زمانے کے سوسائٹیز سے متعلق جو تاریخیں، پیش کی گئی ہیں وہ پورے طور پر ارتقاء پسندوں کی تخیلاتی گھڑی ہوئی داستانیں ہیں بجائے سچی انسانی تاریخ کے۔

Darwinists کبھی نہیں غور کرتے کے کیسے بھیجہ کی سرجری کی انجام دہی اُس زمانہ میں جس کا یہ لوگ حوالہ دیتے ہیں بطور پتھر کے زمانہ کے، اور سامانِ آرائش اور خام اشیاء برائے رنگ سازی سے متعلق دریافتیں کھدائیوں سے حاصل ہوتی ہیں، اِن کے کہنے کے مطابق اُس زمانہ سے متعلق تھیں جبکہ اِنسان کاریگری کی کوئی معلومات نہیں رکھتا تھا، یہ سارے اہم شواہد ہیں اِس بات کے کہ اِنسانی تاریخ میں بطور ایک ابتدائی زمانہ کے کوئی دور تھا ہی نہیں۔

Darwinists کبھی غور نہیں کرتے کہ کیسے آثار قدیمہ کی دریافتیں کھلے طور پر ظاہر کرتی ہیں کہ اِنسان رکھتا ہے ایک ثقافتی سمجھ اُسی دن سے جبکہ وے پہلی دفعہ وجود میں آئے تھے اِس دُنیا میں۔

وقت وقت کے لحاظ سے بڑھتے، گھٹتے اور بے قاعدہ بدلاؤ ارتقائی عمل کبھی ہوا ہو۔ بجائے، وے نمائندگی کرتے رہے ہیں ثقافتی ترقی اور بدلاؤ کی موجودگی کا۔

Darwinists کبھی نہیں غور کرتے، کہ آثار قدیمہ کے باقیات، جو ماضی کے لوگ اپنے پیچھے چھوڑ گئے تھے، تشریحی اور حیاتیاتی باقیات سے کوئی مطابقت نہیں رکھتے۔

☆ Darwinists کبھی روح (Soul) کے وجود پر غور نہیں کرتے

"طبعی اور مادی فلاسفی کی پیدا کردہ ایک استبدادی تحریک تدریجاً مضبوط اور وسعت کی حامل ہوتی جاتی ہے۔ چنانچہ ایک وقت کے ختم تک، مادی فلاسفی کے توسط سے

ایسے ایک موڑ پر پہنچ جاتی ہے کہ یہ فلاسفی کے لوگ اللہ کے وجود سے انکار کر بیٹھتے ہیں"

(بدیع الزمان سعید نرسی)

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ اُن کی ساری زندگی کے دوران وے سمجھ سکتے ہیں صرف اُن خیالات کو جو اُن کے بھیجوں میں برقی تحریکات سے پیدا ہوتے ہیں۔ وے کبھی بلاواسطہ مشاہدہ نہیں کرتے ہیں کسی بھی خیال کے بیرونی ماخذوں کا۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ آوازیں جو وہ سُنتے ہیں، مناظر جو وہ دیکھتے ہیں اور خوشبویات جو وہ سونگھتے ہیں، محض ہوتے ہیں، ایک خیالات کا مجموعہ، ہوتے ہیں جو اُن کے بھیجوں میں بنتے ہیں، اور یہ کہ وہ کبھی نہیں ثابت کرسکتے ہیں اُن خیالات کے حقیقی وجود کو اِس بیرونی دُنیا میں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ وے نہیں رکھتے کوئی جواب اتفاق کی اصطلاحوں میں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ مادیت وضاحت نہیں کرسکتی کہ کیا چیز ہے جو سمجھتی ہے اِنسانی دماغ میں، اور توجیہہ نہیں کرسکتے اِنسانوں کی اعلیٰ آگاہیت، یا شعور کی۔

Darwinists کبھی نہیں سراہتے، کہ اِنسانی بھیجہ — دُنیا کی اِنتہائی پیچیدہ ساخت ہوتی ہے اور جس کے بارے میں وے خیال کرتے ہیں کہ وہ لایا گیا ہے اتفاق سے — پیش کرتا ہے ہمیں ایک مکمل طور پر صاف اور واضح دُنیا، اور یہ کہ یہ زبردست میکانیزم کی نقل نہیں ہوسکتی ہے بے شعور جواہر سے کسی طرز سے چاہے جو کچھ بھی ہو۔

"لیکن حتّٰی کہ اگر تم تسلیم کرتے ہو کہ شعور ہوتی ہے ایک چیز جو آتی ہے بھیجہ سے (اور نہ کہ بالکل ہر کوئی جو کرتا ہے) اور تم پاتے ہو ایک نمونہ بھیجہ کی کارکردگی کا جو مطابقت رکھتا ہے ایک دانستہ تجربہ سے، وہاں ہوتا ہے پھر بھی ایک مسئلہ۔ کیوں Neurons کے ایک مجموعہ کی کارکردگی کو کسی بھی چیز کے لحاظ سے محسوس کرنا چاہیے؟ کیوں تمہاری اُنگلی کی چُبھن درد جیسا محسوس کرتی ہے؟

کیوں ایک سُرخ گلاب کا پھول سُرخ نظر آتا ہے؟"

(New Scientist Magazine)

Darwinists دعویٰ کرتے ہیں کہ بھیجہ وجود میں آیا تھا اتفاق سے، تاہم وہ سو گُنا زیادہ تیزی سے کام کرتا ہے، ایک بہت ہی زیادہ پیچیدہ طریقہ سے مقابلہ میں سب سے زیادہ تیز رفتار کمپوٹر سے، اور اِس کے کام کی نقل الیکٹرانیکلی بھی نہیں کی جاسکتی ہے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ صفات جو اِنسان کو اِنسان بناتے ہیں، جیسے جذبات، خیالات، احساسات، محبت اور اعتقادات، بھیجہ میں Neurons کی کارکردگی کے نتائج نہیں ہوتے، اور نہ اُن کی کوئی مادی وضاحت ہوسکتی ہے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ اِنسانی روح ہوتی ہے جو لُطف لیتی ہے، حیرت میں آتی ہے، سوچتی ہے، تجزیہ کرتی ہے، تشخیص کرتی ہے، پہچانتی ہے آوازوں کو جو وہ سُنتی ہے، اور خوشی محسوس کرتی ہے گلاب کے خیال کو دیکھ کر اور خوشبو کو سونگھ کر۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ مادیت ناکارہ ہوتی ہے روح کی روشنی میں، اُس کے وجود میں کافی شہادت ہوتی ہے، اور ارتقاء کبھی بھی روح کے وجود کی وضاحت نہیں کرسکتا۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ تصورات (Concepts) جیسے محبت، وفاداری، دوستی اور ایمانداری کبھی بھی سمجھائے نہیں جاسکتے۔ مادی اصطلاحوں میں، اور ارتقاء کے غیر حقیقی میکانیزم سے اِن پر کوئی روشنی نہیں ڈال سکتے۔

ایک کوڈنگ سسٹم ہمیشہ پیدا کرتا ہے ایک غیر مادی ذہانتی طریقہ کو۔ طبعی مادہ پیدا نہیں کرسکتا ہے ایک معلوماتی کوڈ کو۔ تمام مشاہدات بتلاتے ہیں کہ تخلیقی معلومات کا ہر ٹکڑا نمائندگی کرتا ہے بعض ذہنی کاوش کا اور پتہ چلایا جاسکتا ہے ایک شخصی Idea دینے والے کا جو اُس کی اپنی آزاد مرضی کا استعمال کرتا ہے اور جو ودیعت کردہ ہوتا ہے ایک ذہانتی دماغ کے ساتھ...... نہ تو کوئی بھی قدرتی معروف قانون، نہ معروف طریقہ عمل اور نہ کوئی عام سلسلہ واقعات کا جو معلومات کو خود سے اُبھارتا ہے مادے میں۔

(پروفیسر Wernergitt، ڈائرکٹر جرمن فزکس اور ٹکنالوجی اِنسٹیوٹ)

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ اِتفاقات کوئی شعور نہیں رکھتے، اور باشعور اِنسانوں کو نہیں پیدا کرسکتے جو سُنتے ہیں، دیکھتے ہیں، سونگھتے ہیں اور مس کرسکتے ہیں، اور

خوبصورتی کو کاریگری کو اور سائنس کو سمجھتے ہیں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ جس طرح سے کہ رنگین خیالات جو بنتے ہیں الکٹریکل سگنلس سے بھیجہ میں، مکمل اندھیرے میں، ہوتا ہے ایک معجزہ جس کی وضاحت اتفاق کی اصطلاحوں میں نہیں کی جاسکتی ہے۔

بھیجہ کی ساخت کو لے کر ڈارونٹس کبھی نہیں سمجھتے، کیسے اور کہاں ایک طریقۂ عمل جیسے حافظہ اُجاگر رہتا ہے جب کبھی توقع کی جاتی ہے اور ضرورت ہوتی ہے اِس کی۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے، کیسے ایسا ہوتا ہے کہ جبکہ وہ سوتے ہیں، وہ خواب دیکھتے ایک آسماں کا جو روشن ہوتا ہے سورج کے شعاعوں کی چمک کے ساتھ۔ وہ سردی محسوس کرتے ہیں خواب میں اور اپنے آپ کو بھیگا محسوس کرتے ہیں بارش سے، سونگھ سکتے ہیں مسحورکن خوشبو ایک گلاب کی اور کھاسکتے ہیں بہت ہی لذیذ غذائیں جن کو وہ کبھی سیر ہوکر نہیں کھائے تھے پہلے کبھی — تمام 1300 تا 1400 NerveNode کے اندر، بھیجہ کی تاریکی میں۔

معلومات جو Genetic Code میں ہوتی ہیں، مثل تمام معلومات یا پیامات کے، مادے سے بنے نہیں ہوتے ہیں...... مطلب یہ ہے کہ نہ تو یہ خواص ہے علامتوں کے ترتیب کے یا Code کے حروف تہجی کے لحاظ سے۔ پیام یا معنی Genetic Code میں ہوتی ہیں غیر مادی اور بدلی نہیں جاسکتی ہیں طبعی یا کیمیائی خواص میں۔ (Dean Overman)

☆ Darwinists کبھی نہیں تسلیم کرتے کہ تمام اُن کے گذشتہ 160 سالوں سے کئے گئے سارے دعوے ناکارہ ثابت ہوگئے ہیں۔

"لیکن ٹھیک اُسی تناسب میں جیسا کہ طریقہ عمل باقیات کا ہوتا رہا ہے ایک بڑے پیمانہ پر، اِسی لحاظ سے ہونا چاہیے تھا ایک معقول تعداد درمیانی اقسام کی، جو کبھی رہا کرتے تھے، اور ہونا چاہیے تھا اُنھیں کثیر تعداد میں فاسل ریکارڈ میں۔ کیوں، تب، ہر ارضیاتی بناوٹ اور زمین کی ہر پرت بھری ہوئی نہیں ہے اِن درمیانی اشکال سے؟

علم طبقات الارض پورے تیقن کے ساتھ ایسے کچھ واضح تدریجی نامیاتی چین

ظاہر کرنے نہیں پاسکی ہے۔

اور یہ شائد، سب سے زیادہ کُھلا ہوا اور سنجیدہ اعتراض جو جو میرے نظریہ ارتقاء کے خلاف اُبھر سکتا ہے۔'' (چارلس ڈارون)

Darwinists کبھی نہیں خیال کرتے کہ ایک واحد درمیانی شکل باقیات میں نہیں ہے جو اُن کے نظریہ اِرتقاء کی توثیق کر سکے۔

Darwinists کبھی غور نہیں کرتے کہ کیسے ایک وسیع حصہ زمین کے چٹانوں کے پرتوں کا Examine کیا گیا ہے اور یہ کہ، باوجود کہ تمام باقیات (Fossils) جو کھودے گئے تھے اور آثارِ مُتحجر ہ کی سائنسی ترقیاتی معلومات کے، اِرتقاء پسند ہنوز ایک مثال بھی ایسی نہیں پاسکے جس کو وہ بطور تمثیل کے پیش کر سکے ہوتے۔

Darwinists کبھی نہیں تسلیم کرتے کہ تقابل لکھوکھا سالوں پہلے کے Fossils کا موجودہ جاندار مماثل نمونوں سے کرتے ہیں تو ایک دفعہ اور اِرتقائی نظریہ کے کھوکھلے پن کا اِظہار ہوتا ہے۔

Darwinists کبھی نہیں تسلیم کرتے کہ ہر حصہ تحقیق کا جو وہ انجام دیتے ہیں، ہوتا ہے تا کہ نظریہ اِرتقاء کے ماحاصل کی تائید کر سکیں۔

لیکن وہ ختم ہوتا ہے سراسر مایوسی میں۔

ہر دریافت جو وے پیدا کرتے ہیں، ظاہر کرتے ہیں اور ثبوت نظریہ اِرتقاء کے تردید میں ہوتا ہے۔

حقائق کے ساتھ جیسا کہ بتلائے گئے ہیں Fossils ریکارڈ میں رہے ہیں غیر متبدل لکھوکھا سال سے، اور سائنس کے بتلائے ہوئے حقیقتوں کے ساتھ، یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ اللہ رب العزت نے ساری کائنات اور تمام جانداروں کی تخلیق کی ہے۔

Darwinists خیال کرتے ہیں کہ نام نہاد Living Fossils ثابت کرتے ہیں کہ یہ اِرتقاء کا طریقہ وقوع پذیر ہوا تھا زمین پر، لیکن حقیقت میں، یہ Fossils ظاہر کرتے ہیں ایک طبعی تاریخ جو ڈارون کے نظریہ کے ٹھیک تضاد میں ہوتی ہے۔ وے ثابت

کرتے ہیں کہ جاندار اصناف یک ارتقاء کے طرزِ عمل سے تدریجاً نہیں اُبھری تھیں، بلکہ تخلیق کیے گئے تھے اُن کے بے عیب اشکال کے ساتھ ایک واحد لمحہ میں

''Cambrian کا دھماکہ مائل کیا ہے سائنس دانوں کی دلچسپیوں کو ڈارون کے 1859 سے۔ ڈارون نے لکھا تھا کہ دفعتاً طریق سے، جس میں کئی اصناف کے گروپس پہلی دفعہ ظاہر ہوئے تھے ہمارے یورپی اشکال میں——اور تقریباً تمام کی غیر موجودگی کے ساتھ، جیسا کہ فی زمانہ جانا جاتا ہے، اشکال کے بارے میں جو غیر معمولی ہیں Fossils میں Cambrian پرتوں کے تحت—— بلاشک وشبہہ ہوتے ہیں بہت ہی سنجیدہ ماہیت کے۔'' (رچرڈ ڈِلیس، اِرتقاء پسند آبی حیاتیاتی ماہر)

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ خود اپنے دعوؤں کے ثبوت سے ہٹ کر، پیچیدہ غیر فقروی اجسام کے Fossils جیسے گھونگھے، Trilobites، اِسپنج Sed Urchins, Cambrian, Sea ...... , Crustaceans کے Rockbeds سے متعلق ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ جاندار دفعتاً ظاہر ہوئے، تھے اور اُن سے پہلے کوئی نہیں تھا' اور یہ کہ وے ختم کر دیئے ہیں ڈارون کے اِرتقائی شجر کی غلط بیانیوں کو۔

وہاں پر مزید اعتذار کی کوئی ضرورت نہیں ہے، فاسِل ریکارڈ کی قلت کے لئے۔ بعض صورتوں میں، یہ ہو چکا ہے تقریباً نا قابل کنٹرول وافر مقدار میں، اور دریافتیں پیچھے ڈھکیل دیتی ہیں وحدت کو...... فاسِل ریکارڈ تاہم جاری رکھتا ہے ہوتے ہوئے مشتمل بیشتر گیاپس پر۔

(T. Nevrille George، پروفیسر آثارِ متحجر ہ)

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ یہ الفاظ ''یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اِنتہائی مشکل یا اِس کی بجائے ناممکنات سا ہوتا ہے سمجھنا یہ زبردست اور حیرت ناک کائنات کو، یہ بشمول انساں، اُس کی صلاحیتوں کے ساتھ دیکھ پانے ماضی بعید میں اور دور دور تک مستقبل میں، بطور نتیجہ کے اندھے اتفاق کے یا ضرورت کے۔'' واقعتاً تعلق رکھتا ہے چارلس ڈارون سے۔

Darwinists دعویٰ کرتے ہیں کہ وہاں ہوتے ہیں بے کام کے ناکارہ

عضویات اِنسانی جسم میں اور وہ دوسرے جانداروں میں بھی ہوتے ہیں، تاہم وے کبھی نہیں سمجھتے کہ یہ عضویات (Organs) ہیں ایک غلط پہچان جو اجاگر ہوا تھا میڈیکل جہالت سے ماضی میں۔ یہ عضویات، گردانے گئے تھے بطور ناکارہ کے، ڈارون اور اُس کے حمایتوں سے، حقیقت میں دیکھا جائے تو وے رکھتے ہیں بہت ہی اہم افعال۔

Darwinists حتّٰی کہ اِس بات پر قائم تھے کہ ایک DNA کا بڑا حصّہ تھا بے عمل، چھوٹا ہوا۔ پھر بھی اِرتقاء پسند کبھی نہیں تسلیم کرتے کہ یہ ماضی کے دعوے بھی سائنسی جہالت سے اُبھرے تھے۔ Genetics کی دُنیا میں ترقیات کے ساتھ، اِن Genes کے افعال کُھل کر سامنے آئے ہیں۔

Darwinists خیال کرتے ہیں کہ جاندار اصناف میں فرق، جیسے مختلف چونچ کی ساختیں، Finches (Singing Birds) میں جو Galapagos جزیروں پر رہتے ہیں، ہے طاقتور شہادت اِرتقاء کی۔ تاہم وے کبھی نہیں سمجھتے کہ تبدیلیاں جو انتہائی چھوٹے Level پر ہوتی ہیں، جیسے اختلافات خود Finches کے Beaks کے درمیان، کبھی نہیں پیدا کر سکتے ہیں نئے حیاتیاتی اِنفارمیشن جیسے نئے عضویات، اور یہ ہیں اِسلیئے اِرتقاء کے منافی ثبوت۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ تمام بدلاؤ جو لائے جاتے ہیں تجربات میں پھلوں کی مکھیوں پر، پیدا کئے ہیں صرف بیمار اور بدشکل اصناف۔ کوئی کارآمد یا فائدہ مند بدلاؤ کبھی بھی مشاہدہ نہیں کیا گیا ہے۔ اور نہ نئے اصناف کبھی پیدا کئے جا سکے بدلاؤ کے دوران، سائنس دانوں کے تحت۔ بجائے اِس کے وے مہیا کر پاتے کوئی شہادت اِرتقاء کی، تمام یہ سب کچھ سے اضافہ ثبوت میں ہوتا ہے کہ اِرتقاء کبھی نہیں ہوا تھا۔

’’کیا تم سے کہا گیا تھا کہ وہاں ہوتا تھا خوفناک مقابلہ حیوانوں کے ساتھ میں جھنجھوڑنے والی موسیقی کے دستاویزی فلموں میں؟ کیا تم کو سکھلایا گیا تھا، کیسے وہ ہوتا ہے ایک فطری بات کہ ایک طاقتور کے لئے کُچل دے کمزور کو؟

کیا تم حتّٰی کہ بےشرمی کے ساتھ بولے گئے تھے کہ چونکہ وہ ہے ایک قدرت کا قانون، اِس کا اطلاق اِنسانوں پر بھی ہوتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اصناف کے اندر مقابلہ

حیوانوں کے درمیان بہت ہی کم موت پر ختم ہوتا ہے۔ یہ عموماً محدود ہوتا ہے، مثال کے طور پر، اگر دوبارہ سنگھے ہوتے تھے آپس میں گتھم گتھا، وے دونوں ہوسکتا ہے لڑتے مرتے دم تک...... لڑائی کے دوسرے اشکال بھی ہوتے ہیں عموماً تماشہ کے لئے اور جو عموماً ہوتے تھے مختصر مدتی۔

جب ایک فریق جان لیتا ہے کہ وہ دوسرے کو شکست نہیں دے سکتا، وہ مقابلہ سے پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ فاتح کچھ وقت کے لئے کچھ فخر سا محسوس کر سکتا ہے، لیکن ساری زندگی تمام اپنی بڑائی نہیں کرتا ہوتا ہے، اور جب وہ نارمل ہو جاتا ہے، تو وہ لوٹتا ہے اُس کے جھوٹے کے پاس یا اُس دوست کے پاس جن کی خاطر وہ لڑائی میں شریک ہوا تھا، اولین صُورت میں۔‘‘ (A. Murat Aytekin، اِرتقاء پسند حیاتیاتی ماہر)

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے اِس حقیقت کو کہ بعض Fossils کے لحاظ سے وے اتارتے ہیں تصاویر بطور Ancestors کے گھوڑوں کے، ہوتے ہیں کافی چھوٹے مقابلتاً جیسا کہ وے تھے۔ وہاں نہیں ہوسکتا کوئی بھی بدلاؤ اُس قسم کا جس کا دعویٰ ارتقاء پسند کرتے ہیں، اور یہ کہ سائنسی دعویٰ گھوڑے کے ارتقاء سے متعلق ہوتے ہیں بالکلیہ ایک فریب

Darwinists کبھی زیر بحث نہیں لاتے ارتقاء پسند سائنس داں Ernst Haeckel کو جو دعویٰ کیا تھا کہ اِنسانی fetuses (بچّہ) کے اشکال ماں کے رحم میں گذرتے ہیں مفروضہ اِرتقائی طریقہ عمل سے جیسے دوسرے جاندار گذرتے ہیں — کیونکہ اِنسانی جنین سے (Embryo) رکھتا ہے گلپھڑے (Gills) جو بعد ازاں غائب ہو جاتے ہیں۔ لیکن Haeckel رجوع ہوا تھا Fraud سے اپنے Illustrations میں، کوشش کی تھی پیش کرنے جنین (Embryos) کو ایک دوسرے کے مطابقت کے ساتھ، تبدیلی لا کر اُن کے نقشوں میں۔ اُس کے دعوے کو بطور سائنسی دھوکہ دہی کہ ناکارہ قرار دے دیا گیا تھا۔

Darwinists دعویٰ کرتے ہیں کہ اِنسان اور بندر ایک ہی جدِّ اعلیٰ کی نسل سے ہیں اور یہ کہ وہاں Fossils کے باقیات اور شائبات مفروضہ Ape- Man کے موجود ہیں۔ وے کبھی نہیں سمجھتے ہیں، وہ ہوتے ہیں آیا وہ بندر ہی کے معدوم اصناف میں سے ایک ہوتے ہیں یا پھر مختلف اِنسانی Races سے اُن کا تعلق ہوتا ہے نہ کہ بندر کے کسی قسم سے

Darwinists خیال کرتے ہیں کہ انگلستان کے مشہور صنعتی انقلاب Moths، فطری انتخاب کے لحاظ سے اِرتقاء کی شہادت ہوتی ہیں۔ تاہم وے کبھی نہیں سمجھتے کہ ایک دفعہ یہ ایک روداد ایک سائنسی دھوکہ کے ثابت ہوگئی تھی، اور دوسرے اِرتقاء پسندوں کے مفروضہ ثبوت بھی اپنی ساری ساکھ کھودیتے ہیں۔

''مرکزی مسلہ طے کرتا ہے مطابقتی صلاحیت اطراف میں یا نہ کہ درمیانی مراحل کے لحاظ سے۔ فطری انتخاب کے لحاظ سے کام کرنا، درمیانی اقدامات کی تصدیق کرنا ہوتا ہے عظیم پیدا ہونے والی کامیابی کے لئے۔ اِس لئے، یہ مناسب ہوتا ہے استفسار کرنا، بارے میں ایک انتخاب کے ماڈل کے جو تنہا کارکردہو، کیا فائدہ دیتا ہے ایک ادھورا پنکھ۔''

(Gabriel Dover، ارتقاء پسند، جنٹکس کے پروفیسر)

یہ دعویٰ کرتے ہوئے کہ مختلف عضویات جاندار اصناف میں تدریجاً اُبھرتے ہیں، ڈارونسٹس ایسا تصور رکھتے ہیں کہ، مثال کے طور پر، ایک رینگنے والے حیوان کے Legs تدریجاً بدل جاتے ہیں پنکھ میں۔ تاہم وے کبھی نہیں سمجھتے ایک بازو یعنی آدھا اگلا جوارح اور آدھا پنکھ کوئی مقصد کی مطلق تکمیل نہیں کرتے۔ ایک مخلوق اِن جوارحوں کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکتا، اور اِس لئے، اِس قسم کے اصناف مرجاتے ہیں قبل اِس کے اُن میں مزید بڑھوتری ہوسکے۔

Darwinists کبھی نہیں غور کرتے کس قدر نظریہ اِرتقاء Out Dated ہوگیا ہے، پیش ہوتے ہوئے پہلی دفعہ ٹکنالوجیکل ماحول میں وسط 1800 میں۔

یہ دعویٰ کہ اصناف ایک دوسرے سے اُبھرتے ہیں، ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے کہ فاسل ریکارڈ نے کبھی نہیں پیش کیا ہے ایک واحد ٹکڑا شہادت کا جو اس بات کی تصدیق کرسکے۔

یہ دعویٰ کرکے کہ جاندار اصناف بڑھتے ہیں تعداد میں اُبھرتے ہوئے ایک دوسرے سے وقت کے طول عرصوں کے لحاظ سے، ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے کہ تمام مشہور Phyla'— بہ شمول دوسرے اور بہت سے، جو چونکہ اب معدوم ہوگئے ہیں — ابھرے تھے دفعتاً اور ایک ہی وقت میں Cambrian کے Period میں، جن سے پہلے صرف

ایک خلوی جاندار ہوا کرتے تھے۔

ڈارونسٹس کبھی تسلیم نہیں کرتے کہ ایک دفعہ مشہور فاسل Archaeoptery پہچانی گئی تھی بطور ایک صحیح پرندے کے اور یہ کہ وہاں نہیں تھا کوئی رینگنے والا جاندار قابل تجویز ہونے بطور اِس کے جدِّ اعلیٰ کے، وے رکھے گئے تھے بغیر شہادت کے اُن کے دعویٰ کی تائید کرنے کہ پرندے اُبھرے تھے رینگنے والے حیوان سے۔

''ڈارون کا اِرتقاء کام کرتا ہے وصیلہ سے اور نااہل طبعی انتخاب کے میکانیزم سے۔''

(Stephen Jay Gould، اِرتقاء پسند، آثار مُتحجّرہ کا ماہر اور مصنف)

Darwinists کبھی نہیں تسلیم کرتے کہ فاسل ریکارڈ ثابت کرتے ہیں کہ جاندار رہے ہیں بغیر بدلاؤ کے لکھوکھا سالوں سے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ نظریہ اِرتقاء، ایک غیر حقیقی مفروضہ ہے جو جو پیش کیا گیا تھا اُنیسویں صدی کی حیاتیاتی ابتدائی سمجھ کے حدود دائرہ عمل میں، جس کی تصدیق کسی بھی سائنسی دریافتوں سے یا تجربات سے کبھی بھی نہیں ہوئی ہے۔

یہ دعویٰ کرنے کہ Archaeopteryx' ایک گمشدہ کڑی ہے رینگنے والے حیوان اور پرندوں کے درمیان، لیکن ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے کہ Archaeopteryx بذاتِ خود ایک پرندہ تھا ہر حال میں۔

یہ تجویز کرنا کہ Archaeopteryx ایک عُبوری طور پر اُبھرا ہوا ایک پرندہ تھا، ڈارونسٹس کبھی نہیں سمجھتے کہ پرندے رہا کرتے تھے اُس زمانہ میں، اور حتّٰی کہ اُس دور سے پہلے بھی ہوا کرتے تھے۔ Darwinists کبھی تسلیم نہیں کرتے کہ Cambrian کا دور صاف طور پر ختم کردیتا ہے تدریجی تصور کو یعنی وقت کے طویل عرصوں پر، اتفاقی طور پر اعضاء میں تبدیلیاں آتی ہیں کا تدریجی تصور نظریہ اِرتقاء کا بنیادی دعویٰ ہے۔

چونکہ ڈارونسٹس اللہ کے وجود اور تخلیق سے انکار کرتے ہیں، وہ کبھی نہیں مانتے کہ کس طرح سے زمین بھردی گئی تھی جانداروں سے مختلف جسمانی ساختوں اور پیچیدہ عضویات کے حامل تمام کے تمام جانداروں سے ایک ہی وقت میں ایک ہی لمحہ میں وجود

میں لایا گیا تھا۔یعنی یہ ایک ساتھ Cambrian پیریڈ میں تخلیق کئے گئے تھے۔

ڈاروِنسٹس کبھی اِس سوال کا جواب نہیں دے پاتے ہیں کہ کیسے بے عیب ساخت کے پنکھ (Wings) اُبھرتے ہیں نتیجہ میں پے درپے علی الحساب بدلاؤ کے عمل سے۔المختصر، ایک رینگنے والے جانور کے اگلے جوارح کبھی نہیں بدل سکتے ہیں پنکھ میں وقت کے ساتھ، نتیجہ میں بعض نقصان یا بدلاؤ کے جو اتفاق سے وقوع پذیر ہوتے ہیں اُس کے Genes میں جیسا کے ڈاروِنسٹس کا کہنا ہے۔

ڈاروِنسٹس کبھی نہیں خیال کرتے ہیں کہ جو سائنسی معلومات پتہ دیتی ہیں حتمی ثبوت کے ساتھ ایک ہی لمحہ میں جاندار وجود میں آئے تھے۔تو تدریجی اِرتقائی طریقہ جو سمجھا جاتا ہے اتفاقات سے مرحلہ وار ہوتا ہے، بے کار ہو جاتا ہے۔

’’Fossils کے انفرادی اقسام واضح طور پر قابل تمیز ویسے کے ویسے دکھائی دیتے ہیں Fossils Record میں طویل عرصوں کے دوران میں بھی۔ماہرین آثار متحجر ہ اِس بات سے ڈارون سے پہلے ہی واقف ہو چکے تھے۔ڈارون بذات خود......پیش گوئی کی تھی کہ مستقبل کے آثار متحجر ہ کے ماہرین اِس درمیانی اشکال کے Gaps کو اپنی ذہانت بھری تحقیق سے بھر دیں گے......120 سالوں کی اُن کی تحقیق کے بعد یہ بات کُھل کر صاف ہو چکی ہے کہ فاسل ریکارڈ، ڈارون کے پیش گوئی کو سچ ثابت کرنے سے اپنے کو مجبور پاتا ہے۔

مسئلہ اب فاسل ریکارڈ کے بے بس ہونے کا نہیں ہے۔جبکہ فاصل ریکارڈ سادگی سے اس بات کو آشکار کرتا ہے کہ ڈارون کی یہ پیش گوئی غلط تھی۔‘‘

(Niles Eldridge، ماہر آثار متحجر ہ برائے امریکن میوزیم و نیچرل ہسٹری اور ماہر انسانیت، La Tattersall)

ڈاروِنسٹس کبھی نہیں سمجھتے کہ Livings Plants کے اصناف کے اقسام میں سے ہر ایک بالکلیہ پرفکٹ نظاموں کے ساتھ، دفعتاً ظاہر ہوئے تھے Fossils میں Carboni ferous Period سے 36 کروڑ سال پہلے، دوبارہ پھر یہ بات اِرتقاء پسندوں کو ایک ناقابل عبُور، ناگوار صُورت حال میں رکھتی ہے۔اِس دور کے Fossil

Plants کے ایک وسیع اقسام بہت ہی کم اختلاف رکھتے ہیں آج کے زندہ اصناف کے Plants سے۔یہ دعویٰ کہ ایک مچھلی جو اُبھرتی ہے سمندر سے بدل جاتی ہے ایک رینگنے والے جاندار میں، ایک اِرتقائی عمل کے دوران، رہتی ہے لکھوکھا سال تک، ڈاروِنسٹس کبھی نہیں جان پاتے کہ ایک مچھلی خشکی پر چند منٹوں سے زائد دیر تک زندہ رہ نہیں پاتی ہے۔ ڈاروِن بذات خود اِس بات پر تعجب کرتا ہے،’’پہلے، کیوں اگر اصناف دوسرے اصناف سے تدریجی مراحل سے ہو کر آئے ہوں تو ہم اُنھیں کیوں بے شمار اشکال میں ہر جگہ نہیں دیکھ پاتے؟‘‘ لیکن ڈاروِنسٹس کبھی کیوں پر غور نہیں کرتے، ڈاروِن کے گذرنے کے 160 سال بعد بھی ایک واحد درمیانی شکل کبھی نہیں پائی گئی ہے۔

Darwinists کبھی نہیں جان پاتے کہ بے قاعدگیوں (غیر یقینی صورت حال) کا چارلس ڈاروِن نے کوئی 160 سال پہلے اظہار کیا تھا اپنی کتاب، 'The Original Of Species' کے Chapter 'Difficulties On Theory' میں وہ ہنوز آج بھی ہیں، اور یہ کہ وہ غیر یقینی صورت حال، حیاتیات میں دریافتوں میں مزید پیش رفت کی وجہ سے اور بھی بڑھ گئی ہے۔ڈاروِنسٹس کبھی نہیں سمجھتے کہ کوئی نئے اقسام فطری انتخاب کے نتیجہ میں پیدا نہیں ہو سکتے، صرف صحیح نقلیں ویسے ہی اصناف کے وجود میں آتے رہتے ہیں۔ڈاروِنسٹس کبھی نہیں جان پاتے کہ کوئی نئے اصناف نہیں پیدا کئے جا سکتے ہیں بدلاؤ (Mutations) سے یا خواہ کوئی اور صورت سے۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ مختلف اقسام جن کو وہ نصف صدی سے زیادہ عرصہ سے لیتے رہے ہیں اِرتقاء کے ثبوت کے طور پر، حقیقت میں اُن کا اصناف کے Origin (اِبتداء) سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔مثلاً، ویسے چوپائے مختلف افزائش نسل کے مختلف Genetic اِتحاد سے سالہا سال کے ایک طویل وقفہ سے، حاصل کئے جاتے ہیں، مگر چوپائے کبھی دوسرے اصناف میں ڈولپ ہونے نہیں پائے تھے، جیسے ژراف اور ہاتھی میں۔

Darwinists کبھی نہیں سمجھتے کہ مشابہت (Homology) ایک سطحی مفروضہ ہے جو بالکلیہ ظاہری وضع قطع پر مبنی ہوتا ہے۔ڈارون کے زمانہ سے اِس کی کسی ٹھوس دریافتی

بنیادوں پر تصدیق نہیں ہو پائی ہے۔

جانداروں کے تخیلاتی جدِّ اعلیٰ سے متعلق کوئی بھی Fossils یکساں ساختوں کے ساتھ ہنوز نہیں پائے گئے ہیں، جن کے بارے میں اِرتقاء پسندوں کا دعویٰ ہے کہ وہ رہے ہوں گے شائد کسی بھی زمینی پرت میں۔

☆ نفسیاتی وجوہات کہ کیوں ڈاروینیزم دُنیا کو دھوکہ دیتا آیا ہے

''میرا ایقان ہے کہ ایک دن ڈارونی سحر (جادو) سائنسی تاریخ کا سب سے بڑے فریب کے طور پر دیکھا جائے گا'' (Soren Lovtrip)

ڈاروینیزم ایک بہت ہی قدیم منطقی تمہید سے بنا ہوتا ہے۔ تمام اِس نظریہ کے حامی، نہ صرف خود ڈارون، ایک بالکلیہ سطحی سمجھ کے، کام کرتے رہے ہیں۔ وے کبھی کسی تفصیلی تحقیق میں نہیں جاتے، اور اُن شاندار نظاموں کے بارے میں سوچنا پسند نہیں کرتے جو اِن تفاصیل میں سے ہر ایک پیش کرتا ہے۔ اُن کی منطق سطحی ہوتی ہے! پہلے وہاں ہوتا ہے Big Bang کا نظریہ، اور تب کائنات بن پاتی ہے اتفاقات کے ایک سلسلہ کے ذریعہ، وے کہتے ہیں۔ تاہم وے کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں غور کرتے کہ کیسے جواہر — اپنی غیر معمولی پیچیدہ ساخت کے ساتھ اور جواہر کے ذیلی ذرات کے افعال، جو اَب بھی پورے طور پر معلوم نہ ہو سکے ہیں — اول طور پر وجود میں آتے ہیں اتفاق سے؟

وے کبھی یہ سوال نہیں اُٹھاتے کہ کیسے زبردست کہکشاں (Galaxies) خود کے اپنے اِنتہائی نازک نظاموں کے ساتھ، اور خاص الخاص شرائط کے ساتھ، زمین پر جس پر کہ ہم سب ساتھ زندگی گذارتے ہیں، وجود میں آسکتے ہیں محض اتفاق سے، جیسا کہ وے خیال کرتے ہیں۔ ''ایک پروٹین بنتا ہے دفعتاً ایک کمترین جسامت میں، اور یہ پروٹین ایک دن فیصلہ کرتا ہے وجود میں (پیدا کرنے) لانے ایک خلیہ کو' وے کہتے ہیں۔ لیکن وے کبھی نہیں رُکتے خیال کرنے کہ خلیہ ہوتا ہے ایک شاندار ساخت، رکھتے ہوئے نہ کم ہونے والی پیچیدگی، جو آج کی حتّٰی کہ اِنتہائی ترقی یافتہ ٹکنالوجی کے استعمال کے باوجود بنایا نہیں جا سکتا

ہے۔ وے کبھی شامل نہیں کرتے اپنے حسابات میں اِس حقیقت کو کہ بے شمار دوسرے پیچیدہ ساختیں ساتھ ساتھ پروٹین کے، تمام کو ضرورت ہوتی ہے وجود میں آنے کی خلیہ میں فوری طور پر ایک ساتھ، اور یہ کہ پیچیدہ DNA سالمہ کو بھی ہونا ہوتا ہے اُبھرنا خلیہ میں اُسی وقت۔ ایک اہم وجہ کیوں ڈارونسٹس اس قدر سطحی طور پر سوچتے ہیں کہ وے نظر انداز کر دیتے ہیں زبردست طاقت اور کاریگری کو اللہ کی اور لیتے ہوئے خود کے اختیار کردہ اتفاق کو اُن کے خالق کے۔

ارتقاء پسندوں کے منطق کے لحاظ سے، ہر چیز جو تم دیکھتے ہو اطراف میں تمہارے، پیداوار ہوتی ہے اندھے اتفاق کا۔

سائنس داں الکٹرانک خوردبین کے تحت خلیات کا معائنہ کرتے ہیں DNA کی ساخت کو دریافت کرتے ہیں اور اِنسانی Genome کی تفصیلات پیش کرتے ہیں، سیاست داں جو دُنیا کی پالیسی کو شکل دیتے ہیں، شہروں کو جس میں کہ ہم رہتے ہیں، ہماری تہذیب، اشجار، پھول، پرندے، مکھیاں، تتلیاں، شہد کی مکھیاں، مگر مچھ، بلیاں، شیر، ببر اور مچھلیاں وغیرہ۔ المختصر، کائنات اور ہر واحد چیز جو اِس میں ہوتی ہے، ہوتے ہیں تمام کام ایک طویل سلسلے اتفاقات کے جو وقوع پذیر ہوتے ہیں دفعتاً وقت کے بہت ہی طویل وقفوں کے دوران۔ اتفاق (Chance) ہوتا ہے ایک لفظ جو مُزین ہوتا ہے جادوی خصوصیات سے ایک ڈارونی سوچ کے لئے۔ ہر سوال، جو تم ایک ڈارونسٹ کے سامنے رکھتے ہو، رکھتا ہے ایک جواب کہ اتفاق کیسے بھی اِس سے نمٹ لے گا —

Darwinists ایک غیر معمولی طاقت کو اتفاقات سے منسوب کرتے ہیں، اور خیال بھی کرتے ہیں کہ جو بعض صاحب بصیرت عالم جو ڈاروینیزم کے تمام سربستہ رازوں کو جانتے ہیں، وے خیال کرتے ہیں کہ یہ لوگ ایک دن کھڑے ہوں گے اور پیش کریں گے تمام سائنسی شہادتیں ایسی باتوں کے لئے جو اَب تک پورے طور پر مغالطہ ثابت ہو چکی ہیں، اور اس طرح ثابت کر دیں گے نظریہ اِرتقاء کو بطور ایک مطلق حقیقت کے۔ وے بالکلیہ غلط فہمی کا شکار ہیں، بہر حال۔ توقعات اُنھیں ڈارون کے زمانہ سے زندہ رکھے ہوئے ہیں اپنے نظریات میں۔

ڈارون نے قائم کیا ہے اپنے نظریہ کو ایک منطقی کمزوری پر اور خیال کرتا ہے کہ ایک دن شہادت کا پتہ چلا لیا جائے گا اور نظریہ جس غیر یقینی صورت حال سے دوچار ہے اُس کو دور کر لیا جائے گا۔ وہ اُمیدیں بکھر گئی تھیں، بہر حال، اُسی لحاظ سے جیسے دورِ حاضر کے ڈارونسٹسکی اُمیدیں بکھر گئی ہیں۔ 21ویں صدی کی سائنس اور ٹکنالوجی سے بھی نظریہ اِرتقاء ثابت نہیں ہوسکا ہے۔ اِس کے برخلاف وے پورے طور پر اِس کی تردید کی ہے۔

پھر بھی ڈارونسٹ سائنس داں اِس حقیقت کو نظر انداز کرتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے لئے ضروری ہوتا ہے قائم رکھنا اپنے نظریہ کو خود کی اپنی شہادت پر، باوجود کہ حتمی طور پر غلط ثابت ہونے کے یہ نہ تو سائنس ہے اور نہ حقائق لیکن اُن کی ڈاروینیزم سے وارفتگی ہے، جس کی وجہ سے وے لگے رہتے ہیں اس سے بطور ایک مذہب کے۔

'امریکن پروفیسر فلپ جہانسن اِس ڈاروِنیزم سے متعلق وارفتگی کی صحیح شکل کو پیش کرتا ہے:

''سائنس کے لیڈرس اپنے آپ کو دیکھتے ہیں پھنسے ہوئے ایک مایوسانہ لڑائی میں، مذہبی بنیاد پرستوں کے خلاف، ایک نشان جو وے لگانا چاہتے ہیں عمومی لحاظ سے کسی کو بھی جو عقیدہ رکھتا ہے ایک خالق میں جو ادا کرتا ہے ایک کارکرد، کردار دُنیاوی معملات میں۔

یہ مذہبی لوگ سمجھے جاتے ہیں بطور ایک دھمکی کے کُھلی آزادی کے لئے، اور خاص طور پر بطور ایک دھمکی کے سائنسی تحقیق کے لئے عوامی تائید کے خلاف۔ جیسا کہ تخلیقی تصور، سائنسی فطرت پرستی کا مظہر ہے، ڈاروینیزم پیش کرتا ہے ایک ناگزیر نظریاتی کردار جنگ میں، خلاف میں مذہبیت کے۔ اس وجہ کی بناپر، سائنسی ادارے مختص ہوتے ہیں، ڈاروینیزم کی حفاظت میں بجائے اِس کے ڈاروینیزم کی تنقیح کرنے کے، اور سائنسی تحقیقات کے اصول بنائے جاتے ہیں مدد کرنے اُنھیں کامیاب کرنے کے لئے۔''

اُن طریقوں میں سے جو وہ بہت ہی عام طور سے رجوع ہوتے ہیں، ہوتے ہیں سائنسی جھانسے، جھوٹ اور دھوکہ دہی، تمام کے تمام بار بار بے نقاب ہو چکے ہیں۔

وہ اِس حقیقت سے فائدہ اُٹھاتے ہیں کہ بہت سارے لوگ نظر ارتقاء کی شکست

سے متعلق معلومات نہیں رکھتے ہیں جو سائنسی دریافتوں کے ہاتھوں ہوتی ہیں اور جبکہ وے خود کے اپنے جعلی شہادتیں بھی پیش کرتے ہیں۔

یہ جھوٹے ثبوت ہوتے ہیں تصاویر بطور سائنٹیفک اعداد کے جن سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

ایک پوری ڈور جھوٹ اور دھوکوں کی قائم کی جاتی ہے، اس طرح کہ وہ نمائندگی کرتے ہیں معلومات کی جن کی سچّائی پر ایک لمحہ کے لئے بھی شُبہ نہ ہوسکے۔

اُسی وقت، وہ دیتے ہیں ایسا تاثر کہ وہاں بالکلیہ کوئی ضرورت نہیں ہوتی ہے کوئی سوال اُٹھانے کی اُن دعوٰوں پر جو وہ پیش کرتے ہیں۔

کئی لوگ اِس غلط تلقین کے قائل ہو جاتے ہیں اور شروع کرتے ہیں خیال کرنے نظریہ ارتقاء کا بطور جُز لاینفک کے سائنس کے۔

اِس شدید پروپگنڈہ کی وجہ سے، کئی ایک لوگ اِس بات سے ناواقف رہتے ہیں کہ وہاں پر ہنوز Fossil کی ایک واحد درمیانی شکل کہیں بھی نہیں پائی گئی ہے جو بتلاتی ہو کہ اِرتقاء کبھی واقع ہوا تھا۔ وہ دوسرے اِس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اِس قسم کے Fossil کو کہیں نہ کہیں ہونا چاہیے، لیکن فی الوقت پوشیدہ رکھے ہوئے ہیں یہاں وہاں کہیں، وقت آنے پر منظر عام پر لائے جائیں گے۔

ایک قابل لحاظ طبقہ نہیں جانتا کہ معدوم زندگی کی شکل Archaeoperyx، حقیقت میں ایک پرندہ تھا، ٹھیک مثل اُن کے جو اُڑا کرتے ہیں اطراف میں آج کل بھی۔ بعض ہنوز ناواقف ہیں کہ Coelacanth، کی سالہا سال سے بطور ایک درمیانی شکل کے Fossil کے، گرافک انداز میں تصویر کشی کی جاتی رہی ہے اور اِس طرح، بطور شہادت بغرض اِرتقاء بنائی گئی ہے ہوتے ہوئے ایک سمندری تہہ میں رہنے والی مچھلی کے غیر معمولی پیچیدہ خصوصیات کے ساتھ، مگر وہ اب بھی موجود ہے سمندروں کی گہرائیوں میں۔ بعض کا خیال ہے کہ کثیر خلوی زندگی کے اشکال ایک دن اُبھریں گے ایک کیچڑ کے ذخیرے سے، اور حتّٰی کہ یہ بھی سوچتے ہیں کہ مینڈکیں دفعتاً ظاہر ہوسکتے ہیں پانی کے کنٹوں میں سے۔

اور دوسرے، بالکلیہ ڈارونی تلقین سے گُمراہ ہوتے ہیں، یقین کرتے ہیں کہ رینگنے والے جاندار اپنے میں پنکھ پیدا کرتے ہیں اور پرندوں میں بدل جاتے ہیں جیسے وے حشرات الارض کا پیچھا کرتے ہیں۔ لیکن دوبارہ، ڈارونی تلقین کی وجہ سے، وے کبھی تعجب نہیں کرتے کہ کیسے حشرات الارض، جن کا پیچھا یہ رینگنے والے جاندار کر رہے تھے، پہلے ہی سے اُڑنے کے قابل تھے، مارتے ہوئے اپنے پنکھوں کو پانچ سو بار۔ یہ واقعتاً ہمت افزائی کرتی ہے لوگوں کی نہ دینے توجہ کسی تفصیل پر، بلکہ بغیر سوچے سمجھے یقین کریں جو کچھ کہ اُن کو کہا جاتا ہے۔ اِن کی سچائی قائم کی جاسکتی ہے صرف جبکہ حقائق ان معاملات سے متعلق ہو جاتے ہیں پورے طور پر عام۔ جب فاسل ریکارڈ کھلے عام رکھا جاتا ہے، اور جب خلیہ کی ساخت پیش کی جاتی ہے واضع طور پر سب کو دیکھنے کے لئے، جب دریافتیں ہوتی ہیں بے شمار سائنس کے شعبہ جات میں جیسے علم آثار مُتحجرہ، حیاتیات، علم تشریح الاعضاء، حیوانات، نباتات، بائیوجنٹکس، اور بائیومیتھاماٹکس، لوگوں کو بتلائے جاتے ہیں، تب وہ دیکھتے ہیں ڈارونیزم کا اصلی چہرہ اور فوری سمجھ پاتے ہیں کہ غلط تلقین جس کا کہ وہ سامنا کرتے رہے ہیں ایک عرصہ سے۔ جیسا کہ تم نے دیکھا کہ ڈارونیزم ٹکا ہوا ہے قیاسات پر، جھوٹے ثبوتوں پر، اور گھڑے ہوئے واقعات پر مُبینہ اظہارات کے لحاظ سے کہ ہر چیز آئی ہوئی ہوتی ہے اتفاقات سے۔

ڈارونیزم ہے ایک انبار دھوکوں کا، ایک چال ہے جو چلی گئی ہے اِنسانیت پر۔ کمیونیٹیز بنائے گئے ہیں یقین کرنے اِس بے بنیاد نظریہ پر گمراہ کن غلط تاویلات کے ساتھ۔ جب تک کہ حقائق بتائے نہیں جاتے ہیں صاف صاف اور لوگوں کو دکھلایا نہیں جاتا تمام تائیدی شواہد کے ساتھ، نظریہ اِرتقاء کی بے بنیاد دھوکہ باز فطرت کو سمجھا نہیں جاسکتا۔

تاہم آج کل لوگوں کی اکثریت دیکھ چُکی ہے کہ وہاں پر نظریہ ارتقاء کے بارے میں کوئی چیز بھی جو کچھ بھی پیش ہوتی ہے سائنسی نہیں ہوتی ہے، اور سائنسی دریافتیں ایک دفعہ اور اِس بات کی دلالت کرتے ہیں کہ کائنات ـــ اور تمام اجسام جو اِس میں ہوتی ہیں سب ہمارے قادر مطلق اللہ کی پیدا کردہ ہوتی ہیں۔

تب کیسے ڈارون کا سحر رکھ سکتا ہے اِس قسم کا ایک اثر گذشتہ 150 سالوں سے؟

وہ وجوہات نفسیاتی ہیں۔ ذرائع ابلاغ (Media) کے ایک شعبہ کو استعمال کرتے ہوئے ڈارونیزم سماج کو ایک قسم کے وسیع جادوی سحر کے زیر اثر کر دیا تھا۔

جب نظریہ ارتقاء پہلی بار پیش کیا گیا تھا، پیدا ہونے والے احتجاجوں کا اِس نے سامنا کیا تھا، بالکلیہ نفسیاتی حربوں سے خاموش کر ڈالا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں نے ڈارونیزم کے دعوؤں کو اہمیت دینا شروع کیا تھا، جو بڑھتا گیا توجیہات اور منطق کے ساتھ بطور ایک نارمل صورت حال کے۔ حتّٰی کہ لوگ اُنھیں دوسرے پس منظر میں اگر چہ کہ مضحکہ خیز قرار پاتے تھے، سمجھے گئے تھے بحیثیت سائنسی حقائق کے۔

نظریہ اِرتقاء اِس لحاظ سے ترقی پا گیا ہے کہ وہ کوئی اخلاقی اصولوں کو تسلیم نہیں کرتا ہے اور رد کر دیتا ہے ایسے تصورات کو جیسے ادب و احترام، ایمان داری اور سائنسی صحت کو۔ نفسیاتی وجوہات سے کیوں اور کیسے ڈارونیزم نے دُنیا کو دھوکہ دیا ہے، اُن کی تفصیل ذیل میں پیش کیئے جاتے ہیں:

☆ رکھنا ایک سائنسی نمائش پر

اِن کی اِرتقائی حیاتیات سختی کے ساتھ رُکاوٹوں کا سامنا کرتی رہی ہے مباحثہ کے ایک قیاسی طرز سے جو ریکارڈ کرتا ہے ـــ

عمل تشریح الاعضاء (Anatomy) اور ماحولیات (Eeology) کو اور تب کوشش کرتا ہے بنانے تاریخی یا مطابقتی وضاحتیں واسطے کہ کیوں یہ ہڈی اُس کی طرح دکھائی دیتی ہے یا کیوں یہ مخلوق یہاں رہتا ہے...... یہ قیاسات اِدارتی لحاظ سے Scenarios کہلاتے ہیں۔ وے ہوتے ہیں اکثر زیادہ حقارت آمیز اور صحیح طور پر سرخی کے طور پر کہانیاں ہوتی ہیں۔ سائنس داں جانتے ہیں اِن قصوں کو جو ہوتے ہیں محض فرضی کہانیاں، بدقسمتی سے اُنھیں، پیش کیا جاتا ہے پیشہ واری ادب میں جہاں پر اُن کو بہت ہی سنجیدگی اور ادبی لحاظ سے لیا جاتا ہے۔ (Stephen Jay Gould، اِرتقاء پسند، ماہر آثار مُتحجرہ)

بہت ہی معروف دھوکہ دہی کے ٹکنیکی طریقوں میں سے ایک ہوتا ہے ڈارونسٹس کا جھوٹ — کہ اِرتقاء ایک سائنسی تصور ہے اور یہ کہ سائنس نظریہ اِرتقاء کی تائید کرتی ہے۔ یہ نظریہ سائنس کی تاریخ میں بطور ایک موڑ کے لیا جاتا ہے۔

اور جو اِرتقاء کے نظریات کی مخالفت کرتے ہیں وہ اُن کی نظر میں گردانے جاتے مخالف سائنس کے۔ حقیقت میں، بہر حال، یہ ہے ایک خطرناک دھوکہ دہی جس کا حقائق سے کوئی بھی تعلق نہیں ہوتا ہے۔

نظریہ اِرتقاء ایک Dogma (ایک بے دلیل مفروضہ) ہے جو اُبھرا ہوتا ہے بطور ایک مادی فلاسفی کی ناگزیر ضرورت کے۔ ڈاروینیزم ایک قسم کا Shamanistic یعنی توہماتی مذہب ہے جو قائم ہے، مختلف قدرتی قوتوں کی عبادت پر، ڈاروینیزم کا عقیدہ ہے کہ معدنیات، سورج، بجلی اور سرکش ہوا باہم مل کر ایک اتفاقیہ طریق میں زندگی کو وجود میں لاتے ہیں اور تجویز کرتے ہیں کہ ہر ایک اِس پس منظر (Scenario) پر یقین کرتا ہے۔ ڈاروینیزم کوئی سائنسی شہادت پیش نہیں کرتا ہے اور تب ایک مباحثہ آیا یا نہیں، نظریہ سچا ہے، لیکن رکھنا ہوتا ہے اُسے ایک نمائش پر، استعمال کرتے ہوئے سائنسی اصطلاحیں، دینے تاثر کہ نظریہ قانونی ہے۔ ہر واحد ڈارونی اشاعت دعویٰ کرتی ہے کہ نظریہ اِرتقاء سائنسی ہے۔

تاہم ڈاروینیزم ادنیٰ سے ادنیٰ سائنسی شہادت کو پیش کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ڈاروینیزم قابل نہیں ہوسکا ہے وضاحت کرنے کہ کیسے ایک واحد خلیہ وجود میں آیا تھا۔ میکانیزمس جن کے ذریعہ ہزار ہا مختلف زندگی کے اشکال حتمی طور پر اُبھرے ہیں ایک واحد خلیہ سے، اِس بات کا سائنسی لحاظ سے مظاہرہ ہنوز نہیں ہوسکا ہے۔

ایک واحد مثال بھی ایسی نہیں ہے جو کبھی پیش کی گئی ہو تائید کرنے من گھڑت دعویٰ کو کہ ایک صنف بدل جاتی ہے دوسری صنف میں۔

وہاں کوئی دریافت ایسی نہیں ہے جو ثابت کرسکے کہ قدیم اِرتقائی مچھلی سے وابستہ قیاس کہ وہ بدل گئی ہے جل تھلیوں (Amphibian) میں یا رینگنے والے جاندار (Reptiles) پرندوں میں نہ تو ایک واحد عبوری شکل فاسل کی بدلی شکل پائی گئی ہے

کھدائیوں میں سے کسی میں بھی جن کا سلسلہ 150 سالوں سے جاری ہے۔

اِس کے علاوہ، نظریہ اِرتقاء خاموش ہے نئی دریافتوں کی صُورت میں بھی جو سائنس آف جنٹکس کی طرف سے ہو رہی ہیں۔

المختصر، وہاں پر کچھ بھی سائنسی نہیں ہے نظریہ اِرتقاء کے بارے میں۔ بالالفاظ دیگر سائنس پورے طور پر نفی کرتی ہے نظریہ اِرتقاء کی۔

فلکیات، حیاتیات، علم آثار متحجرہ، علم طبقات الارض، طبعیات، کیمیا، جیوفزکس، اِمبرائیولوجی اور اِس طرح کے اور سب ہیں سائنس۔ مگر ڈاروینیزم سائنس نہیں ہے، یہ ہے ایک قدیم اعتقادی نظام۔

Darwinists عاریتاً لئے ہوئے سائنسی حقائق کا استعمال کرتے ہیں، تاکہ اُن کے پروپگنڈہ کو تائید مل سکے۔

طریقے، جن کے ذریعہ سائنس کا غلط استعمال کرتے ہیں، تمام کے تمام سب پر روشن ہوتے ہیں۔

1- سب سے پہلے، وے اِس خیال کو فروغ دیتے ہیں کہ عام لوگ سائنسی معلومات کو سمجھ نہیں سکتے سوائے صرف چند ایک مٹھی بھر ممتاز سائنس دانوں کے۔

2- اُن کے تحریرات اور لکچرس میں وہ ایسے سائنسی اصطلاحات کا استعمال کرتے ہیں جن سے اکثر لوگ ناواقف ہوتے ہیں، تاکہ اُن کے لحاظ سے تلقین مضبوط تر ہوتی جائے۔

3- وے طویل اور پیچیدہ فارمولے، لاطینی اصطلاحات اور اظہارات اور ایک کثیف اور لفاظ طرز بیان استعمال کرتے ہیں، یہ تاثر دینے کے لئے کہ وہ بات کر رہے ہیں کسی بہت ہی پیچیدہ Topic کے بارے میں۔ اگرچہ جو کچھ وے کہہ رہے ہوتے ہیں وہ بالکلیہ منطق کے خلاف جاتا ہے، پھر بھی وہ کئی ایک لوگوں کو یقین دلانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں کہ اُن کا بیان سراسر سائنسی ہے۔

4- بار بار حوالے دے کر، ڈارونسٹ سائنس داں، آکڈیمکس اور اِرتقاء پسند، اور کی اشاعتوں سے وے کوشش کرتے ہیں تاثر دینے کی کہ ساری سائنسی کمیونٹی، اِرتقاء کو

تسلیم کرتی ہے۔ اِس طرح وے توقع رکھتے ہیں طے کرنے اِس حقیقت کو کہ اِرتقاء، سائنس کے ساتھ اختلاف رائے رکھتا ہے۔ اُن کا مقصد تاثر دینا ہوتا ہے کہ یہ نظریہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو تمام سائنسی مُستند ہستیاں تسلیم کرتی ہیں۔

Phillip E. Johnson 'اِن ڈارونسٹ ٹکنکس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں:-

نظریہ زیادہ تر سنبھالا جاتا ہے ایک پروپگنڈہ مہم سے جو ٹِکا ہوتا ہے معمول کے تمام جذباتی ترغیباتی ٹِرکس پر:

پوشیدہ مفروضات، سوال اُٹھانے اولے بیانات زیر بحث مسئلہ کے لحاظ سے، اِصطلاحات جو غیر واضح طور پر سمجھائے جاتے ہیں اور اُن کے معنی بیچ بحث میں بدل دئے جاتے ہیں، Ordinary لوگوں پر حملے، پسندیدہ شہادتوں کے حوالے اور اِس طرح کے اور بھی کچھ، نظریہ کے ثقافتی اہمیت کے لحاظ سے بھی نظریہ تحفظ پاتا ہے۔ (Phillip E. Johnson)

حقیقت میں، بہر حال، نہ تو لاطینی الفاظ، اور نہ قواعد میں ملبوس گُلکاری، نہ حوالہ جات، کئی ایک ارتقاء پسند آکیڈیمکس کی طرف سے نا قابل حل نا خوش گوار صورت حال کو رفع دفع کر سکتے ہیں، جب کبھی نظریہ اِرتقاء اپنے آپ کو ایسے کیفیات میں پاتا ہے۔

سائنسی شکست جس سے نظریہ اِرتقاء دو چار ہوتا ہے، ممکنہ حد تک چھُپایا جا سکتا ہے، کچھ وقفہ کے لئے ہی صحیح، تاہم حقائق واقعتاً اشکار ہو ہی جاتے ہیں، کیونکہ اِرتقاء پسند کے حوالے کوئی سائنسی بنیاد نہیں رکھتے کہ اُن کی تائید ہو سکے۔ سب کچھ وہاں ڈارونسٹ کے جرنلس، کتابوں میں، اخبارات، T.V پروگرامس اور کانفرنسوں میں ہوتے ہیں محض قیاسات جو مختلف انداز میں پیش کئے جاتے ہیں اِرتقا پسندوں سے۔ تاہم سب کچھ جو کہا جاتا ہے اور کیا جاتا ہے، پھر بھی یہ سب محض مفروضات کے کچھ اور نہیں ہوتے —— یا قیاسات کے سوائے۔ جب تم اِرتقا پسندوں سے پوچھتے ہو کہ وہ کن سائنسی بنیادوں پر اعتماد کرتے ہیں، تو وہ گہری خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ اِس بات پر پھر ایک بار زور دینا ضروری ہوتا ہے کہ، وزنی، نا قابل فہم زبان اور فنی طرز جو ڈارونسٹس استعمال کرتے ہیں، پیش نہیں کرتے کوئی ثبوت نظریہ ارتقاء کے لیے۔

اِن کے اِس ٹکنک کے استعمال کی اہم وجہ پبلک کو یقین دلانا ہوتا ہے کہ نظریہ اِرتقاء سائنسی ہے۔

لیکن جتنے زیادہ لوگ سمجھتے ہیں نظریہ اِرتقاء کی صحیح اصلیت کو اور دیکھتے ہیں کہ وہ سب فریب اور جھوٹ پر ٹکے ہوئے ہیں، تو اور زیادہ اِن کے دھوکہ دہی کے طریقے کھو دیتے ہیں اپنا مقام، اعتبار اور اثر پبلک کی نگاہوں میں۔

''ایک اِنسان پیدا کیا جاتا ہے ایک بوند (Sperm) سے، ہے اللہ کی نشانیوں میں سے ایک...... ذرا سونچو تو تمہاری کیا حالت تھی پہلے، اور اب وہ کیا ہو چکی ہے! کیا اِنسان اور جن باہم مل کر تخلیق کر سکتے ہیں، ایک آنکھ کی، یا کان کی، یا دماغ کی، یا طاقت بنانے ہڈیوں کو، اعصاب کو، جِلد کو، اور بال کو؟ حتّٰی کہ اگر وہ چاہتے ہوتے سمجھتے فطرت کو اور روح کو اِنسان کی، اُس کے وجود کے اصل کو، اللہ سے اُن کے پیدا ہو چکنے کے بعد، وے تب بھی ایسا کرنے کے قابل نہیں ہوتے...... اللہ کے عنایات اور پیش بینی کو دیکھو، کہ اُس کی شاندار طاقت اور عقلمندی اور ادراک کیسے وے اِنسانیت کو گھیرے رہتے ہیں۔ کیسا حیرت ناک ہوتا ہے یہ کہ جو کوئی دیکھتا ہے ایک دیوار پر ایک تصویر ایک خوش خطی کا پُر کشش شاہکار یا کار چوبی کے نقش و نگار، سراہنے اُنھیں، رُک جاتا ہے، عش عش کرنے کہ کیسے فن داں نے اُنھیں بنایا تھا، اور کہنے کہ کیسی زبردست کاریگری کی وے نمائندگی کرتے ہیں، ایسے لوگ بے پروائی کے ساتھ ناکام ہو جاتے ہیں سوچتے اِس شاندار کائنات اور اجسام کے بارے میں جن کو کہ اللہ رب العزت نے پیدا کیا ہے، اور اُس کی کاریگری اور عقلمندی کو بھی، جبکہ وہ اُنھیں دیکھتے ہیں۔'' (امام غزالی)

☆ مختلف پروفیسرس اور سائنس داں نظریہ اِرتقاء کی تائید کرتے ہیں

بعض سائنس داں جو ڈارونسٹس ہوتے ہیں یہ غلط تاثر پیدا کرتے ہیں کہ ساری سائنسی دُنیا نظریہ اِرتقاء پر یقین رکھتی ہے، اور یہ کہ نظریہ اِرتقاء ایک سائنسی حقیقت ہے۔ حقیقت میں ایک بڑی اکثریت لوگوں کی سائنسی کمیونٹی میں آ چکی ہے ڈارونسٹ

کے تلقینی دائرہ عمل میں۔لیکن اُن کی ڈاروینیزم سے والہانہ عقیدت کوئی سائنسی بنیاد کا نتیجہ نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ چونکہ نظریہ ارتقاء مادیت اور دہریت کے لئے ایک بنیاد کا کام کرتا ہے، یہ لوگوں کی رہبری کرتا ہے اختیار کرنے ڈاروینیزم کو نظریاتی وجوہات کی بناء پر۔کئی لوگ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ جب ڈاروینیزم کا ناکارہ پن کھل کر سامنے آتا ہے تو مادیت کا بھی خاتمہ ہوجاتا ہے، اِسلئے اِس وجہ سے ڈاروینیزم سے ہاتھ ملاتے ہیں اُنکی تمام طاقت کے ساتھ، اگرچہ کہ یہ بات تردید کرتی ہے اِس وجہ کی، سائنس اور منطق کے لحاظ سے۔

Phillip Johnson اپنے ایک مضمون میں اُن دعوٰوں کا تجزیہ کرتا ہے جو کئے گئے تھے، مارکسٹ، زوالوجسٹ، رچرڈلوانٹن سے اور بیان کرتا ہے، کیسے ڈاروینیزم تائید حاصل کرتا ہے مادی تعلق خاطر سے:

''ڈاروینیزم مادیت کو دیئے گئے ایک اعلیٰ وعدہ کی بنیاد ہے، نہ کہ فلاسفیکلی غیر جانبدارانہ شہادت کی تشخیص ہے۔ جب فلاسفی کو سائنس سے الگ کرتے ہیں، اور تکبر کا بلند Tower گر پڑتا ہے۔ جب پبلک سمجھتی ہے اِس کو صاف صاف، Lewontin کا ڈاروینیزم سائنس کے نصاب سے ہٹنا شروع کرتا ہے اور ذہانتی تاریخ کے محکمہ (شعبہ) میں داخل ہوتا ہے، جہاں وہ شلف پر کے گرد کو جمع کرتا ہے جو ہوتی ہے اطراف میں Lewoton کے مارکسزم کے فوری بعد۔'' (Phillip Johnson)

اِس بات سے ناواقف ہوتے ہوئے، ایک بڑا حصہ پبلک کا سوچتا ہے کہ یہ لوگ نظریہ ارتقاء کی تائید کرتے ہیں محض سائنس سے وفاداری کے نتیجہ میں۔لیکن ڈارونسٹس کی وفاداریاں حقیقت میں ساتھ ہوتی ہیں مادیت کے Dogma (بے دلیل نظریہ) کے، نہ کے سائنس کے ساتھ۔ بیوکیمسٹری کے پروفیسر، مائیکل Behe، بتلاتا ہے، کیسے سائنسی کمیونٹی نے اختیار کرلیا ہے اِرتقاء کو صرف اُس کی مادی دُنیا کے نقطہ نگاہ سے، اور سائنس کے ایک خاکہ سے اِس کو پبلک کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

''اِس طرح معلومات، بارے میں جس طریق سے کائنات کام کرتی ہے، تقریباً مستقل طور پر گذرتے رہتے ہیں ایک سخت مادی تقطیر کے عمل سے قبل اِس کے معلومات عام

پبلک تک پہنچ پاتے ہیں۔سائنسی ادب اِس سمجھ کے احساس پر اپنے تاثرات ظاہر کرتا ہے۔ مقالے عام طور پر ماڈل کے بارے میں ذکر اذکار کرتے ہیں، آیا عمومی طور پر یا اِس کے خصوصی پہلوؤں کے لحاظ سے، جیسے کہ معلوم اور محفوظ فطری واقعات کے مطابق۔

نصابی کُتب مقررہ راہ عمل کو Follow کرتی ہیں، متعلقہ سمجھ کو طلباء تک منتقل کرنے میں۔ یہ بیانات نفس مضمون کو واضح نہیں کرتے، یا عام طور سے حتّٰی کہ ذکر بھی نہیں کرتے، بہت کچھ جہالت کے ترک شدہ حصہ کو، جواب نہ رکھنے والے سوالات، جو فطرت سے وفاداری کے ماڈل سے متعلق ہوتے ہیں۔ بجائے اِس کے وے دیتے ہیں ایک تاثر کہ وہ سب کچھ معلوم تھا، یا تقریباً تمام معلوم تھا، ایک لیباریٹری تحقیق کا مصدقہ حاصل...... جب شہادت پیش کی جاتی تھی جو نظریہ کے لحاظ سے موزوں نہ ہوتی، تو شہادت، نہ کہ نظریہ، مشتبہ قرار پاتا......مسئلہ کسی حد تک سماجی طور پر متعدی مادیت کا تھا جو زیادہ طور پر سماجی دباؤ کے زیر اثر پھیلتا ہے بجائے سمجھ دار افہام و تفہیم سے۔''

(Michael Behe, Prof. Bio-Chemistry)

سماجی دباؤ جس کا حوالہ Behe دیتا ہے، شدت سے محسوس کیا جاتا ہے اکیڈمک دُنیا میں۔کئی ایک ملکوں میں، ڈارونک اکڈیمکس کو مختلف اِسکولوں اور یونیورسٹیز میں تائید و امداد حاصل ہوتی ہے، جبکہ اللہ پر اعتقاد رکھنے والوں کے Careers میں رُکاوٹیں پیدا کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں کیونکہ وہ ڈاروینیزم سے انکار کرتے ہیں، اُن کی کتابیں اور مضامین سائنسی مطبوعات سے محروم ہوتی ہیں۔

اُن پر Back Wardness کا الزام لگایا جاتا ہے۔اگرچہ کہ کوئی چیز بھی سچائی سے آگے نہیں ہوسکتی ہے۔اکثر یورپی ممالک میں، اگر سائنس داں ایک اکیڈمک Career جاری رکھنا چاہتے ہیں تو اُن کو رکھنا ہوتا ہے اندھا عقیدہ، ڈارونسٹ کے بے معنی اقدار میں، یا حتّٰی کہ ڈاروینیزم کو Support کرنا ہوتا ہے۔ ورنہ یہ بہت مشکل ہوجاتا ہے ترقی کرنا ایک اکیڈمک Career میں، یا حتّٰی کہ حاصل کرنے مستقل عمل داری جامعات میں۔ اِرتقاء پسند سائنس داں ایک قسم کی حاکمانہ عمل داری قائم کر رکھتے ہیں یونیورسٹیز میں اور درسگاہوں

میں۔خوفناک تنقیدیں اُبھرتی ہیں سائنسی دُنیا کی اکثریت کی جانب سے، خاص طور پر اُن اکیڈمک باڈیز اور اِداروں سے جہاں مادی Mind Set بہت زیادہ بااثر ہوتا ہے، جب وہ سائنس داں جن کا ایقان اللہ پر ہوتا ہے، پیش کرتے ہیں تخلیق کی سائنسی شہادت۔

لیکن دہریائی یا مادی پروپگنڈہ سے متعلق کوئی آواز مخالفت میں نہیں اُٹھتی۔یہی وجہ ہے کہ بعض سائنس داں خاموش رہنے کو ترجیح دیتے ہیں، اگرچیکہ وے بالکلیہ طور پر اِرتقاء کے ناکارہ پن سے واقف ہوتے ہیں، اپنے مستقبل کے خیال سے یا خوف سے کہ کہیں وہ اپنے Jobs سے ہاتھ دھونہ بیٹھے۔

جیسا کہ تم دیکھ چکے ہو، نظریاتی تعلق خاطر، یا دباؤ اور دھمکی، زبانی جمع خرچ کے تحت ہوتی ہیں جو سائنسی دُنیا دیتی ہے اِرتقاء کو یہ خیال کہ سائنسی دُنیا اِرتقاء کی تائید کرتی ہے —اِس طرح اُس کو ہونا چاہیے تھا ایک نظریہ جو جانچا گیا ہو اور اُس کی سچائی قائم کی گئی ہو سائنسی اعداد کے ساتھ — مگر ہوتے ہیں بالکلیہ گمراہ کُن۔یہ فریب نتیجہ ہوتا ہے نفسیاتی جنگی ٹکنکس کا جو ڈارونسٹس کام میں لاتے ہیں، اور کسی حال سے صحیح صُورت حال کو ظاہر نہیں کرتے۔اِس کے علاوہ خلاف میں جو کچھ ڈارونسٹس ڈٹے رہتے ہیں قائم رکھنے میں، کہ تمام سائنسی دُنیا اِرتقا پسند نہیں ہوتی۔

باوجود یہ تمام دھمکی کے طریقوں کے اور دباؤ کے، بعض سائنس داں، درسگاہیں اور پروفیسرس اب بھی کُھلے طور پر، اِرتقاء سے متعلق اِن کی مخالفت کا اظہار کرتے ہیں۔ وے نظریہ اِرتقاء کی غیر یقینی صورت کو ظاہر کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں رکھنے حقائق پبلک کے سامنے۔جو کچھ ہے اور، سائنس دانوں کی تعداد جو ڈاروینیزم کے سحر سے بچ نکلتے ہیں، بڑھتی جاتی ہے ہر روز۔

ڈارونسٹس سائنس دانوں کے پبلک پر اثر انداز ہونے کی کوششوں کے باوجود، ڈاروینیزم کی جھوٹ اور دھوکہ دہی واقعتاً ایک اختتام کی حالت میں پائے جاتے ہیں۔

سب سے زیادہ اہمیت کی حامل وجہ یہ ہوتی ہے کہ، باوجود اِرتقاء پسند سائنس دانوں کی کوششوں کے، ہر کوئی مُتنبہ ہوتا ہے کہ نظریہ پورے طور پر سائنسی شہادت نہیں رکھتا ہے۔

جب ابوحنیفہ، جو بغداد کے مقابل ساحل پر رہا کرتے تھے، ناکام ہوگئے تھے وقت مقررہ پر اپنی جگہ لینے، مباحثہ کے موقع پر، کئی ایک سوالات اُٹھ کھڑے ہوئے تھے اِن مخالفوں اور مجموعہ کے دماغوں میں۔ہر کوئی فکر مند تھا...... کیوں وہ نہیں آسکے ہیں؟ کیا وہ نہیں آئیں گے؟ کیا وہ خوفزدہ ہیں؟ کیا وہ کوئی ثبوت پانے میں ناقابل ہو چکے ہیں؟ مقررہ وقت کے کچھ ہی دیر بعد امام اعظم پہنچے۔اُن کی مخالفیں کی بڑی حد تک حوصلہ افزائی ہوئی تھی، امام المعظم کے دیر سے آنے سے اور اُن کا اِنکار اور تکبر بڑھ چکا تھا۔

ابوحنیفہ نے معافی چاہی اور اپنے تاخیر سے آنے کی وضاحت کرنا شروع کیا۔"میں ناقابل تھا حاصل کرنے ایک کشتی جو مجھے ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر لے جاسکے۔میں نے انتظار کرنا شروع کیا تھا۔میں نے سوچا کہ ایک چپو کی کشتی یا کوئی اور چھوٹی سی سہولت آسکتی ہے اور اس طرح میں پار کرسکتا ہوں اُس پر بیٹھ کر۔ٹھیک اُس وقت، میں نے دیکھا کہ تمام درخت اطراف میں گر چکے تھے۔میں نے مشاہدہ کیا کہ ایک کشتی دفعتاً بن گئی تھی، وہاں پڑے ہوئے جھاڑوں کے باقیات سے۔میں اِس کے علاوہ دیکھا کہ وہاں تھے ایک کشتی (بادباں) اور چپو۔میں بہت ہی خوش تھا نہ رکھنے آپ سب کو انتظار میں اور میں کود پڑا کشتی میں۔کشتی تب فوری مجھے لے آئی ہے۔یہاں پر۔" اُن کے مخالفیں اور کئی ایک حیرت زدہ تھے۔اُن کے مخالفیں میں سے ایک جو مظاہر فطرت کا حامی تھا، اُس نے دعویٰ کیا کہ ہر چیز جو قدرت کی پیدا کردہ ہوتی ہے اور کہا تھا، کہ یہ ناممکن تھا اِس قسم کے واقعہ کا ہونا بتائے ہوئے طریق کے لحاظ سے۔امام اِس بات پر مسکرائے اور جواب دیا:

"چونکہ تم انکار کرتے ہو اِس امکان سے کہ حتّٰی کہ ایک چھوٹی کشتی دفعتاً وجود میں آتی ہے بغیر کسی معمار یا کاریگر کے، کیسے تم یقین کرسکتے ہو کہ پوری شاندار کائنات جو ظاہر ہوئی تھی دفعتاً بغیر کسی خالق کے؟ کائنات اللہ کا ایک کام ہے، نہ کہ کائنات خود سے پیدا ہوتی ہے۔وہاں کوئی ایسا نقطہ نہیں ہے کہ بحث مباحثہ شروع کیا جائے اللہ کے وجود پر، جبکہ وہاں بہت کچھ ثبوت ہے صاف صاف بصارت میں۔ (امام اعظم ابوحنیفہ)

☆ یہ اُن کے لئے مشکل ہوتا ہے کہ ایمان لائیں اللہ پر

لوگ جو دیکھتے ہیں ناممکنات، سمجھنے میں نازک اور باریک توازن، کائنات میں اور پیچیدہ ساختیں جانداروں میں جو آتے ہیں وجود میں اتفاقات سے بقول ڈارونسٹس کے، وے دیکھ سکتے ہیں کہ یہ سب کام ہیں ایک ذہانت کے، دوسرے الفاظ میں یہ کام ہیں اللہ کے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ تاہم بعض لوگ، جہالت، غلط تصور اور بگڑی ہوئی منطق کی وجہ سے، مشکل میں ہوتے ہیں یقین کرنے اللہ پر۔ اہم وجوہات میں سے ایک وجہ، وہ اپنے آپ کو رکھتے ہیں سب سے اعلیٰ وجود کے طور پر اور ہچکچاتے ہیں یقین کرنے عظیم خالق میں جو ہر ایک سے بلند ترین ہوتا ہے۔

اِس ہچکچاہٹ کی بنیادی وجوہات میں ہوتے ہیں، خوف سوچنے میں یوم الحساب کے بارے میں اور بعد کی زندگی کے بارے میں، اور اُن کی خواہش ہوتی ہے نظر انداز کرنے ذمہ داریوں کو جو ایسا سوچنے سے اُن پر عائد ہوئی ہیں۔ یقین کرنے قادرِ مطلق اللہ پر، جو علیم و بصیر ہے اور مالک ہے ہم سب کا، اور تسلیم کرنے میں اُس کے زبردست وجود کو، اپنے ساتھ پیدا کرتا ہے ایک ضرورت کو کہ یقین کریں آخرت پر اور اللہ کی عبادت پر۔ لوگ جو یقین کرتے ہیں اِن باتوں پر جانتے ہیں کہ وے ذمہ دار ہیں ہر چیز کے لئے جو وہ کرتے ہیں اِس دُنیا میں، اور اِس لحاظ سے سلوک مسلوک روا رکھتے ہیں۔ وے کوشش کرتے ہیں باز رہنے نفسانی جذبات کے خودغرضانہ خواہشات سے، استعمال کرتے ہوئے صحیح ڈھنگ سے اپنی خوداختیاری کو، اور ہونے بااخلاق اور صحیح سمجھ بوجھ کے حامل ہر حال میں۔

اِس صورت حال میں — ایک روحانی اور مادی دولت اور خوبصورتی، اور ایک وہ جو ایک شخص کی کوالٹی اور شرافت میں اضافہ کرتا ہے کا منبع — بعض کو مشکل دکھائی دے سکتا ہے۔ لیکن کسی کے تخلیق کے خلاف زندہ رہنا، اور کسی کا ضمیر کی آواز کو نظر انداز کرنا اور دبائے رکھنا، مشکل ہوتا ہے۔ فی زمانہ اکثر لوگ، مصیبتوں اور ذہنی دباؤ سے گذرتے ہیں، اِس کی وجہ سے اپنے ضمیر کا گلا گھونٹ دیتے ہیں اور اپنی دُنیاوی خواہشات اور اُن خواہشات کی جن

کے تجاویز اُن کے ذہنوں میں ہوتے ہیں، کی پیروی کرتے ہیں

Darwinists، بہرحال، رضامند نہیں ہوتے ایمان لانے اللہ پر اور اِس لئے اِس عیب دار ذہنی رُجحان کو استعمال کرتے ہیں خود کے اپنے معاملات کی یکسوئی کے لئے۔ وے توقع رکھتے ہیں حاصل کرنے ایک طریقہ عمل اعلیٰ کارکردگی کا، خود کے اپنے خواہشات کے Level کو (اپنے دانست میں) اُٹھا کر ایک غیر مستحق Level تک لے آتے ہیں اور اِس طرح اللہ پر ایمان سے انکار کر بیٹھتے ہیں، جس کے لئے تمام قوت اور طاقت واقعتاً وابستہ ہوتی ہیں،

ایک خطرناک جہالت کے نتیجہ میں، وے خود کو خدائی سمجھ لیتے ہیں (یقیناً اللہ اِن معاملات سے اعلیٰ تر ہے) اور خیال کرتے ہیں کہ تمام واقعات اُن کے حیطۂ اختیار میں ہیں۔ وے سمجھ نہیں سکتے کہ وے تمام تقدیر کے تحت ہوتے ہیں اور اس کے بارے میں سوچنے کو جتنا کہ ممکن ہوسکتا ہے اُس لحاظ سے سوچنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اِس بات کو برقرار رکھتے ہیں کہ ہر چیز پیدا ہوتی ہے اِتفاق سے، اِس کے علاوہ وے دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ خود زندہ رہتے ہیں بہ لحاظِ مفروضہ علی الحساب اور ناقابل کنٹرول ماحول میں۔ چونکہ بعد کی زندگی کی حقیقت کو نظر انداز کرتے ہیں، وے خیال کرتے ہیں کہ وے اِس دُنیا میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ جس کو وہ پسند کرتے ہیں ہوتا ہے یقین کرنا کہ اُن کی زندگی غیر مختتم ہوتی ہے، یا علاوہ ازیں وے خیال کرتے ہیں کہ اُن کے مرنے کے بعد، وہ اپنے وجود کو بالکلیہ ختم کر چکے ہوتے ہیں۔

چونکہ وہ کبھی موت پر اور ہونے والے یوم الحساب پر اپنے تاثر کا اِظہار نہیں کرتے، وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ واقعات کبھی واقع نہیں ہوں گے۔ وے خیال کرتے ہیں کہ اُن کا وقوع پذیر ہونا، ایک بہت ہی طفلانہ ذہنی سوچ کی پیداوار ہے، یہ خیال اُن کی سارے نظریہ اِرتقاء کی اِس بات پر قائم ہے کہ زندگی، اندھے اتفاقات کا کام ہے، جو نمائندگی کرتی ہے واضح تائید کی، ان لوگوں کے لئے جو اِس قسم کی ذہنی سوچ رکھتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ مہیا کئے ہیں ایک متبادل صورت تخلیق کے لئے،

زندگی کی ابتداء کے بارے میں ایک حساب دینے، اپنے اُس عقیدہ سے مضبوطی کے ساتھ جڑے رہنے میں ہی اپنی عافیت سمجھتے ہیں۔ایک مختصر عرصہ بعد، وہ اُس جھوٹ پروے خود یقین کرتے ہیں اور نظریہ ارتقاء کی تائید کرنا شروع کرتے ہیں، اگرچہ کہ وہ دیکھ سکتے ہیں واضح طور پر اِس نظریہ کی غیر صحت مندانہ حقیقت کو، اس پر سوال اُٹھانے کا مطلب فلاسفیز اور دُنیا کے نقاط نظر کو ترک کرنا ہوتا ہے، یعنی اس بات کو جس پر اُنہوں نے اپنی ساری زندگیوں کو بنا ڈالا ہے

ڈاروینیزم کے ناکارہ پن کو تسلیم کرنا، گویا، ہوگا تسلیم کرنا کہ تخلیق صرفِ واحد وضاحت ہوتی ہے کائنات کی بناوٹ کی اور جانداروں کے اُبھرنے کی۔ یہ ایک بالکلیہ تردید ہوتی ہے ڈارونسٹ کے نظریہ کی جو تائید کرتا ہے غیر ذمہ دارانہ اور بے قاعدہ پن کی۔ Delaware یونیورسٹی کے بار ٹال تحقیقی اِدارہ کے ایک نظریاتی ذراتی طبیعاتی ماہر Stephen M. Barr بیان کرتا ہے، ڈارونسٹ اور مادہ پرست سائنس دانوں کے توہماتی ذہنی رجحان کے بارے میں:

یہ ایک نہ صرف نقطہ نظر ہے Weinberg کا، بلکہ بہت سارے سائنس دانوں کا بھی کہ سائنس کی ترقی بنادی ہے کائنات کو زیادہ سے زیادہ بے معنی اور اِنسانی نسل کو بنا ڈالا ہے اندھی مادی قوتوں کا ایک اتفاقی ضمنی پیداوار۔

حقیقت میں، ایسا کچھ خیال کیا جاتا ہے اکثر سے، لیتے ہوئے اِس ایک اہم سبق کے سائنس کو پڑھانا ہوتا ہے ہم سب کو۔ خاص طور سے اِس نقطہ نگاہ کا صاف گو حمایتی Richard Dawkins، ماہر حیوانیات جو رقمطراز ہوتا ہے کہ،'' کائنات جس کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں، رکھتی ہے ٹھیک ٹھیک وہی خواص جن کی ہمیں توقع رکھنی چاہیے اگر وہاں پر بنیادی طور پر کوئی ڈزائن نہ ہو، کوئی مقصد نہ ہو، کوئی بُرائی نہ ہو، کوئی اچھائی نہ ہو، اور نہ کوئی چیز سوائے بے معنی بے رُخی کے۔'' بے معنی پن کون و مکان (Cosmos) کا اور اُس کے بے رُخی اِنسانوں سے بھی ہوتا ہے ایک مرکزی موضوع، حیوانیاتی ماہر، Stephen Jay Gould کے تحریرات میں، جو دعویٰ کرتا ہے کہ اِنسانی نسل ہوتی ہے ایک عجیب سا واقعہ اِرتقائی تاریخ کا محض ''ایک ننھی سی چھوٹی سی ڈالی پر ایک قدیم زندگی کے درخت پر۔''

برمرنڈ رسل کا کہنا تھا کہ،''ہم ہوتے ہیں تاہم ایک انوکھا نا گہانی واقعہ کائنات کے ڈگر کے باہر کہیں ذہنی جمود میں۔'' (ڈِلاورے یونیورسٹی کے بارٹال تحقیق ادارہ کے نظریاتی ذراتی طبعیاتی ماہر، Stephen M. Barr)

سچائی یہ ہے کہ بہ رضا و رغبت یا نا رضا مندی کے، ڈارونسٹس محکوم ہوتے ہیں تقدیر کے جو مختص کردی گئی ہوتی ہے اُن کے لئے اللہ سے۔تمام اجسام کائنات میں گذارتی ہیں زندگیاں جو اُن کے لئے منتخب شدہ ہوتی ہیں اللہ کی طرف سے اور اُس کی مہربانی کی بدولت وجود رکھتی ہیں۔ آیا ڈارونسٹس اِسے تسلیم کریں یا نہ کریں، وہاں ہوتی ہے ایک بعد کی زندگی، اور یوم الحساب ہر ڈارونسٹ لایا جائے گا ہمارے قادر مطلق پروردگار کے حضور میں دینے اپنے اعمال کا حساب۔ اِس بات کی کوئی اہمیت نہیں کہ کس قدر وہ دعویٰ کرتے ہیں رہنے آزاد ذمہ داریوں سے، بعد کی زندگی میں پھر بھی اُنھیں دینا ہوگا حساب اپنی زندگیوں کے ایک ایک لمحہ کا۔ اللہ پر ایمان لانے سے انکار اور پناہ لینے مختلف دھوکہ فریبیوں میں آخری حد تک، کسی حال مداوانہ بنے گا، اور وہ سب تدابیر اُن کے لئے مطلق کام نہ آویں گے۔ ہزار ہا لوگ، جواب سمجھتے ہیں تباہی کی اُس حالت کو جس میں ڈاروینیزم خود کو پاتا ہے، اپنے آپ کو چھڑا لیتے ہیں ڈارونیزم کے سحر (جادو) سے اور لوٹتے ہیں سچائی کی طرف۔ Darwinists کو بھی اِس سچائی کو تسلیم کرنا چاہیے، اور دیکھنا چاہیے کہ تسلیم کرنا اور اصلاح کرنا ہر ایک کی غلطیوں کی، ہوتا ہے ایک عمدہ طرز عمل۔ لوگ جو بدل لیتے ہیں اپنے غلط طرز عمل کو جبکہ وے اب بھی کر سکتے ہیں ایسا اِس دنیا میں، رکھ سکتے ہیں اُمید ہمارے آقا کی مہربانی کی اور ہمدردی کی بعد کی زندگی میں۔

ایک شخص یہ سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ بہت سارے سائنس داں اور فنی ماہرین، ڈارون کے نظریہ پر صرف زبانی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ وہ مُبینہ طور پر ایک خالق کا اخراج کرتا ہے...... (مائیکل واکر، اِرتقائی ماہر اِنسانیت)

اگر وہاں ہے ایک دُنیا جو رکھتی ہے عقلمندی، اِعانت، اور ہمدردی اور انصاف، بے شک وہاں بھی ہے بعد کی زندگی، — مثل روح، جسم کے لئے جیسے کہ دُنیا میں ہر چیز دُنیا

میں دکھائی دیتی ہے جیسے بعد کی زندگی میں۔ اِس کا مطلب یہ کہ جہاں ہم جاتے ہیں۔ بعد کی زندگی سے اِنکار مطلب اِس دُنیا سے انکار اور اُس کے اجزاء سے بھی۔

اِسی لحاظ سے جیسا کہ موت اور قبر انتظار کرتے ہیں ہر کسی کا، اِسی لحاظ سے جنت اور دوزخ انتظار کرتے ہیں ہر کسی کا۔" (بدیع الزمان سعید نرسی)

☆ وے پیش کرتے ہیں جھوٹی شہادت، فائدہ اُٹھاتے ہوئے قارئین کے بھروسہ کا

"لیتے ہیں ایک مکمل، تمثیلی فہرست لندن کے قومی گیلری کی۔ بانٹ دیتے ہیں اِسے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں اور پھینک دیتے ہیں اِنھیں ہواؤں میں گیلری کی سڑھیوں سے Tratalgar Square کے اوپر سے۔ کچھ ہفتوں تک انتظار کرتے ہیں، تب گہرائی سے صفائی کرتے ہیں Square کے کاغذوں کے بچے کچے باقیات کے لئے۔ اب کوشش کرتے ہیں دوبارہ بنانے پینٹنگ کی تاریخ تمہاری اپنی وساطت سے۔ اگر تم Manage کرتے ہو پیش کرنے ایک آسان کہانی — اسکولس، طرز و فیشن، جنس اقسام، پینٹرس کو نامیں دے کر، اور سب — تم شاید ہوتے ہوا یک ماہر آثار مُتحجرہ کے"

(نیچر میگزین کے مدیر اور ارتقاپسند، Henry Gee)

نظریہ اِرتقاء ایک سائنٹفک فاؤنڈیشن سے محروم رہا ہے اور کسی ثبوت کی اِسے تائید حاصل نہ ہو سکی ہے۔ اِس لئے، Darwinists جھوٹی شہادتوں کا استعمال کر کے اپنی محرومیوں کے لئے ایک حل ڈھونڈ نکالا ہے۔ ڈارونیزم کی تاریخ رکھتی ہے کئی ایک دھوکہ دہی کہ طریقے جو بعد ازاں فاش ہو چکے تھے۔ اِن میں سے سب سے زیادہ بدنام Piltdown آدمی کا Fossil ہوتا تھا، جو بنایا گیا تھا اور انگ اُورانگوٹان نامی بندر کے ایک جبڑے سے جو جوڑا گیا تھا ایک اِنسانی کھوپڑی پر، اور وہ سالہا سال تک پیش کیا گیا تھا بطور ایک درمیانی شکل کے، Nebraska Man — جس کی کھوپڑی اور نو تعمیراتی تمثیلات جو اُس سے بنائے گئے تھے، آدھارت تھے جنگلی سور کے واحد دانت پر، Ota Benga، دیسی

افریقی جو رکھا گیا تھا ایک پنجرہ میں اور سالوں تک اِس کی نمائش کی گئی تھی بطور عبوری شکل کے اور denosaur کے Fossils جن پر پروں کا اضافہ کیا گیا تھا بطور عُبوری شکل کے نمائش میں رکھے گئے تھے۔ اِرتقاء پسندوں نے اِن جھوٹے ثبوتوں اور خیالی کہانیوں کا استعمال کیا ہے لوگوں کو یقین دلانے اِرتقائی جادو کے بارے میں۔ جس طرح سے وے پیش کرتے ہیں جھوٹی شہادتیں، کھینچتے ہیں جھوٹ کا خاکہ بطور ایک ناگزیر حقیقت کے، ظاہر کرتے ہیں ڈارونی ذہنی رُجحان کو۔ یہ جھانسے بھی فاش کرتے ہیں اِرتقاء پسندوں کے Position کو کہ وے رہتے رہے ہیں مایوس جب سے کہ اِن کا نظریہ پہلی بار پیش ہوا تھا۔ اُن کی یہ لاچاری اُن کی رہبری کرتی رہی ہے مرتکب ہونے جھوٹ اور دھوکہ دہی میں۔

Darwinists ضمیر کی کوئی ملامت نہیں رکھتے، پیش کرنے میں جھوٹی شہادتیں اور پبلک کے بھروسہ کا ناجائز طور پر فائدہ اُٹھاتے ہیں سائنس میں مضامین، کتابوں اور نمائشات سے جو کچھ کہ وے رکھتے ہیں اپنے ساتھ بطور شہادت کے پبلک توقعات کے وسیع پھیلاؤ سے سائنس داں ہو جاتے ہیں نظریہ اِرتقاء کے فریب کو قائم رکھنے میں غیر ذمہ دار، ایسا کرنے میں، وے یقینی طور پر سمجھتے ہیں اِس حقیقت کو کہ چند ہی عام لوگ رکھتے ہیں کوئی بھی ذرائع تفتیش کے، تحقیق کے اور سوالات کے، Fossils پر جو اُن کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ وے راضی نہیں ہوتے تسلیم کرنے کہ ایک واحد Fossil بھی تائید نہیں کرتا ہے اِرتقاء کی کیونکہ یہ ناممکن ہونا ثابت ہو چکا ہے، پیدا کرنا ایک خلیہ کا حتّٰی کہ معمل خانوں (Laboratories) میں جو لیث ہوتے ہیں اکیسویں صدی کی ٹکنالوجی سے، اور یہ کہ زندگی اُبھر نہیں سکتی ہے بے جان مادوں سے۔ اور وے مساویانہ طور پر راضی نہیں ہوتے ہیں دوسروں کے لئے کہ وہ اِن حقائق پر تاثر کا اِظہار کریں۔ خوش دلی سے

وے سامنے آتے ہیں مختلف مفروضات کے ساتھ دوسروں کو روکے رکھنے اِن سچائیوں کو سمجھنے سے۔ تب اِن مفروضات کو آراستہ کرتے ہیں جھوٹے شہادتوں سے اور خیال ظاہر کرتے ہیں کہ کوئی چیز جو حقیقت میں مطلق وجود نہیں رکھتی ہے، ایک آزاد وجود رکھتی ہے۔ دوسری ٹکنک، صحیح اعداد ساتھ میں ارتقائی جھوٹ کے پیش کرنا ہوتا ہے۔ وہ رکھتے

ہیں کافی وزن دارہ منطقی حسابات بارے میں حیاتیاتی مڈیکل معاملات کے، اِرتقا پسند مطبوعات میں رکھتے ہیں، قارئین بھی پڑھتے ہیں غیر حقیقی حسابات کو، کہ کیسے دفعتاً Anatomical Structure وجود میں آتے ہیں۔

جب صحیح ٹکنیکل معلومات جنٹکس وغیرہ کے بارے میں دی جاتی ہے تو اُن کا یہ کہنا نا مناسب ہوجاتا ہے کہ یہ تمام آئے ہیں اتفاق سے۔ وہاں ہوتے ہیں ٹھوس ثبوت اور مشاہدات ٹکنیکل ڈیٹا کے تعلق سے، جو مہیا کیے جاتے ہیں، پھر بھی کوئی شہادت، اِن کا کوئی سسٹم، اِرتقاء کے توسط سے پیش نہیں کر پاتا ہے۔

لیکن قاری، اِن دو علیحدہ معلومات کی ڈور کو ملا کر، خیال کرسکتا ہے کہ اِرتقاء ایک سائنسی نظریہ ہے جو ثابت ہو چکا ہے ٹھیک اُسی لحاظ سے جس طریقہ سے جنٹکس ثابت ہوتا ہے۔ لیکن اِس معاملہ کی حقیقت بہت الگ ہوتی ہے۔ دریافتیں جو اِنکار کرتی ہیں ڈاروینیزم سے، پیش کی جاتی ہیں ڈارونسٹس سے اِرتقاء کی تائید میں۔ یہ ایک صریح دھوکہ ہے۔

اکیسویں صدی میں ڈارونسٹس کھودیتے ہیں یہ نفسیاتی کوششیں، اور اُن کے تمام دھوکے اپنے آپ اختتام کو پہنچتے ہیں۔

ڈارونسٹ کی چالیں پہلے ہی سے اپنا اثر ورسوخ سائنسی کمیونٹی پر کھودینا شروع کر چکے تھے۔ ایک بڑی تبدیلی، خاص طور سے، سائنسی دنیا میں، گذشتہ 20 تا 30 سالوں میں آشکار ہوتی رہی ہے۔ کئی مما لک میں سائنس داں، اور خاص طور پر امریکہ شروع کر چکا ہے تسلیم کرنا کہ تخلیق ہی ایک واحد حقیقت ہے جو ظاہر ہوئی ہے سائنسی شہادتوں کے ذریعہ، ڈارونی سحر اُٹھ رہا ہے اور مادیت اپنے بہت ہی بکثرت استعمال ہونے والے ہتیار کے ساتھ جڑ پیڑ سے اُکھاڑا جا رہا ہے۔

Stephen M. Barr کے الفاظ میں، سائنس اللہ کے وجود کو پیش کرتی ہے، اور زیادہ سے زیادہ لوگ ہر روز اِس بات کو تسلیم کرتے جا رہے ہیں۔

سائنس نے ہمیں لے لیا ہے محض اِس ایک مہم پر۔ ہتھیاروں کے ساتھ مصلاح نہیں، مگر دوربین، خوردبین اور ذراتی اسراع پذیری وغیرہ سے حاصل معلومات سے، اور

اظہارات نشانات، اور علامات جیسے ریاضیات سے متعلق معلومات کے ساتھ لایا ہے ہم کو کئی ایک کناروں پر اور روشناس کرایا ہے ہمیں الگ کیفیات سے اور عجیب وغریب مناظر سے۔ لیکن جیسا کہ ہم غور بین نگاہوں سے افق کا جائزہ لیتے ہیں، بحری سفر کے اختتام کے قریب، ہم شروع کرتے ہیں پہچاننا پہلے کو اور تب دوسرے کو قدیم بخوبی متعارف حد بندی کے نشانوں کو اور ہمارے آبائی گھر کے خاکوں کو۔

تلاش سچائی کی خاطر، ہمیشہ ہمیں لے جاتی ہے، آخرش، واپس اللہ کی طرف۔

(نظریاتی ذراتی، طبعیاتی ماہر، اِسٹیفن. ایم. بار)

☆ ڈاروینیزم اور مادیت کی منطق ہوتی ہے ایک سطحی بناوٹ

مادیت غلط فہمی پر مبنی تصور ہوتا ہے اور یہ صرف مادہ اپنا وجود رکھتا ہے سے عبارت ہوتا ہے۔' اِس کے پیچھے کوئی شعوری مداخلت کا کوئی سوال نہیں رہتا ہے۔ ہر چیز مُبینہ طور پر وقوع پذیر ہوتی ہے علی الحساب طور پر اور ایک بے ضابطگی کے انداز میں، بہ شمول ایک شخص کی زندگی کے اور مواقعات کے۔ یہ دنیاوی نگاہ، کسی بھی سائنسی بنیاد سے عاری ہوتی ہے، خیال کرتی ہے کہ لوگ جو بود باش رکھتے ہیں ایک ایسی دُنیا میں جس میں ہر چیز پیدا ہونی ہے علی الحساب اتفاقی طور پر۔ اور اِس لئے دے کوئی ذمہ داریاں مطلق نہیں رکھتے۔ طریقے جو بہت زیادہ بار بار استعمال میں آتے ہیں مظبوط تر کرنے اِس غیر منطقی تصور کو، جو ہوتا ہے نظر انداز کرنا بہترین تفصیلات کا اور جائزہ لینا ہر چیز کا سطحی طور پر۔

ڈارونسٹ، اِس مادی پس منظر میں، کیوں اور کیسے جیسے سوالات کے کوئی جوابات نہیں رکھتا ہے۔ ذی فہم نتائج جو اخذ کئے جاتے ہیں حتّٰی کہ ایک بہت ہی صاف اور مختصر منطقی بہتری کے ساتھ، وہ نظر انداز کئے جاتے ہیں۔ نعرہ بازی اور وضاحتیں صرف مقصد براری کرنے، جھوٹی تلقین کرنے اور یقین دلانے غیر مشروط طور پر ہوتی ہیں، بغیر کسی سوالیہ کوشش کے یا اُن کے مفہوم کی صحت پر اِظہار کرنے کے۔

مادیت اور ڈاروینیزم پر مبنی مشہور نعروں میں سے ایک جو مسلسل پبلک کی نگاہ میں

ہوتا ہے، وہ ہوتا ہے یہ کہ زندگی مشتمل ہوتی ہے ایک لڑائی پر جو لڑی جاتی ہے بقا کے لئے۔ اِس جھوٹ کے مطابق، افراد کو کرنا چاہیے وہ تمام کچھ جو اِن کی طاقت میں ہوتا ہے، اختیار کرنے مکر وفریب کی کشمکش کو اور بچ نکلتے ہیں بطور ایک من کی موج سے۔ اس طرح کہ اِنسان مُبینہ طور پر، حیوان کے اصناف میں شامل ہے۔ ہوتے ہیں بغیر کسی ممنونیت کے، رکھتے ہیں ایسے اخلاقی خصوصیات، جیسے وفاداری، خود سپردگی، فرضی شناسی، صاحب ضمیر ہونا، دوستی، ایثار، یا تعظیم۔ برخلاف اِس کے، زندہ رہنے کیلئے اُنھیں ہونا چاہیے بے رحم، محبت بے زار اور خود غرض جتنا ممکن ہو سکے۔ اُن کو کمزور کو چل دینا چاہیے تا کہ خود بلوان ہو سکے اور، اگر ضرورت ہو، اپنی بقا کی خاطر دوسروں کو تباہ کر دینا چاہیے۔ اِسکے علاوہ، ایک ایسے ماحول میں جہاں ہر چیز اندھے اتفاق کا نتیجہ ہوتی ہے (جو بالکلیہ ایسا کچھ نہیں ہوتا ہے)، اِنسانوں کو کوئی ضرورت نہیں ہوتی ہے کہ وے موت سے خوف کھائیں، اور نہ اِس بات سے خوف کھائیں کہ بعد میں کیسا ہوگا یا بعد کی زندگی میں کیا ہوگا۔ قطعی مادہ کے تصور کے پیچھے پناہ لینا اور روک دینا کسی بھی معقولیت پسند طرز فکر کو، منطقی اظہارات کو جو یوم الحساب پر ہوتی ہیں، وے خیال کرتے ہیں کہ وے خود سے تمام ذمہ داریوں سے گلوخلاصی کرا لے سکتے ہیں۔

حقیقت میں، بہر حال، مادیت، بذات خود، 19ویں صدی کے ابتدائی سائنسی حالات کے تحت، تجویز کیا تھا، ایک مفروضہ جس کی تاریخ قدیم یونان سے شروع ہوتی ہے، اور اُس کے تمام دعوٰوں کا ماحصل توثیق نہ ہو سکا ہے۔

سائنس کے اکثر فیلڈس بشمول فلکیات، طبعیات کیمیاء، نیوکلیر فزکس، ذراتی فزکس اور حیاتیات —— نے ثابت کیا ہے کہ مادہ لازمان اور دائمی نہیں، اور یہ کہ کائنات کسی چیز سے تخلیق نہیں ہوئی تھی، اور یہ کہ مہین اور نازک توازنات جو قائم رکھتے ہیں کائنات کو، نہیں اُبھر سکے ہیں بطور اندھے اتفاقات کے نتیجہ میں، اور یہ کہ کچھ بھی بے قاعدہ طور پر پیدا نہیں ہوئی ہے، اور یہ کہ مابعد الطبعیاتی یا اِلٰہیاتی حقائق بلند اور آگے ہیں فزیکل علم سے۔ پھر بھی بجائے اِس کے اِن سائنٹفک حقائق پر غور کرتے اور حالات کا غیر مُتعصبانہ تجزیہ کرتے، مادہ پرست اور ڈارونسٹ لوگ وہی کھوکھلے تصورات کو اِنتہائی سطحی لحاظ سے بار بار دھراتے

رہے۔ مثال کے طور پر، ویسے جنٹکس اور آثار متحجرہ ٹھیک اِس کے خلاف ثبوت دیتے رہے تھے، پھر بھی وہ لوگ کہتے رہے من گھڑت کہانیاں، اِنسان کے مُبینہ بندر جیسے خصوصیات کے بارے میں۔ وے کھینچتے رہے از سرِ نو بناوٹوں کو، آدھے بندر۔ آدھی انسانی مخلوقات کے، بیان کرتے رہے کہ کیسے یہ تخیلاتی جاندار اپنے دن گذارتے رہے تھے، اور کبھی بھی ایک بار نہیں سوچا آیا یہ تخیلاتی جاندار سائنسی دریافتوں سے بالکل مختلف ہیں۔ اُن کا مقصد اُس جھوٹ کو قائم رکھنا تھا، یہ کہ اِنسان اور کچھ نہیں ہے سوائے ایک غیر ذمہ دار حیوان کے۔ لیکن اِنسان تمام ذمہ داریوں سے بری (آزاد) نہیں پیدا کئے گئے ہیں۔ وے ازمائشوں سے گذرتے ہیں اِس دُنیا میں، اور بُلا وے جائیں گے دینے حساب اُن تمام اعمال کے واسطے جو وہ کئے ہوتے ہیں اِس دُنیا میں۔ اِنسان ہوتے ہیں بندے تخلیق کئے جاتے ہیں اللہ سے اور رکھتے ہیں ذمہ داریاں اللہ کے ساتھ۔ واقعات ہوتے رہتے ہیں اطراف میں بندوں کے علی الحساب وقوع پذیر نہیں ہوتے۔ ہر چیز وہ دیکھتے ہیں اور سُنتے ہوتے ہیں جُز آزمائش کے جن سے وہ گذرتے ہیں۔ اُن کی اموات کے بعد، وہ سامنا کرتے ہیں بعد کی زندگی کی حقیقت کا اور ہوتے ہیں نا قابل لوٹنے پھر سے دُنیا میں اپنی غلطیوں کی اصطلاح کرنے۔ اور ہر چیز وہ کرتے ہیں ساری زندگی کے دورانِ آزمائش میں پیش کئے جاتے ہیں اُن کے آگے، اور وے پرکھے جائیں گے پورے انصاف کے ساتھ اور داخل ہوں گے آیا دائمی زندگی کی جنت میں یا دوزخ میں۔

اِنسانوں کو دینا ہوگا حساب اپنے کیے کا اللہ کو۔ بھر خلاف دوسرے جانداروں کے۔ وے پیدا کئے جاتے ہیں ساتھ قبضہ میں ایک روح کے۔ اِس چیز کو اللہ اِن آیات میں ظاہر کرتا ہے۔

آیات پیش ہیں:

''جس نے خوب بنائی جو چیز بھی بنائی، اور شروع کی اِنسان کی پیدائش ایک گارے سے، پھر بنائی اُس کی بیج کو نچڑے ہوئے بے قدر پانی سے، پھر اِس کو برابر کیا اور پھونکی اُس میں اپنی روح اور بنا دیئے تمہارے کان اور آنکھیں، اور دِل، تم بہت تھوڑا شکر

کرتے ہو۔" (سورہ، سجدہ، 7-9)

☆ ارتقاء کی بنیادی غیر یقینی صُورت حال کو نظر انداز کرنا

ایک اہم ٹکنک جو نظریہ اِرتقاء کے حامی استعمال کرتے ہیں، ہوتا ہے اُبھارنا جذبات کو (Demagoguery) کو، ایسے تفصیلات سے متعلق ہوتا ہے جیسے جانداروں کے سلوک مسلوک کے لحاظ سے۔ اور اِس طرح وہ لوگوں کی توجہ کو بنیادی مسائل سے ہٹا دیتے ہیں جن کا کہ اِرتقاء کے ماننے والوں کو یقینی طور پر حساب دینا ہوتا ہے۔

اِرتقاء پسند بناتے ہیں اُن کے اپنے سوالات جیسے......

"کیا Neanderthal Man بات کرنے کے قابل ہوا کرتا تھا؟" اور اِس قسم کے کئی ایک سوالات پر وقف کیئے جاتے تھے کئی ایک صفحات یا ساری کانفرنس میں اِن سوالات پر بحث مباحثہ ہوتے تھے۔ اِن کا مقصد اُن کے سُننے والوں کی توجہ کو ہٹانا ہوتا ہے باریکی میں جانے سے اور ساتھ ہی یہ لوگوں پر یہ تاثر چھوڑنا ہوتا تھا کہ Neanderthal Man پہلے ہی سے یہ جان لیا گیا ہو کہ اس Man کو موجودہ آدمی کے Ancestor کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ بچے کچے سوالات معمولی تفصیلات رکھتے ہیں، جیسے "آیا وہ Neanderthal Man بات کرسکتا تھا......وغیرہ۔

(چونکہ Neanderthal Man معدوم اِنسانی اصناف تھے جو موجودہ اِنسانوں سے بہت ہی کم فرق رکھتے تھے، لہٰذا اُن پر کوئی شُبہ نہیں ہوتا کہ وہ بھی بات کرنے کے قابل تھے)

اِرتقاء پسند خاموش ہو جاتے ہیں جب کبھی ایسا موقع آتا ہے کہ کوئی پوچھتا ہے کہ کیسے پہلا جاندار خلیہ ظاہر ہوا تھا۔ کوئی بھی اِرتقاء پسند کانفرنس میں ذکر نہیں کرتے کہ کیسے ایسے پیچیدہ ساختیں جیسے DNA یا آنکھ پہلی دفعہ وجود میں آئے تھے۔ کسی صورت میں بھی، یہ اُن کے لئے ناممکن ہوتا ہے بحث کرنا اِن معاملات پر، کیونکہ کوئی اِرتقائی منظر نامہ اِس پیچیدہ ساختوں کی بناوٹ کے بارے میں وضاحت نہیں کرسکتا، جس کا مشاہدہ اور Test

ہوسکتا ہو۔ اِس کا مطلب ہے کہ ہر بے بنیاد منظر نامہ آسانی سے معمل خانہ Laboratory میں ناکارہ ثابت کیا جاسکتا ہے۔ اِس بات سے بخوبی واقف ہونے پر، ارتقاء پسند یہ تاثر دیتے ہیں کہ یہ تمام مسائل پہلے سے ہی طے کر لئے جاتے ہیں مزید توثیق کی ضرورت لاحق نہیں ہوتی، وہ خیال کرتے ہیں کہ زیادہ توجہ دیں سیدھے سادے تفصیلات پر، جو بہت زیادہ موزوں ہوتے ہیں سبک دستی کے لئے، بطور بہت ہی متاثر کن نفسیاتی ٹکنک کے۔

Darwinists کا بنیادی مسائل نظر انداز کر دینا، ہوسکتا ہے کہ اثر انداز ہوا اُن لوگوں پر جو خاطر خواہ معلومات نفس مضمون پر نہیں رکھتے۔ تاہم آج کل، لوگ کافی حد تک واقف ہوتے ہیں نظریہ اِرتقاء کے ناکارہ پن سے اور دیکھ چکے ہیں نظریہ کی لاچارگی، پہلے خلیہ کی ابتداء سے متعلق وضاحت کرنے میں۔ نتیجتاً یہ سبک دستیاں بہت ہی کم اثر انداز ہوتی ہیں۔ لوگ اب نظریہ اِرتقاء سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ جو دعویٰ کرتی ہے ناقابل ہونے دینے ثبوت ہر بات کے لئے، پیش کریں ثبوت ہر موڑ پر۔ اُس ثبوت کے غیاب میں، وے شروع کرتے ہیں سمجھنا کہ کس حد تک یہ خطرناک فریب عمل پیرا ہے سماج میں۔

قادر مطلق اللہ، بے شک اِن تمام دام فریب کو دور کرتے ہیں، اور جیسا کہ کہا گیا ہے کافی کچھ ان آیات میں:

"......اور جان رکھو کہ اللہ سُست کر دے گا تدبیر کافروں کی۔"

(سورۃ الانفال، 18)

☆ Darwinists کی کوششیں پھیلانے اُن کے جادوئی سحر کو تعلیمی مرئی وسائل کے پروپگنڈے سے۔

Darwinists سائنسی شہادت کا ایک بھی جُز ایسا نہیں رکھتے جس کی مدد سے اپنے نظریات کو سہارا دے سکیں۔

من گھڑت طریقے جو، اِرتقاء پسندوں کے مطابق، لیتے ہیں لکھوکھا سال، چھوڑنا چاہیے تھا اپنے پیچھے، لاتعداد شابیے اور باقیات فاسل ریکارڈ میں۔ لیکن حقیقت میں، ایک

بھی فاسل ایسا نہیں ہے جو بتلاتا ہے کہ ایسا کوئی طریقہ شاید ہی کبھی ہوا ہو۔ یہ فاسلی شہادت کی محرومی اِس قدر جامع ہے کہ ڈارونسٹس درمیانی شکل کے فاسل کا ایک واحد نمونہ بھی نہیں رکھتے فاسل ریکارڈ میں، ویسے بے شمار فاسل کے باقیات صاف بتلاتے ہیں کہ تمام جاندار لکھوکھا سالوں سے رہے ہیں بغیر کسی تبدیلی کے، جب سے کہ وے تخلیق کیے گئے تھے۔ یہ شہادت کی محرومی سے اُبھارا ہے ڈارونسٹس کو دینے تاثر کہ تخیلاتی Fossils واقعتاً وجود رکھتے ہیں۔ چونکہ وے کوئی حقیقی ثبوت پیش نہیں کر سکتے، ڈارونسٹس بجائے اِس کے رُجوع ہوتے ہیں لوگوں کو دھوکہ دینے مرئی پروپگنڈے گمراہ کن تلقین سے ایک ایسی ہی ٹکنک اپنے میں رکھتی ہے ازسرنو بناوٹ (تعمیر) لفظ ازسرِ نو بناوٹ سے مراد دوبارہ تعمیر ایک ماڈل کی یا ایک شکل زندگی کی ڈرائنگ کے ذریعہ، چند ایک ہڈیوں کے ٹکڑوں کی بنیاد پر۔ اِس پورے طور پر ایک طرفہ طریقہ عمل کے دوران، مختلف ہڈیوں سے متعلق دریافتوں کی ترجمانی کی جاتی ہے ایک بالکلیہ توڑ مروڑ کے طریقہ عمل سے۔ مثلاً، ایک زندگی کی شکل کی ساری فیملی ازسرِ نو بنائی جاتی ہے، اور اُس کی سماجی زندگی پیش کی جاتی ہے ایک بڑی تفصیل میں۔ تاہم یہ تفصیل بناوٹ، بعض اوقات ہوسکتا ہے، کہ اِس کی بنیاد، کچھ زیادہ نہیں سوائے ایک واحد Molartooth یا بازو کی ہڈی ہوتی ہے۔ اِس سے جو بات اُبھرتی ہے وہ پورے طور پر کاریگر کے کاریگرانہ تخیل کے نتائج ہوتے ہیں، جو کوئی نیا ثبوت مطلق نہیں بناتے۔

تمام ''بندر۔آدمی'' جو پیش کئے جاتے ہیں ذرائع ابلاغ میں فی زمانہ رہے ہیں تمام کے تمام ازسرِ نو تعمیر شدہ۔

اِستعمال کرتے ہوئے ایک ہی طرز کے ہڈی کے ٹکڑے، مختلف کاریگر لوگ منظر عام پر آتے ہیں ساتھ میں مکمل طور پر مختلف زندگی کے اشکال کے، کیونکہ صرف ہڈی کے ٹکڑوں کو دیکھنے سے، وہاں پر کسی حال یہ بات صاف نہیں ہوتی ہے کہ ایک زندگی کی شکل کے ملائم بافتیں مِثل کِس کے ہوا کرتی تھیں۔

حقیقت میں، ہڈی کے ٹکڑے جو اِرتقاپسند حاصل کرتے تھے عموماً چہرے کی ہڈیوں سے ہٹ کر نہیں ہوتی تھیں، ایک حصہ فقروں کا یا حتّٰی کہ ایک واحد ہڈی اور بعض

وقت، ہوتا تھا حتّٰی کہ ایک واحد دانت ہی۔ Nebraska Man، اُس کی فیملی، اور اُس کی سماجی زندگی، تمام ازسرِ نو بنائے جاتے تھے، ٹھیک ایک دانت کی دریافت کی بنیاد پر۔ زیر بحث دانت کا نام دیا جاتا ہے 'Nebraska Man' کا، ویسے وہاں پر کوئی فاسل ثبوت ایسا نہیں تھا بتلانے کسی ایک کے زندگی کی شکل کے امتیازی خصوصیات کو۔ اِس کے فوری بعد، بہر حال، یہ یقین ہوگیا تھا کہ دانت زیر بحث واقعتاً ایک جنگلی سور کا تھا۔ یہ تصویر کشی ایک ایک تخیلی انسان جیسے کی، لے لی تھی اپنی جگہ ساتھ میں دوسرے تمام ارتقائی دھوکوں کے۔ یہ ہے ایک اہم مثال دھوکہ دہی کے ایک قسم کی جس سے ڈارونسٹس دوچار ہوئے تھے اُن کے ازسرِ نو تعمیرات، ڈرائنگس اور ماڈلس کے طریقہ ہائے عمل میں جو ارتقاء پسند کی ترجمانی کرتے تھے ٹھیک ویسا ہی جیسا کہ وے چاہتے تھے۔

یہ ازسرِ نو بناوٹیں، کوئی سائنسی اِستحکامت نہیں رکھتے اور یہ ثبوت کی صورت میں ارتقاء کے لئے یوگدان نہیں دیتے۔ وہ سب ہوتی ہیں خیالی باتیں جو سُنہرے خوابوں کی شکل میں دکھائی جاتی ہیں تا کہ لوگ یقین کریں کہ آدھے بندر، آدھے اِنسان جاندار کبھی رہتے تھے کسی زمانہ میں۔

اِس بات کی اہمیت نہیں کہ کس قدر ڈارونسٹس ازسرِ نو تعمیرات سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وے کوئی ثبوت نہیں رکھتے بتلانے ارتقاء کی معقولیت کو۔ بے معنی ازسرِ نو تعمیرات ہوسکتا ہے ایک دفعہ متاثر کئے ہوں پبلک کو، لیکن زیادہ تر لوگ اب سمجھتے ہیں کہ Ape-Men جن کو بتلایا گیا ہے اخباروں اور میگزینس میں محض من گھڑت کہانیوں کے سوا کچھ اور نہیں ہیں۔ اب لوگ رکھتے ہیں اِس موضوع پر قابل سمجھ معلومات، اور تمام جوابات اِرتقاء پسند کے دعوؤں سے انکار کرنے، رکھتے ہیں۔

وے جانتے ہیں کہ Ape-men زیر بحث کبھی بھی وجود نہیں رکھتے تھے۔ وے جان چکے ہیں کہ انسان، مثل تمام دوسرے جانداروں کے، کبھی بھی اِرتقاء سے نہیں گذرے تھے، اور یہ کہ خاکے جو وہ دیکھتے ہیں سائنسی لحاظ سے فالتو ہیں۔ وے اب دیکھ سکتے ہیں تمام دھوکہ دہی کے طریقوں کو جو اِرتقاء پسندوں نے استعمال کیے تھے، فضول۔

☆ ڈارونسٹس کوشش کرتے ہیں استعمال کرنے بندروں اور اِنسانوں کے درمیان پانے جانے والے بعض ایک جیسے خصوصیات کو

ایک دوسرا طریقہ جوڈارونسٹس کام میں لاتے ہیں، گمراہ کرنا ہوتا ہے پبلک کو، وہ ہوتا ہے استعمال کرنا بعض یکساں خصوصیات کو جو بندروں اور اِنسان کے درمیان پائے جاتے ہیں اور خاص طور پر ذہانتی حرکات جو بندر پیش کرتے ہیں۔ بندروں کے ذہانتی طرزِ عمل کے اظہار کی بنیاد پر، ڈارونسٹس آگے آتے ہیں آسان مفروضہ کے ساتھ کہ ''اگر انھیں ترقی دی جائے کس قدر اور، حجامت بنائی جائے اور اچھا کھلایا جائے، وے آسانی سے ہوسکتے ہیں اِنسان۔'' اُس قیاس کی بنیاد پر، وے تب شروع کرتے ہیں خواب دیکھنا بارے میں جھوٹی شہادتوں اور مناظر کے۔ حقیقت میں، بہر حال، وے جانتے ہیں بندروں اور اِنسانوں کے درمیان تشریح الاعضاء، (Amatomy) کے لحاظ سے وسیع اختلافات ہوتے ہیں پھر بھی سوچ لے جاتی ہے اُنھیں حقیقت سے بہت دور۔ جو کچھ کہ وہ چاہتے ہیں اُس پر وہ یقین رکھتے ہیں، بجائے اِس کے کہ سوچیں حقائق اور سائنسی دریافتوں کے بارے میں، وہ اُسی مطابقت میں دھوکہ دینے کے بارے میں طے کرتے ہیں۔

بندروں اور اِنسانوں کے درمیان پائے جانے والے یکساں خصوصیات کی طرف نشان دہی کرنا، اثر انداز ہوسکتا ہے ہر کسی پر جو بہت ہی کم معلومات، حیاتیات، جنٹکس اور تشریح الاعضاء سے متعلق رکھتے ہیں۔ ڈارونسٹس بندر کے شکل وصورت، چہرے مہرے، طور طریق اور اُن کے عام ظاہرا حالت کو لے کر، اِرتقائی من گھڑت کہانیاں پیش کرتے ہیں۔

اِنسان کے مُبینہ بندر جیسے Ancesters کا منظر نامہ پیش کرنا ہوتا ہے اہم ہتھیار ڈارونیزم کا، جو ناکام ہوجاتا ہے، خیال میں لانے سے جانداروں کی پیچیدہ ساختوں کو۔ اور وہ صرف آسان وضاحتیں پیش کرتے ہیں اپنے اِستدلالوں میں۔ لیکن اِنسانوں اور بندروں کے درمیان پائے جانے والے اختلافات اتنے گہرے ہوتے ہیں کہ وہ کسی صورت نظر انداز نہیں کیے جاسکتے۔ اِس کے علاوہ یہ بہت زیادہ اختلافات تشریح الاعضاء

اور جنٹکس کے لحاظ سے سیکھنے کی صلاحیت کی اصطلاح میں کتوں اور گھوڑوں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہوتے ہیں۔ چاہے کتنی ہی تربیت اِنھیں دی جائے اور کتنے ہی عرصہ تک کیوں نہ ہو، وہ پھر بھی اِنسانوں کے مشابہ نہیں کرسکتے ہیں۔ موزوں اور مناسب تربیت پر، وہ اشیاء کے رنگوں اور اشکال میں بھی تمیز کرسکتے ہیں اور ذہانتی ردعملوں کا بھی اِظہار کرسکتے ہیں، پھر بھی اِس قسم کی لاکھ تربیتیں اِنھیں اجازت نہیں دیتے کہ وہ ایک جو اپنی ذہانت کے لئے کافی مشہور رہے ہیں کبھی کے بدل گئے ہوتے ذی حِس اِنسان جیسی مخلوقات میں۔ بعد از تربیت طوطا بطور مثال مربعوں اور دائروں کے درمیان فرق کرسکتا ہے۔

سرخ اور اودے رنگوں کے درمیان فرق کرسکتا ہے۔ اور اشیاء کو ترتیب میں رکھ سکتا ہے، ہدایت کے مطابق۔

علاوہ ازیں، بندروں کے برخلاف، طوطے قابل ہوتے ہیں بات کرنے کے لئے آوازوں کی نقل کرکے۔

ایسا ہوتا ہوتو، وہاں ہوتا ہے بہت ہی کم امکان — ڈارونسٹس کے لئے کیے گئے غیر منطقی دعوؤں کے مطابق — طوطے بدلتے ہیں اِنسان جیسے جانداروں میں۔

اِس ناممکن مناظر نامہ کو سہارا دینے کی خاطر، سطحی سوچ کا نتیجہ، ڈارونسٹس کو پیش کرنا چاہیے بے شمار جھوٹ اور غلط ثبوت۔ تاہم معقولیت پسند لوگ حقائق کو دیکھنا چاہتے ہیں جو اُبھرتے ہیں تحقیق اور سائنسی جانچ پڑتال کے نتیجہ میں۔

سائنس جو کچھ بتلاتی ہے وہ یہ کہ انسان اپنے پیچیدہ خصوصیات کے اور صلاحیتوں کے ساتھ، تخلیق کئے گئے تھے کسی چیز کے بغیر ایک ہی لمحہ میں۔

قادر مطلق اللہ ذیل کے آیات میں اِس بات کی تصدیق کرتا ہے۔

''اور ہم نے بنایا آدمی کو چُنی ہوئی مٹی سے، پھر ہم نے رکھا اُس کو پانی کی بوند کر کے ایک جمے ہوئے ٹھکانہ میں، پھر بنایا اُس بوند سے لہو جما ہوا، پھر بنایا اُس جمے ہوئے لہو سے گوشت کی بوٹی پھر بنائیں اِس بوٹی سے ہڈیاں پھر پہنایا اِن ہڈیوں پر گوشت، پھر اُٹھا کھڑا کیا اس کو ایک نئی صورت میں، سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔''

(سورۃ المومنون، 14-12)

☆ کیوں اِرتقاء رکھتا ہے اِتنے سارے حامی

ڈاروِنسٹس کا سب سے زیادہ مشہور لوگوں کو دھوکہ دینے کا طریقہ، جو شائد اُن کے بڑی بڑی غلطیوں میں سے ایک ہو، یہ دعویٰ میں تائید میں رکھتا ہے اکثریت ۔ ڈاروِنسٹس دلالت کرتے ہیں کہ اُن کا نظریہ سچا ہے اِس بات پر قائم رہتے ہوئے کہ ایک بڑی اکثریت سائنس دانوں کی۔اور سماج بحیثیت مجموعی — تائید کرتے ہیں نظریہ اِرتقاء کی۔

Arda Denkel، فلسفہ کا پروفیسر اور اِرتقاء پسند سائنس داں جس کا اِستنبول کے Bogazici یونیورسٹی سے تعلق ہے، قائم کرتا ہے غلط تلقین کی بے بنیاد غلط سلط منطقیت کو، بیان کرتے ہوئے کہ ''کیوں کہ کثرت سے لوگوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے، اِس لئے نظریہ اِرتقا صحیح ہونا چاہیے۔''

کیا یہ حقیقت کہ اہم افراد اور اِداروں کی ایک بڑی تعداد اِرتقاء کی تائید میں ہوتی ہے، ثابت کرتی ہے نظریہ ارتقاء کے تصور کو ہوتے ہوئے سچ کے؟ یا کیا اِس تصور کی تصدیق عدلیہ سے ہو پائے گی۔؟

اِرتقاء کے تصور کی تائید، ترکی کے تمام معتبر سائنس دانوں سے، TUBA کے صدور سے اور TUBITAK (سرکاری سائنسی اِداروں) سے یونیورسٹی ریکٹرس اور ڈینس سے ہوتی ہے۔

تائید اِن باعزت شخصیتوں سے ہونا بے شک ایک بڑی بات ہے۔لیکن کیا اِس تصور کو قبول کیا گیا ہے صاحب عزت اور طاقتور شخصیتوں سے جو کسی کی سچائی کی تصدیق کرنے میں مستند سمجھے جاتے ہیں؟

میں یہاں ایک تاریخی واقعہ کو یاد دلانا پسند کروں گا۔

کیا گلیلو نے صاف طور سے سچائی کی مدافعت نہیں کی تھی خلاف میں تمام زعمائے وقت، وکلا اور، خاص طور سے، اُس کے زمانے کے سائنس دانوں کے؟ کیا دیگر مقدمات تحقیقی عدالتوں میں اِس قسم کے مناظر دیکھنے میں نہیں آتے؟

تائید صاحب عزت اور اعلیٰ مرتبت لوگوں کی، ایسی بات نہیں ہے کہ سچائی کو اُجاگر کرتی ہو، اور بلاواسطہ سائنسی سچائی سے تعلق نہیں رکھتی ہے۔

یہ حقیقت کہ ڈاروِینیزم ایک دفعہ تسلیم کیا گیا تھا اسے اہم شخصیتوں کی اکثریت سے، جو کچھ کہ اُن سے کہا گیا ہوتا تھا اُس کا تجزیہ کئے بغیر اور سوال اُٹھائے بغیر اِرتقاء کی سطحی تفصیل، جو اُنھیں پیش کی جاتی تھی تفصیل میں اِس بات کی کہ، ''جو کوئی اِرتقاء میں یقین نہیں رکھتا وہ سائنسی ذہن نہیں رکھتا ہے۔''

کیوں ایک کثیر تعداد لوگوں کی ایک نظریہ پر یقین رکھتی ہے — یا ایسا کرتے ہوئے دکھائی دیتی ہے — اِس بات کا اِس کی سائنسی معقولیت سے کوئی لینا دینا نہیں ہوتا ہے۔اگر چہ کہ نظریہ ارتقاء جانا جاتا ہے لیکن نہیں رکھتا ہے کوئی بھی سائنسی معقولیت، اب بھی رکھتا ہے اُس کے بہت سے حامی، جو بالکلیہ نظریاتی توجیہات رکھتے ہیں۔آج کل، نظریہ اِرتقاء ساری سائنسی دُنیا سے قبولا نہیں گیا ہے۔صرف چند ایک قدامت پسند سائنس داں اِرتقاء کی تائید کرتے ہیں، نہ کہ پوری سائنس کمیونٹی۔لوگ جو حیاتیات کا مطالعہ ایک مقصدی پس منظر کے لحاظ سے کرتے ہیں، یقینی طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ بے شمار سائنس داں نظریہ اِرتقاء کو رد کرتے آئے ہیں، خاص طور سے، گذشتہ 20 تا 30 سالوں سے۔

کئی ایک اکیڈیمکس اور سائنس دانوں نے فی زمانہ، نظریہ کو ختم ہوتے ہوئے دیکھا ہے، سائنسی تحقیقی اور ترقیات کو تسلیم کرتے ہیں۔

علاوہ اِس کے، اکثریت کا ساتھ دنیا ہمیشہ ویسے نہیں ہوتا جیسے ساتھ دینا سچائی کا۔ ٹھیک جیسے ارتقاء پسندوں کے، کئی ایک غلطی کا شکار ہوئے ہیں محض اکثریت کی بدولت۔ بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ اکثریت کی نمائندگی کرتے ہیں تا کہ انکار کریں اللہ کی زبردست تخلیق کا۔

یہ استدلال کرتے ہوئے کہ اکثریت اللہ پر یقین نہیں رکھتی، وے کوشش کرتے ہیں اپنے آپ کو حق بجانب قرار دے سکیں اور ساتھ ہی نظریات کو جن کی وہ تائید کرتے ہیں۔

قرآن میں، اللہ نے ایمان والوں کو وارننگ دی ہے خلاف میں اِس قسم کے لوگوں

سے اور بیان کیا ہے کہ اکثریت کے ساتھ جانا، لے جا سکتا ہے خطرناک خسارے کی طرف۔

''اور اگر تو کہنا مانے گا اکثر اِن لوگوں کا جو دُنیا میں ہیں تو تجھ کو بہکا دیں گے اللہ کی راہ سے، وہ سب تو چلتے ہیں اپنے خیال پر اور سب ہی اٹکل دوڑاتے ہیں۔''

(سورہ انعام، 116)

☆ ڈارونسٹس کی ذہنی اذیت واقعتاً تخلیق کی حقیقت کو اوراجاگر کرتی ہے

ڈارونسٹس لکھو کھا حقیقی فاسلس کی موجودگی میں تخلیق سے متعلق حقائق کے بے شمار مثالوں کی اہمیت کو بخوبی سمجھ چکے ہیں۔ وہ جان چکے ہیں کہ نظریہ ارتقاء ایک جھوٹ ہے۔ اور یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہیں کہ اکثر دوسرے سائنس داں بھی اِس بات کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ گذشتہ 160 سالوں سے گمراہ رہنے پر وہ صدمہ سے دوچار ہوئے ہیں، اور اب انھوں نے اپنے گذشتہ نااُمیدی سے بھرے چالوں کا پھر سے آغاز کر دیا ہے۔ وہ ایسے حقائق سے گھر گئے ہیں جن کے بارے میں پچھلے کئی سالوں میں کبھی خیال نہ کیا تھا۔ اب سائنسی شہادتوں پر تاثر کے اظہار کے لئے اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں۔ وے اب اپنے آپ کو بے حد کمزور محسوس کرتے ہیں جبکہ پہلے 1980 کے دہے میں، وہ اپنے آپ پر یقین رکھتے تھے۔ اب اپنی بات پر اڑے رہنے کی وجہ سے، بجائے سچی شہادتوں کے کھوکھلی شہادتیں پیش کرتے ہیں۔ دغا بازی اور کھوکھلی بنیادوں پر دوسروں کو دھوکہ دے کر کسی بھی مقصد کی تکمیل نہیں کر پاتے ہیں۔ تخلیق کی حقیقت ایسا کرنے سے اور زیادہ صاف طور سے اُجاگر ہو جاتی ہے اور اُن کی یہ جھوٹی شہادتیں صرف تخلیق کی حقیقت اور سائنس کے لئے فضاء کو اور زیادہ سازگار کرتی ہیں۔

تمام جو کچھ کہ ڈارونسٹس رکھ چھوڑتے ہیں خلاف میں تخلیق کی حقیقت کے، وہ ہوتے ہیں بچکانی من گھڑت کہانیاں، کھوکھلے دعوے اور غیر منطقی جھوٹے ثبوت۔

ڈارونسٹس اِس موقف سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں رکھتے۔ آیا وہ رہیں خاموش یا کھڑا کریں خواہ مخواہ کے ہنگامے، آخر میں انجام پھر بھی وہی ہوگا جو ہونا چاہیے۔ نظریہ اِرتقاء کی پیدا کردہ خرابی اور فساد کا ماحول، اللہ کے حُکم سے لایا جائے گا ایک اختتام کو ایمان

والوں کی کوششوں سے۔

ڈارونیزم اب اپنے اِختتام کو پہنچ چکا ہے۔ ڈارونسٹس اور مادہ پرست لوگ اب پورے طور پر اپنی ساکھ کھو چکے ہیں، کسی حال اب اپنا بے معنی تکبر اور ہٹ دھرمی ترک کر دینا چاہیے اور اپنے آپ کو چھڑا لینا چاہیے اِس 160 سالہ اِرتقائی سحر سے۔

وہاں ہے صرف ایک سچائی، کہ قادر مطلق اللہ نے تخلیق کی ہے سارے اشیاء کی جاندار اور بے جاں کی۔

☆ زمینی کھدائیاں مہیا کرتی ہیں دفعتاً تخلیق کے ثبوت، جن میں کوئی بھی ثبوت نظریہ اِرتقاء کے لئے نہیں ہے

یہ انتہائی اہمیت کی بات ہے کہ ڈارونسٹس کو غور کرنا چاہیے کہ اگر اِرتقاء حقیقت میں واقع ہوا ہوتا تو زمین پر اِس کا مطلب ہوتا کہ اللہ نے پیدا کیا ہوتا تھا جانداروں کو اِرتقائی طریقہ سے ––– اور یہ حقیقت نے جیت لیا ہوتا تھا اُس کے حامیوں کو اُن تمام کتابوں میں تائید کرتے ہوئے تخلیق کی حقیقت کو۔

اِس کے علاوہ، کیا قادر مطلق اللہ نے بنایا ہوتا اِرتقاء کو ذمہ دار جانداروں کی تخلیق کے لئے، تب بے شک زمین بھری ہوتی اِس کے بے شمار ثبوتوں سے۔

اللہ بناتا ہے ایک واحد Sperm اور Egg کو قابل، پیدا کرنے ایک اِنسان کو، مثال کے طور پر، اور بناتا ہے اِنسانی جسم کو، کرتے ہوئے تقسیم ایک خلیہ کی دو میں، تب چار میں، تب 8 میں اور اِس طرح ...... کیا اللہ ایسی خواہش کرتا ہوتا، تو وہ پیدا کرسکتا ہوتا ایک اِسی قسم کا نظام جانداروں کے اِرتقاء کے لئے، اور اِس کے شواہد ہوتے صاف دیکھنے کے لئے۔

اللہ نے ایک بچہ کا نمو تخلیق کیا ہے ایک ایسے طریقہ سے جیسا کہ وہ ہوتا ہے پورا 9 ماہ میں۔ کیا وہ ایسا چاہا تھا، وہ اِس جیسے تیز رفتار نمو کا اطلاق تمام جاندار اصناف پر بھی کرسکتا تھا، اور جاندار تخلیق کئے جاسکتے تھے اِس طرح سے کہ اُن کے نمو پورے ہو سکتے تھے، کہو اگر، 90 کروڑ سالوں میں۔

کیا وہاں ہوتا تھا ایسا کوئی ثبوت زمین پر، تو بے شک تخلیق کی حقیقت کا ساتھ دینے والے ہوتے، پیش کرتے ہوتے شہادت، اور اللہ اپنے علم وبصیرت سے استعمال کیا ہوتا اِرتقاء کو تخلیق کرنے بے شمار جانداروں کو زمین پر۔

تاہم ایسی صُورت حال نہیں ہے۔ نظریہ اِرتقاء کافی الوقت کسی بھی شہادت پر ٹکاؤ نہیں ہے، اور حتّٰی کہ بہت ہی مغالطہ آمیز دعوٰے قابل نہیں ہوتے کہ اِسے برقرار رکھ سکیں۔

ہر چیز جو بیان کی گئی ہے جانداروں کے اِرتقاء کے بارے میں، اور ہر دعوٰی جو کیا جاتا ہے، محض ہوتا ہے ایک دوسرا جُز ایک سب سے بڑے جھوٹ کا۔

☆ اختتام (CONCLUSION)

ڈاروینیزم بنا ہوتا ہے ایک غلطی سے جو دوسرے غلطی کے ٹاپ پر بنی ہوتی ہے، تاہم یہ نظریہ اب پورے طور پر ختم ہو چکا ہے۔ ویسے یہ نظریہ سابق میں آہستہ آہستہ کھینچتا گیا ہے نظریات کی تائید کرنے والوں کو اپنی طرف۔ ڈارونسٹ کا فریب وقت کے ساتھ زیادہ عرصہ تک پوشیدہ نہ رہ سکا تھا، ٹھیک جیسے کوئی اور دوسرے جھوٹ اور جھانسے پوشیدہ نہ رہے تھے۔ ہماری یہ 21ویں صدی میں، نظریہ اِرتقاء کے فریب کو ہر کسی نے دیکھ لیا ہے۔ اِرتقاء پسندوں نے بناتے رہے ہیں ہر قسم کے دعوٰے ڈاروِن کے دور سے، اور زمانہ بھی اُن سے توقع رکھتا تھا کہ وہ اُن کے دعوٰؤں کی تائید میں ثبوتیں پیش کریں گے۔ لیکن شہادت کا ایک ٹکڑا ابھی ایسا نہیں رہا ہے جو سچائی کی کسوٹی پر پورا اُتر سکے۔ کوئی بھی شہادت ہنوز نہیں اُبھر سکی ہے، ایک عرصہ سے آج تک ڈارونسٹس کی جانب سے کہا جاتا رہا ہے کہ محض درمیانی شکل کا ایک فاسل بطور ثبوت کے نظریہ اِرتقاء کے لئے پیش کیا جائے گا۔ تاہم ایسا کبھی نہ ہو سکا اور نہ کبھی ہو سکے گا۔ کیونکہ وہاں Fossil Record میں یہ درمیانی شکل کا فاسل نہ پہلے کبھی تھا اور نہ کبھی رہے گا——

جو اِرتقاء کا ثبوت دے سکے۔ ڈاروِن نے بذاتِ خود مایوسی کا اِظہار کیا تھا جبکہ وہ خود تعجب میں تھا کہ کیوں، اگر اصناف ابتدائے آفرینش سے تدریجاً چلے آئے تھے، وہاں

کوئی نشان نہ تھا بے شمار درمیانی اشکال کا؟

اُس کے اِس سوال کا اِطلاق ہوتا ہے ٹھیک اُتنا ہی موجودہ دور کے اِرتقاء پسند طبقہ پر۔

قادرِ مطلق اللہ نے اظہار کیا ہے قرآن میں کہ منکرین قابل نہیں ہوں گے پیش کرنے اللہ رب العزت کے خلاف ثبوتوں کو۔

آیات پیش ہیں:

’’تو کہہ بھلا دیکھو تو جن کو تم پُکارتے ہو اللہ کے سوائے، دکھلاؤ تو مجھ کو اُنھوں نے کیا بنایا ہے زمین میں یا اُن کا کچھ ساجھا ہے اسمانوں میں، لاؤ میرے پاس کوئی کتاب اِس سے پہلے کی یا کوئی علم جو چلا آتا ہو، اگر ہو تم سچے۔‘‘ (سورہ احقاف، 4)

جیسا کہ یہ آیات بتلاتے ہیں، ڈارونسٹس علم کا ایک ذرہ بھی ایسا نہیں رکھتے جن پر اپنے نظریات کو ٹکا سکیں۔ کیونکہ دعوٰی جو وہ کرتے ہیں کھوکھلا ہوتا ہے، ایک بہت ہی سطحی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ اُن کا لغو، غیر منطقی فارمولہ ہوتا ہے:

مٹی + وقت + اتفاقات = زندگی

Darwinists خیال کرتے ہیں کہ جہاں تک اِس فارمولہ کا اطلاق ہوتا ہے، یہ آسان ہوتا ہے سیاروں کا اُبھرنا، ساتھ سورج کے، لامحدود کائنات کے، حیوانات، نباتات جو شعاعی ترکیب کا باعث ہوتے ہیں، پہاڑ، سمندر، کرہ ہوائی، چھوٹے جاندار، پتنگے، وھیل ...... پروفیسرس، سرجنس، حیاتیاتی ماہرین، ٹکنالوجیز، بلند عمارتیں، ہوائی جہاز، سٹلائٹس، راکٹ...... اِنسان جو راکٹ کی پیدائش میں ریاضی کا استعمال کرتے ہیں، جو پیار محسوس کرتے ہیں اور خود سپردگی رکھتے ہیں، شہرِ اِستنبول، لندن، دہلی، نیویارک حیدرآباد وغیرہ اور تہذیب جو اِن شہروں میں ہوتی ہے۔

یہ کافی ہوتا ہے ہونا وہاں ایک قلیل کیمیکل، ناخوشگوار گیلے پن کے ساتھ اطراف میں، اتفاقات کے لئے، علی الحساب اور بے قاعدہ واقعات ہونے اور مناسب وقت کے گذرنے کے لئے۔

منطقی کمزوری اِس اعتقاد کی ظاہر ہوتی ہے — اُن کے ہاں اِس بات کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی کہ کس قدر اِنکارِ اعتقاد، سائنسی لفاظیت سے آراستہ ہوگا، اور نہ اِس بات کی پرواہ کہ وہ کس قدر وہ کیمیائی فارمولوں سے بھرا پڑا ہے۔ حتّٰی کہ کوئی بھی جو سِرے سے ہی علم سے نابلد ہو، قابل نہ ہو پڑھنے یا لکھنے سے یا ایک بچہ بھی جو ابھی اِسکول کی عمر تک بھی نہ پہنچا ہو، پاتا ہے اِس دعویٰ کو بالکل مہمل سا، بیکار سا۔ پھر بھی ڈارونسٹس یہ سب جانتے ہوئے بھی اِنکا طرزِ عمل ٹھیک سے وہی کچھ ہے جو تمام اِن کے ذرائع ایسا یقین ہنوز دلاتے ہیں جیسا کہ وے چاہتے رہے ہیں 160 سالوں سے۔

طریقہ جس کے ذریعہ ڈارونسٹس تخلیق کی حقیقت کی مزاحمت کر رہے ہوتے ہیں، وہ ابھرتا رہتا ہے اور ابھی اُن کے خوف سے کہ اُن کی دھوکہ دہی ایک نہ ایک دن بے نقاب ہو جائے گی دُنیا کے سامنے۔ اللہ جو ساری تعریفوں کا مستحق ہے اور مالک ہے کون و مکان کا، عالیشان ہے، شاندار ہے، عمدہ ترین القابات کا حامل ہے، اور قادرِ مطلق ہے ساری کائنات اور ہر چیز جو اُس میں ہے ایک ہی واحد لمحہ میں پیدا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

اِس بات کو یقین کرنے میں، اُن کی ناراضگی مسلط کرتی ہے اُن پر ایک منطقی تباہی، اور اُن کا تکبر اللہ کے سامنے اور اُن کے شبہات اللہ کے قدرت کاملہ کے بارے میں، ارتقاپسندوں کو لے ڈوبیں گے، ایک دن۔ ایک آیت میں اللہ اِس چیز کا اظہار کرتا ہے:

کیا ہم پہلی بار کے پیدا کرنے میں تھک گئے، بلکہ یہ لوگ ازسرِ نو پیدا کرنے کی طرف سے (محض بے دلیل) شبہ میں ہیں۔ (سورہ ق، 15)

ایک فیصلہ کُن سائنسی شہادت کی صُورت میں، ڈاروینیزم کا خاتمہ ہو جاتا ہے، بہترین چیز جو کرنی ہوتی ہے، وہ ہوتی ہے جو کچھ کہ حالیہ دنوں میں اکثریت نے کیا ہے— قبولنا اِس بات کو کہ ڈاروینیزم محض ایک دھوکہ کے سوا کچھ نہیں بہت ہی کم لوگ اِس اہم سچائی سے بغیر متاثر ہوئے رہ سکتے ہیں، اور نہیں رکھتے شکوک وشبہات ڈاروینیزم کے دعوٰؤں کے ناکارا پن کے بارے میں تسلیم کرنے کے، جو ایک عرصہ سے عوام پر اپنا اثر بنائے ہوئے تھا۔ 1980 کے اوائل میں، مثال کے طور پر 30 تا 40% ترکی کے لوگ اِرتقاء پر یقین نہیں

رکھتے تھے۔ تاہم ایک بین الاقوامی رائے شماری 2006 میں کی گئی تھی جو ظاہر کرتی تھی کہ 75% ترکی کی آبادی کا حصّہ اب مزید، یقین نہیں کر پاتا ہے، ڈاروینیزم پر۔

ترکی کے معاشی، سماجی، تعلیمی فاونڈیشن ادارہ کی طرف سے ایک اور رائے شماری کے مطابق ترکی کی آبادی کا 87.4% حصہ کا ایقان ہے کہ اللہ نے سب کو پیدا کیا ہے۔ صرف اِس کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ وے بدستور جاری رکھنا چاہیں گے اِس بات کو ہمیشہ کے لئے۔

یہ بے شک اِنتہائی غیر منطقی ہوگا ہر ایک کے لئے جو استعمال کرتا ہے اپنی سوچ کو سوچنے کو غلطی کو جاری رکھنا پوری معلومات کے ساتھ، گویا کہ وے دھوکہ کھا رہے ہوتے ہیں سراسر۔

محض چند ایک حقائق پر غور کریں جو ہمارے اطراف میں ہوتے ہیں تو یہ سوچ و چار قابل بناتا ہے لوگوں کو سمجھنے کہ ڈاروینیزم کوئی معقولیت اور سائنسی وضاحت نہیں رکھتا ہے بارے میں زندگی کی ابتدا کے لئے۔

ہر سوچنے والا فرد دیکھتا ہے مطلق اور نا قابل تردید وجود اللہ کا، مالک اور مطلق العنان فرمانروا ہم سب کا۔

یہ اللہ کی طرف سے ایک انعام ہے اور، اُن کے لئے جو اِس بات کو سمجھنے کے قابل ہیں، جو نمائندگی کرتے ہیں نجات کی اِس دُنیا میں اور آنے والی دُنیا میں۔

☆ نظریہ اِرتقاء ایک دھوکہ

ڈاروینیزم، باالفاظ دیگر نظریہ اِرتقاء اِس مقصد کے تحت پیش کیا گیا تھا کہ تخلیق کی حقیقت سے انکار کرے، جو ایک غیر سائنسی مغالطہ کے سوا کچھ اور نہیں تھا۔ یہ نظریہ، جو دعویٰ کرتا ہے کہ زندگی اُبھری تھی اتفاق سے بے جان اشیاء سے، ناکارہ ثابت ہوا تھا سائنسی شہادت اور زبردست توجیہات کے ساتھ۔ کائنات اور جانداروں میں واضح ڈزائن کے، ساتھ ساتھ 30 کروڑ Fossils کی دریافت پر یہ بات اور روشن کی طرح صاف ہو چکی ہے کہ نظریہ اِرتقاء فرسودہ مفروضہ کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔

امریکی ماہرین نے اِس چیز کی وضاحت کچھ اِس طرح کرتے ہیں، دہریت، فلسفوں پر اُبھرے تھے، بنائے گئے تھے مفروضات پر، غلط تاویلات پر کہ کائنات لامحدود ہے اِس کی ابتداء ہے نہ انتہا وغیرہ۔ انفرادیت لائی ہے ہمیں بالمقابل علت ومعلول کے، کائنات کے اور وہ تمام راز کے جو اِس میں نظریہ اِرتقاء کو زندہ رکھا جاسکے۔ یہ پوری طور پر قائم ہے توڑ مروڑ کر پبلک کے سامنے مختلف انداز میں، لائے جارہے ہیں۔ پھر بھی یہ پروپگنڈہ سچائی کو چھپا نہ سکا ہے اِس قسم کا اِظہار بار بار سائنسی دُنیا میں پچھلے 20 تا30 سال سے ہوتا رہا ہے۔ تحقیقاتی سلسلہ 1980 کے بعد سے خصوصاً ہوتا آیا ہے نتائج کھلے طور پر اِس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ڈاروینیزم اور نظریہ اِرتقاء پورے طور پر بے بنیاد اور ناکارہ ہیں۔ بالخصوص امریکہ میں کئی سائنس داں جن کا تعلق مختلف فیلڈس سے ہے، جیسے حیاتیات، بائیوکیمسٹری، پالیاٹالوجی وغیرہ سے ہے، ڈاروینیزم کے ناکارہ پن کو تسلیم کرتے ہیں اور تخلیق کی حقیقت کو زندگی کی ابتداء کا سبب قرار دیتے ہیں۔ آج زندگی میں غیر معمولی ڈزائن نے 20ویں صدی کے ختم تک نظریہ اِرتقاء کو ناکارہ بنادیا ہے۔ ہم لے کے چلیں ہیں اِس موضوع کو کافی تفصیل کے ساتھ بعض ہمارے دوسرے مطالعہ جات میں بھی اور جاری رکھیں گے آگے بھی۔ بہرحال، ہم خیال کرتے ہیں کہ اِس کی اہمیت کا لحاظ کرتے ہوئے یہ مناسب ہوگا کہ یہاں پر بھی نظریہ اِرتقاء پر ایک خلاصہ پیش کریں۔

☆ سائنسی طور پر ڈاروینیزم کا خاتمہ:

اگرچہ کہ Pagan اُصول چلتا رہا تھا عہد قدیم سے یونان سے، نظریہ اِرتقا غیر معمولی طور پر آگے بڑھتا رہا تھا 19ویں صدی میں۔ بہت ہی اہم پیش رفت جو بنادی تھی اِس نظریہ کو سرفہرست موضوع سائنسی دُنیا کا، وہ تھی چارلس ڈاروِن کی کتاب بہ عنوان The Origin Of Species، شائع ہوئی تھی 1859ء میں۔ اِس کتاب میں ڈارون نے انکار کیا تھا کہ مختلف جاندار اصناف (Species) زمین پر جداگانہ طور پر تخلیق کئے گئے تھے۔

ڈارون کے مطابق تمام جاندار رکھتے تھے ایک مشترکہ جدِّ اعلیٰ اور وے بدلتے

گئے وقت کے ساتھ ساتھ چھوٹی چھوٹی تبدیلیوں کے لحاظ سے۔ ڈارون کا نظریہ کوئی ٹھوس سائنسی بنیاد پر قائم نہ تھا۔ جیسا کہ وہ خود بھی، آگے چل کر، اقبال کرتا ہے اِس بات کو کہ وہ اُس کا ایک محض مفروضہ تھا۔ اِس کے علاوہ، جیسا کہ ڈاروِن اعتراف کرتا ہے اپنی کتاب میں، 'Difficulties of Theory' کے ایک طویل Chapter (باب) میں کہ نظریہ ناکام ہو رہا تھا کئی ایک اہم ترین سوالات کے سامنے۔

ڈاروِن نے اپنی ساری اُمیدیں لگادی تھیں سائنسی دریافتوں میں، جن سے وہ توقع رکھتا تھا کہ وہ حل کرلے گا نظریہ کی ساری مشکلات کو۔

بہرحال، اِس کے توقعات کے برخلاف، سائنسی دریافتیں اِس کے مشکلات کے ابعاد کو مزید وسیع تر بنادی تھیں۔

ڈاروِن کی شکست کا جائزہ، سائنس کی روشنی میں تین بنیادی سرخیوں کے تحت، لیا جاسکتا ہے:

1) ڈاروینیزم کسی طرح سے بھی وضاحت نہ کرسکا تھا کہ کیسے زندگی کی ابتداء زمین پر ہوئی تھی؟

2) وہاں پر ایسی کوئی سائنسی دریافت نہیں ہوئی تھی جو بتلاسکے کہ اِرتقائی میکانیزمس جو نظریہ اِرتقاء سے تجویز کئے گئے ہیں، رکھتے ہیں طاقت جو اُبھرتی ہے خود سے مطلق طور پر۔

3) Fossil Records، نظر اِرتقاء کے بیانات کے بالکل خلاف شہادت دیتے ہیں۔ اِس سکشن میں، ہم جائزہ لیں گے اِن تین بنیادی نقاط کا، عام سرخیوں اور ذیلی سرخیوں کے ساتھ۔

☆ (1) پہلا ناقابل رسائی قدم: زندگی کی ابتداء

نظریہ اِرتقاء پیش کرتا ہے کہ تمام جاندار اصناف (Species) ایک واحد خلیہ سے نکلے ہیں، اور یہ خلیہ اُبھرا تھا ابتدائی زمین پر 3 ارب 80 کروڑ سال پہلے۔ کیسے ایک

واحد خلیہ پیدا کرسکتا ہے لکھوکھا پیچیدہ زندہ اصناف کو اور، اگر ایسا ایک ارتقاء حقیقت میں واقع ہوا تھا، تو پھر کیوں اِن کے شائبات مشاہدہ میں نہیں آسکے ہیں۔ Fossil Records میں، ہوتے ہیں بعض ایسے سوالات جن کے جوابات نظریہ ارتقاء نہیں دے سکا ہے۔ یہ پہلا اور سب سے اولین حصہ ہے پہلے قدم کا، اِرتقائی طریقہ عمل کے دعویٰ کا جس کی تنقیح ہونا باقی ہے، وہ یہ کہ کس طرح سے یہ پہلا خلیہ وجود میں آیا تھا؟

چونکہ نظریہ ارتقاء تخلیق سے انکار کرتا ہے اور وہ اِس بات پر قائم رہتا ہے کہ پہلا خلیہ وجود میں آیا تھا اتفاق سے، فطرت کے قوانین کے دائرہ عمل میں بغیر کسی منصوبہ کے، یا ترتیب کے۔ نظریہ کے مطابق بے جان مادہ پیدا کیا ہوگا ایک جاندار خلیہ کو اتفاقات کے نتیجہ میں۔

یہ، بہر حال، ایک دعویٰ ہے جو بالکلیہ مطابقت نہیں رکھتا ہے حتّٰی کہ ناقابل شکست حیاتیاتی اُصولوں سے۔

☆ زندگی پیدا ہوتی ہے زندگی سے

اپنی کتابوں میں ڈاروِن نے کبھی بھی زندگی کی ابتداء کا حوالہ نہیں دیا ہے۔ اُس کے زمانہ میں سائنس کی ابتدائی سمجھ کا دارومدار اِس مفروضہ پر تھا کہ جاندار رکھتے ہیں بہت ہی سادہ ساخت اپنے میں۔

ازمنہ وسطیٰ سے ''دفعتاً پیدائش'' کا نظریہ زور دیتا رہا ہے کہ بے جان مادوں کے باہم قریب آنے سے جاندار اجسام بنے تھے۔ ایسا مان لیا گیا تھا۔ یہ عام طور پر یقین کیا جاتا تھا کہ حشرات الارض (Insects) وجود میں آتے تھے بچے کچے غذاؤں کے اجزاء سے، اور چوہے گیہوں سے ہوا کرتے تھے۔ اِس خیال کو ثابت کرنے کے لئے دلچسپ تجربات کئے گئے تھے۔ کچھ گیہوں کے دانے گندے کپڑے کے ٹکڑے پر رکھے گئے تھے، اور یہ خیال کیا گیا تھا کہ اِس طرح کے عمل سے چوہے گیہوں سے کچھ دیر بعد وجود میں آتے ہیں۔ اِسی طرح ملائم Larva یا حشرات الارض نمو پاتے ہیں سڑے گلے گوشت پر، بلکہ وہ کیڑے

ظاہر نہیں ہوتے تھے یکایک سڑے گلے گوشت پر، بلکہ وہ کیڑے، مکھیوں کے ذریعہ Larva کی شکل میں لائے گئے تھے۔ یہ Larva، مکھیوں سے لائے جانے کے وقت، خالی آنکھ سے نہیں دکھائی دیتے تھے۔ حتّٰی کہ جب ڈاروِن نے اپنی کتاب، 'The Origin of Species' لکھی تھی، یہ اِیقان تھا کہ جراثیم وجود میں آتے تھے بے جان مادوں سے، اور یہ خیال اُس وقت عام طور سے قابل قبول تھا ہر ایک کے لئے، اور سائنسی دنیا میں بھی یہی کچھ سمجھا جاتا تھا۔ بہر کیف! ڈاروِن کی کتاب کی اشاعت کے 5 سال بعد، لوئی پاسچر نامی سائنس داں نے طویل مطالعہ اور تجربات کے بعد اپنے نتائج کا اعلان کیا تھا جو Sponteneous Generation کی تردید کرتے تھے، یہ دفعتاً پیدائش، کا تصور کبھی اہم حصہ ہوتا تھا نظریہ ارتقاء کا جو پاسچر کے ہاتھوں مُسترد ہوگیا تھا۔ 1864ء میں Sorbann پر دیئے گئے اپنے فاتحانہ لکچر میں پاسچر نے کہا تھا کہ "Sponteneous Generation کا اُصول اِس سادے سے تجربہ کے مہلک ضرب سے کبھی نہ اُبھر سکے گا۔'' ایک طویل عرصہ تک نظریہ اِرتقاء کے چلانے والے اتفاق سے پیدائش کی مدافعت کرتے رہے تھے۔

بہر حال، سائنس کی ترقی نے اِن کے اِس ایقان کو ناکام بنادیا تھا کہ ایک جاندار کے ایک پیچیدہ ساخت والے خلیہ کی پیدائش کیا اتفاق سے ہوتی ہے، اور یہ خیال کہ زندگی وجود میں آسکتی ہے اتفاق سے، سامنا کرتی ہے ایک بڑے Dead Lock سے

☆ کسی قطعی نقطہ پر نہ پہنچنے والی 20 ویں صدی کی کاوشیں

پہلا اِرتقاء پسند جو 20 ویں صدی میں ''زندگی کی ابتداء'' کا موضوع لیا تھا، وہ مشہور روسی حیاتیاتی ماہر، الکزانڈر اُپارِن تھا۔

1930 میں یہ مختلف مقالوں کے ساتھ آگے آیا تھا، اُس نے ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ زندہ خلیہ وجود میں آسکتا تھا اتفاق سے۔ یہ مطالعے بہر کیف ناکام ہوگئے تھے۔ اور اُپارِن کو ذیل کا اِقبالی بیان بھی دینا پڑا تھا۔

''بدقسمتی سے، بہر حال، خلیہ کی ابتداء کا مسلہ شائد بہت ہی مشکل نکتہ ہے

نامیاتی اجسام کے اِرتقاء کی تمام Study میں۔''

Operin کے اِرتقاء پسند حامیوں نے اس مسئلہ کے حل کے لئے کوششوں کو جاری رکھنے کئی ایک تجربات کیے۔ سب سے مشہور تجربہ، امریکی کیمسٹ Stanley Miller نے 1953 میں انجام دیا تھا۔ ایک باضابطہ ترتیب دئے گئے تجربہ میں اُس نے اُن Gases کو ملایا تھا جو اُس کا دعویٰ تھا کہ وے زمین کے ابتدائی ماحول میں ہوا کرتے تھے اور امیزہ میں توانائی پہنچایا تھا۔ Miller نے حاصل کیا تھا نامیاتی سالمے (Amino Acids) جو پروٹینس کی ساخت میں پائے جاتے ہیں۔

بہ مشکل چند ہی سال گذرے تھے کہ یہ بات منظر عام پر آئی تھی کہ یہ تجربہ جو اُس وقت پیش کیا گیا تھا بطور ایک اہم قدم کے اِرتقاء کے نام پر، ناکارہ ثابت ہوا تھا، کیونکہ جو ماحول کہ استعمال کیا گیا تھا تجربہ کے دوران بہت ہی مختلف تھا زمین کے حقیقی ابتدائی حالات کے لحاظ سے۔ طویل خاموشی کے بعد Miller نے اقبال کیا تھا کہ ماحول کا واسطہ جو اُس نے استعمال کیا تھا غیر حقیقی تھا۔ تمام اِرتقا پسندوں کی کاوشیں 20ویں صدی کے دوران ''زندگی کی ابتداء'' کی وضاحت کے بارے میں ناکامی پر ختم ہوگئی تھیں Geoffrey Bada, Geochemist' جس کا تعلق San Diego Scripps Institute سے تھا اقبال کرتا ہے اِس حقیقت کو اپنے ایک مضمون میں جو 1998 میں، Earth Magazine میں شائع ہوا تھا'' آج جب کہ ہم 20ویں صدی کو چھوڑ چکے ہیں، ہم اب بھی سامنا کرتے ہیں اُس لاینحل مسئلہ سے جس کو ہم رکھتے تھے جب ہم داخل ہوئے تھے 20ویں صدی میں، یعنی زمین پر زندگی کی ابتداء کیسے ہوئی تھی؟

☆ زندگی کی پیچیدہ ساخت

ابتدائی وجہ کہ کیوں نظریہ اِرتقاء زندگی کی ابتداء کے بارے میں ایک اِس قدر بڑے Dead Lock سے رُک گیا تھا۔ یہ دراصل خلیہ کی پیچیدہ ساخت تھی۔ حتّٰی کہ جاندار اجسام جو سادہ دکھائی دیتے ہیں، رکھتے ہیں حقیقت میں، ناقابل یقین پیچیدہ ساختیں اپنے

اندر۔ ایک جاندار جسم کا خلیہ ہوتا ہے زیادہ پیچیدہ مقابلتاً تمام اِنسانی ہاتھوں سے بنے ٹکنالوجیکل پراڈکٹس کے۔ آج دُنیا کے زیادہ ترقی یافتہ معمل خانے (Laboratories) ایک زندہ خلیہ، نامیاتی کیمیکلس کو باہم ملا کر پیدا نہیں کر سکتے ہیں۔

شرائط جو درکار ہوتے ہیں ایک خلیہ کو بنانے کے لئے، غیر معمولی طور پر اِس قدر کثیر مقدار میں ہوتے ہیں کہ جن کی وضاحت ممکن نہ ہوسکے اتفاقات سے۔ پروٹینس جو بلڈنگ بلاکس ہوتے ہیں کے خلیہ کی بناوٹ میں امکانات، اِتفاقات سے، 10^{950} میں 1 کے برابر بھی نہیں ہوتے۔

صرف ایک اوسط پروٹین کا سالمہ جو 500 Amino Acids سے بنا ہوتا ہے، کے بننے کا امکان 10^{950} میں 1 سے بھی اِس قدر چھوٹا ہوتا ہے کہ عملی اصطلاح میں ناممکن ہوتا ہے۔ پروٹین کے ایک سالمہ میں 500 Amino Acids کے مختلف 10^{950} Combinations ہوتے ہیں، اِن تمام ممکنہ سلسلوں میں سے صرف ایک ہی سلسلہ درکار پروٹین سالمہ کو ظاہر کرتا ہے۔ اِس لحاظ سے پروٹینی سالمہ کے اتفاقی بناوٹ کا امکان 10^{950} سلسلوں میں 1 کا ہوگا جو ایک ناممکن بات متصور ہوتی ہے۔

DNA سالمہ جو ہوتا ہے ایک خلیہ کے مرکزہ میں اور جو اپنے میں Gene کے معلومات رکھتا ہے وہ ناقابل یقین Data Bank پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اگر اِن معلومات کو لکھا جاتا تو وہ بنائے ہوتے ایک زبردست لائبریری جو اپنے میں رکھی ہوتی ایک اندازے کے مطابق Encyclopedias کے 900 جلدیں جب کہ ہر جلد میں 500 صفحات ہوتے۔ اِس لحاظ سے ایک بہت ہی دلچسپ اور پریشان کُن موقف اُبھرتا ہے کہ کیا DNA کی اپنی ایک کاپی وجود میں آسکتی ہے خود سے اتفاقات کے نتیجہ میں۔ صرف چند ایک مخصوص پروٹینی Enzymes کی مدد سے اور اِن مخصوص پروٹینس سے DNA کی بناوٹ کا روپ اپنا سکتی ہے جبکہ DNA سے وابستہ پوشیدہ معلومات تعاون عمل کریں۔ یعنی اِن دونوں کا ایک دوسرے پر اِنحصار ہوتا ہے، اُنھیں رہنا ہوتا ہے ایک ہی وقت میں DNA کی نقل کے لئے۔ یہ کیفیت پیدا کرتی ہے لازم وملزوم کی صورت حال کو، تو زندگی خود

سے اتفاقات سے وجود میں آئی تھی کا نظریہ ایک Dead Lock کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

پروفیسر Leslie Orgel، ایک مشہور ارتقا پسند، ستمبر 1994ء کے سائنٹیفک امریکن میاگزین کے شمارہ میں اِس حقیقت کا اقبال کرتا ہے کہ،''یہ اِنتہائی ناممکنات میں سے ہوگا پروٹینس اور نیوکلیک آسڈس کا دفعتاً پیدا ہونا اتفاقات سے ایک ہی جگہ پر اور ایک ہی وقت یہاں۔ اور یہ بھی ناممکن دکھائی دیتا ہے، ایک کا ہونا دوسرے کے بغیر، دیر تک دوسرے کے لئے۔

اور اِس لئے، پہلی نظر میں، ایک شخص اِس نقطہ پر پہنچ سکتا ہے کہ زندگی حقیقت میں کبھی بھی وجود میں نہیں آسکتی ہے کیمیائی اسباب سے۔ بے شک، اگر زندگی کے لئے ناممکن ہے کہ وجود میں آئے قدرتی اسباب سے، تب یہ قبول کرنا ہوگا کہ زندگی پیدا ہوئی تھی ایک مافوق الفطرت طریقہ عمل سے۔ یہ حقیقت بالکلیہ طور پر ناکارہ کر دیتی ہے نظریہ ارتقاء کو، جس کا اہم مقصد تخلیق سے انکار کرنا ہوتا ہے۔

☆ اِرتقاء کا تصوراتی میکانیزم

دوسرا اہم نقطہ جو ڈارِون کے نظریہ کی نفی کرتا ہے، ہوتا ہے کہ دونوں تصورات جو پیش کئے گئے ہیں نظریہ اِرتقاء سے بطور اِرتقائی میکانیزمس کے، حیثیت میں، مان لئے گئے تھے کہ وے نہیں رکھتے تھے کوئی اِرتقائی طاقت اپنے میں۔

ڈارون نے اپنے ارتقائی مفروضہ کی بنیاد بالکلیہ طور پر ''مفروضہ انتخاب'' کے میکانیزم پر رکھی تھی۔ اِس میکانیزم پر اِس کی اہمیت اِس کے کتاب کے عنوان، The Origin of Species, By Means of Natural Selection سے صاف ظاہر ہوتی ہے۔

Natural Selection یعنی فطری انتخاب تعین کرتا ہے کہ وہ جاندار اجسام جو زیادہ طاقتور اور مطابقت رکھتے تھے اُن کے Habitats کے قدرتی حالات سے، زندہ بچ رہتے تھے اپنی زندگی کی کشمکش میں۔

مثال کے طور پر، ایک ہرنوں کے مندہ (Herd) میں جو جنگلی جانوروں کے حملہ کی زد میں تھا، جو ہرن زیادہ تیز رفتار ہوتے تھے بچ جاتے تھے۔ اِس لئے ہرنوں کا مندہ رکھتا تھا تیز تر اور مضبوط تر افراد۔ بہر کیف بنا کسی حجت کے، یہ میکانیزم ہرن کے لئے سبب نہیں بن سکتا تھا اُبھرنے اور بدلنے اپنے آپ کو دوسرے جاندار اصناف میں، مثلاً، گھوڑے وغیرہ میں۔

اِس لئے فطری انتخاب کا میکانیزم کوئی اِرتقائی طاقت خود میں نہیں رکھتا ہے۔

ڈارون خود بھی واقف تھا اِس حقیقت سے اور اُس کو لکھنا پڑا تھا اِس بات کو اپنی کتاب The Origin of Species میں۔

''فطری انتخاب کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا جب تک کہ تائیدی تبدیلیاں وقوع پذیر نہ ہوتیں ہوں۔

اِس لئے، کس طرح یہ ساز گار (تائیدی) تبدیلیاں وقوع پذیر ہوتی ہیں اِن حیوانی افراد میں؟ ڈارِون نے اِس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اُس نقطہ نظر سے، جو اُس وقت کے حالات کے لحاظ سے سائنس کی ابتدائی سمجھ سے ممکن تھا۔ فرانسیسی حیاتیاتی ماہر، Chevalier De Lamarck (1744-1829) جو ڈارِون سے پہلے رہا کرتا تھا، کے مطابق جاندار مخلوقات اپنے اوصاف جو وے حاصل کرتے تھے اپنے دوران زندگی میں منتقل کرتے تھے بعد کی نسل میں۔ وہ زور دیتا ہے کہ یہ خصوصی اوصاف جو منتقل ہوتے ہیں ایک نسل سے دوسری نسل کو، یہ نئی اصناف کے بننے کے اسباب ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ دعویٰ کرتا ہے کہ زراف اُبھرے ہیں بارہ سنگا سے جیسا کہ وے کشمکش کرتے تھے کھانے پتے اُونچے اونچے درختوں کے، اُن کی گردنیں لمبی ہوتی گئیں نسل در نسل۔

ڈارون بھی اِسی قسم کی مثالیں دیتا ہے۔ اپنی کتاب "The Origin of Species" میں مثال کے طور پر وہ کہتا ہے کہ بعض ریچھ اپنی غذا کی تلاش میں جاتے ہیں پانی میں بار بار، عرصہ گذرنے پر وے نسلوں بعد بدل لیتے ہیں اپنے آپ کو Whales میں۔

بہر حال قانونِ توارث جو معلوم کئے گئے تھے Gregor (1822-1884)

Mendel سے اور Science of Genetics سے جن کی تصدیق ہوتی ہے، جو مقبول عام ہوئے تھے 20ویں صدی میں، یہ توارث کے قوانین بالکلیہ طور پر اِس روایت کو کہ حاصل کردہ اوصاف منتقل ہوتے ہیں بعد کی نسلوں میں آہستہ آہستہ، کالعدم قرار دے دیئے گئے تھے۔

اِس طرح فطری اِنتخاب اپنی تائید کھو چکا تھا بطور ایک اِرتقائی میکانیزم کے۔

☆ Neo-Darwinism اور اصناف میں تبدیلیاں

ایک حل کی تلاش کی خاطر ڈارون کے نظریہ کو ماننے والے 1930 کے دہے کے سالوں میں Modern Synthetic Theory کو آگے لایا تھا جو جیسا کہ عام طور سے Neo-Darwinism کے نام سے جانا جاتا ہے۔

Neo-Darwinism' Mutation (تغیرات) کو اپنے میں شامل کرتا ہے، جو جاندار کے Genes میں خرابیاں واقع ہوتی ہیں بیرونی اوامر کی وجہ سے جیسے ریڈیائی شعاعوں سے یا نقولاتی خامیوں سے، ہوتے ہیں جیسے وجوہات Favourable Variations اور Natural Mutations میں اصناف کا باعث بنتے ہیں۔

آج جو ماڈل، اِرتقاء کی نمائندگی کرتا ہے، دُنیا میں، وہ ہے Neo Darwinism- یہ نظریہ پیش کرتا ہے کہ لکھوکھا جاندار ایک Process کے نتیجہ میں جس کی وجہ سے بے شمار پیچیدہ عضویات (کان، آنکھ، پھیپھڑے، پنکھ وغیرہ) تبدیلیوں سے گذرتے رہے ہیں Genetic Disorders سے۔

تاہم وہاں ہے ایک کُھلی سائنسی حقیقت جو بالکلیہ اِس نظریہ کی تردید کرتی ہے۔ تبدیلیاں جاندار کی بڑھوتری کو روک دیتی ہیں اور وے ہمیشہ نقصان دہ ہوتی ہیں۔ اِس کے لئے ایک بہت ہی سادہ وجہ ہے۔ DNA رکھتا ہے ایک بہت ہی پیچیدہ ساخت، اِس لئے علی الحساب اثرات صرف اِسے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

امریکی B.G. Ranganathan, Geneticist اِس کو اِس طرح واضح کرتا ہے پہلے میں کہوں گا کہ قابل بھروسہ بدلاؤ بہت ہی نقصان دہ ہوتے ہیں چونکہ، وے علی الحساب

ہوتے ہیں مقابلتاً با قاعدہ بدلاؤ کے Genes کی ساخت میں، کوئی علی الحساب بدلاؤ ایک غیر معمولی با قاعدہ نظام میں، ہوتا ہے خطرناک نہ کہ خوش آئند۔ مثلاً، ایک زلزلہ ہلا سکتا ہے ایک اعلیٰ با قاعدہ ساخت کو جیسے ایک بلڈنگ کو، وہاں ہوتا ہے علی الحساب بدلاؤ بلڈنگ کے فریم ورک میں، جہاں تمام ممکنات میں بھی سُدھار نہیں ہوگا۔

اِس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کوئی بدلاؤ کی مثال ایسی نہیں ہے جو کارآمد ہے، یعنی جو سمجھی جاتی ہے کہ ترقی دے سکتی ہے Genetic Code کو تاہم آج تک ایک بھی مشاہدہ میں نہیں آئی ہے اور نہ آئے گی۔ تمام بدلاؤ نقصان دہ ثابت ہوئے ہیں۔ یہ سمجھا جاتا تھا کہ بدلاؤ، جو پیش کیا گیا ہے بطور ایک اِرتقائی میکنیزم کے، حقیقت میں ہے ایک Genetic واقعہ جو جانداروں کو نقصان پہنچاتا ہے اور بنا دیتا ہے اُنھیں ناکارہ، بہت زیادہ عام اثر بدلاؤ کا اِنسانوں پر ہوتا ہے سرطان کی شکل میں، بے شک ایک تباہ کن میکنیزم کے کچھ اور نہیں ہوسکتا۔ تاہم ایک اِرتقائی میکنیزم — فطری اِنتخاب، اِس کے برخلاف خود سے کچھ بھی نہیں کرسکتا جیسا کہ ڈارون نے بھی اِس بات کو قبول کیا ہے۔ یہ حقیقت ہمیں بتلاتی ہے کہ وہاں پر کوئی اِرتقائی میکانیزم نہیں ہے قدرت میں۔ اِس قسم کا کوئی خیالی طریقہ بہ نام اِرتقائی نہیں ہے جو کہیں واقع ہوسکا ہوگا۔

☆ Fossil Record میں کوئی نشان درمیانی اشکال کا نہیں پایا گیا

واضح ثبوت کہ نتیجہ، جو پیش کیا گیا تھا نظریہ اِرتقاء سے، جدِّ اعلیٰ اور موجودہ نسلوں کے درمیان کوئی درمیانی شکل نہیں پائی گئی Fossil Record میں۔ چونکہ اِس نظریہ کے مطابق، ہر زندہ اصناف اُبھرے ہیں اُن کے پیشرو سے۔ ایک پہلے وجود رکھنے والے Species بدل گئے تھے کسی اور میں کافی وقت گذرنے پر اور تمام اصناف اِسی طرح آئے ہیں عالمِ وجود میں۔ دوسرے الفاظ میں نظریہ اِرتقاء کے لحاظ سے یہ بدلاؤ کا عمل ہوتا رہا ہے تدریجاً لاکھوں سالوں میں۔

اگر یہ بات سچ ہوتی تو بے شمار درمیانی اصناف ہونا چاہیے تھا اور زندہ ہونا چاہیے

تھا اس طویل بدلاؤ کے دور میں بھی

مگر ایسا کوئی شائبہ تک نہیں دیکھا گیا ہے، Fossil Record میں بھی۔ مثال کے طور پر، آدھی مچھلی/آدھا رینگنے والا رہنا چاہیے تھا ماضی میں جو رکھتے تھے کچھ رینگنے والے خصوصیات اور علاوہ اِس کے مچھلی کے خصوصیات جو وہ پہلے سے رکھتے تھے۔ یا چند رینگنے والے پرندے ہونا چاہیے تھا، جو رکھتے تھے بعض خصوصیات پرندہ کے علاوہ اس کے رینگنے کے خصوصیات کے جو وہ پہلے ہی سے رکھتے تھے۔ چونکہ یہ عبوری مرحلے میں رہے ہوں گے، وہ تھے ہوں گے ایک لحاظ سے ناکارہ، عیب دار معذور جاندار، جن کے باقیات فاسل ریکارڈ میں نہیں پائے گئے تھے۔ اِرتقاء پسندوں نے حوالہ دیا ہے اِن خیالی مخلوقات کا، جن کے بار میں اُن کا اِیقان ہے کہ وہ رہے ہیں ماضی میں بطور عبوری اشکال کے۔ اگر ایسے حیوانات حقیقت میں، کبھی رہے ہوتے ماضی میں تو وہ لکھوکھا یا اربوں میں تعداد میں اور اقسام میں ہوتے۔ زیادہ اہمیت کے لحاظ سے اِن عجیب خلقت کے باقیات کو ہونا چاہیے تھا Fossil Records میں۔ پر ایسا نہیں تھا۔ ڈارون اپنی کتاب Origin of Species میں واضح کرتا ہے: ''اگر میرا نظریہ صحیح ہوتا ہے، تو بے شمار درمیانی اشکال جو زیادہ قریبی تعلق رکھتی ہوتی تمام Species سے ایک ہی گروپ میں باہم، ایقان کے ساتھ رہے ہوتے —— شہادت اُن کے پہلے وجود کی پائی جاسکتی تھی صرف Fossil کے باقیات کے درمیان میں۔ مگر ایسا نہیں دیکھا گیا تھا۔'' بہرحال، ڈارون بخوبی واقف تھا کہ کوئی Fossil اِن درمیانی اشکال کے ہنوز نہیں پائے جاسکے۔ اِس بات کو اپنی Theory کے لئے ایک بڑی مشکل قرار دیا تھا۔ اپنی کتاب، "Difficulties On Theory" کے ایک Chapter (باب) میں اُس نے لکھا ہے، کہ کیوں، اگر اصناف پیدا ہوئے ہیں دوسرے اصناف سے غیر محسوس طور پر تدریجاً ہم نہیں دیکھتے ہر جگہ کثیر تعداد میں اُن کے عبوری اشکال کو Fossil Records میں —— کیوں تمام قدرت ابتری میں نہیں ہوتی، بجائے موجودہ اصناف کے جن کو ہم دیکھتے ہیں بہتر طور پر...... تاہم اِس نظریہ کے لحاظ سے بے شمار عبوری اشکال ہونا چاہیے تھا، کیوں ہر ارضیاتی بناوٹ اور ہر پرت زمین کی بھری ہوئی نہیں ہے اِن عبوری

اشکال سے؟ ماہر طبقات الارض یقین کے ساتھ ظاہر نہیں کر پاتے ہیں کوئی اِس قسم کی تدریجی نامیاتی زنجیر، اور یہ شاید، بہت ہی کھلا اور سنجیدہ ترین اعتراض ہوتا ہے جو زور دیتا ہے اِس نظریہ کے خلاف میں۔

☆ ڈارون کی اُمیدیں بکھر گئی تھی

بہرحال، اگرچہ اِرتقا پسند شدو مد کے ساتھ کوششیں کرتے رہے ہیں پانے Fossils، 19ویں صدی کے وسط سے ساری دُنیا میں۔ تاہم کوئی بھی عبوری شکل ہنوز کہیں بھی نہیں پائی جاسکی۔

تمام Fossils، اِرتقا پسندوں کے خلاف بتلاتے ہیں کہ زندگی زمین پر دفعتاً مکمل حالت میں ظاہر ہوئی تھی۔ ایک برطانوی ماہر آثار مُتحجرہ مسمی Derek V. Ager کا کہنا تھا کہ وہ تسلیم کرنا ہے اِس حقیقت کو، اگرچہ کہ وہ ویسے ارتقا پسند تھا پھر بھی وہ اظہار کرتا ہے: ایک بات اُبھر کر سامنے آتی ہے کہ Fossil Records تفصیل میں، آیا Orders کے Level پر یا Species کے Level پر ہم پاتے ہیں انھیں بار بار نہ تو تدریجی اِرتقاء کے لحاظ سے، بلکہ پاتے ہیں دفعتاً اُبھرنا ایک Group کا دوسرے کی قیمت پر اِس کا مطلب ہے کہ Fossil Records میں، تمام اصناف (Species) دفعتاً اُبھرے تھے مکمل حالت میں، بغیر کسی درمیانی اشکال کے اِن کے درمیان۔ یہ بات ٹھیک برعکس تھی ڈارون کے مفروضات کے۔

علاوہ اِس کے یہ ہے ایک بہت ہی مضبوط شہادت کہ تمام جاندار تخلیق کئے گئے ہیں۔ ایک ہی وضاحت کہ جاندار اصناف اُبھرے تھے دفعتاً مکمل حالت بہر تفصیل کے ساتھ بغیر کسی اِرتقائی جدّ اعلیٰ کے، ہے ایک حقیقت کہ وے تخلیق کئے گئے تھے۔
اِس حقیقت کو تسلیم کیا گیا ہے، ایک بہت ہی مشہور اِرتقاء پسند اور حیاتیاتی ماہر، Douglas Futuyma سے۔
تخلیق اور اِرتقاء کے درمیان، جانداروں کی ابتداء سے متعلق ممکنہ وضاحتیں ختم

ہو جاتی ہیں۔ جاندار یا تو مکمل حالت میں ہر تفصیل کے ساتھ ظاہر ہوتے تھے زمین پر یا وے نہیں ہوئے تھے اِس طرح۔

اگر وے نہیں ہوئے تھے، وے Developed ہوئے ہوں گے پیشرو اصناف(Species) سے تبدیلی کے کوئی لائحہ عمل سے۔ مگر فاسل ریکارڈ اِس کی نفی کرتا ہے اگر وے ظاہر ہوئے تھے ایک مکمل حالت میں ہر تفصیل کے ساتھ، وے حقیقت میں تخلیق ہوئے ہوں گے کسی مُحیرُالعقول ذہانت سے۔

Fossils بتلاتے ہیں کہ جاندار اُبھرے تھے مکمل حالت میں ہر تفصیل کے ساتھ زمین پر۔ اِس کا مطلب ہے کہ اصناف کی ابتداء، ڈارون کے مفروضہ کے برخلاف اِرتقاء سے نہیں، بلکہ تخلیق سے ہوئی ہے۔

☆ اِنسانی اِرتقاء کی کہانی!

ایک موضوع جو اکثر زیرِ بحث لایا گیا ہے نظریہ ارتقاء کے تائید کرنے والوں کی طرف سے، وہ ہے اِنسان کی اِبتداء کے بارے میں۔ ڈارون کے پرستاروں کا دعویٰ قائم رہتا ہے کہ موجودہ آدمی اُبھرا ہے بندر جیسے مخلوقات سے۔ اِس غلط بیانی کا اِرتقائی طریقہ عمل سمجھا جاتا ہے کہ شروع ہوا تھا 40 تا 50 لاکھ سال پہلے، بعض عبوری اشکال موجودہ اِنسان اور اُن کے تخیلاتی آباواجداد کے درمیان، خیال کیا جاتا ہے، کہ رہے ہوں گے۔ اِس تخیلاتی خاکے میں، چار ابتدائی زمرہ جات فہرست کی شکل میں دئے گئے ہیں اُن کے حساب سے:

1.Australopethicus

2.Homo Habilis

3. Homo Erectus

4. Homo Sapiens

اِرتقاء پسند، موجودہ اِنسان کے پہلے بندر جیسے آباواجداد کو Australopethicus کے نام سے پکارتے ہیں، جس کے معنی ''جنوبی افریقہ کے بندر ہوتے ہیں۔ یہ جاندار

حقیقت میں قدیم بندر کے اصناف ہیں، جو فی زمانہ معدوم ہو چکے ہیں، اور سوائے اِس کے یہ کچھ نہیں ہیں۔

انگلینڈ اور امریکہ کے دو بین الاقوامی شہرت کے حامل Anatomists, Lord Solly Zuekerman اور پروفیسر چارلس آکسنارڈ نے Australopethicus کے مختلف نمونوں پر سیر حاصل تحقیقات کرنے کے بعد بتلاتے ہیں کہ یہ بندر تھے جو ایک معمولی بندر کے اصناف سے تعلق رکھتے تھے جو وقت کے ساتھ معدوم ہو گئے تھے اور وے موجودہ اِنسان سے کوئی مشابہت نہیں رکھتے تھے۔ اِرتقاء پسند، اِنسانی اِرتقاء کے نام پر دوسری قسم کے مرحلہ کی درجہ بندی بطور Homo کے کرتے ہیں یعنی ایک اِنسان کے۔ اُن کے دعوٰے کے مطابق، جاندار جو اُن کے لحاظ سے Homo Series میں آتے ہیں، Australopethicus کے مقابلہ میں زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ اِرتقاء پسندوں نے معلوم کیا تھا ایک تخیلاتی اِرتقائی اِسکیم ترتیب دیتے ہوئے مختلف Fossils کو اِن کے مخلوقات کی ایک مخصوص Order میں۔ یہ اِسکیم تخیلاتی تھی کیونکہ کبھی بھی یہ ثابت نہیں کیا گیا تھا کہ وہاں ہوتا تھا ایک اِرتقائی رشتہ اِن مختلف Classes کے درمیان۔ Ernst Mayr '20 ویں صدی کا ایک بہت ہی اہم اِرتقاء پسند رہا ہے، اعتراف کرتا ہے اپنی کتاب میں، 'One Long Argument' میں کہ ''خاص طور پر تاریخی Puzzles جیسے کہ زندگی کی ابتداء یا Homo Sapiens کے بارے میں، ہوتے ہیں غیر معمولی طور پر مشکل اور ہو سکتا ہے کہ حتّٰی کہ آخری نتیجہ پر پہنچ کر بھی تشفی نہ ہو سکے۔''

Link Chain کے خاکے جیسے Australopethicus>Homo Habilis>Homo Erectus>Homo Sapiens سے ارتقاء پسند نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اِن اصناف میں سے ہر ایک دوسرے کا جدِّ اعلیٰ ہو۔ بہر نوع، حالیہ دریافتیں آثار متحجرہ سے متعلق یہ اِنکشاف کرتے ہیں کہ Australopethicus' Homo Habilis اور Homo Erectus رہا کرتے تھے دُنیا کے مختلف حصوں میں ایک ہی عرصہ میں۔ اِس کے علاوہ، ایک خاص طبقہ اِنسانوں کا جس کی درجہ بندی کی جاتی ہے بطور Homo

Erectus کے، رہے ہیں بہت ہی حالیہ وقتوں تک۔ Homo Sapiens Neandar Thalensis اور Homo Sapiens Sapiens یعنی جو موجودہ اِنسان ساتھ ساتھ زندگی گذارے ہیں ایک علاقہ میں۔ یہ کیفیت بظاہر نشاندہی کرتی ہے اِس دعوٰے کے بے کارِ محض ہونے کی، کہ وے ایک دوسرے کے آباو اجداد ہیں۔ Stephen Jay Gould اِس غیر یقینی صورت حال یعنی نظریہ ارتقاء کے Dead Lock کی یوں وضاحت کرتا ہے، اگر چہ کہ وہ خود بھی 20ویں صدی کے ہراول اِرتقائی تائیدی رہنماؤں میں سے ایک تھا: ''کیا ہوا ہماری سیڑھی کو اگر وہاں ہیں ایک ساتھ زندگی گذارنے والے تین تین نسبی سلسلے ایک ہی طرز کے خاندانوں سے وابستہ ہیں — Australopethecus, A. Africanus,the Robust اور H. Habilis کوئی بھی واضح طور پر نہیں لائے جاتے، دوسرے سے اِس کے علاوہ تین نسبی سلسلوں میں سے کوئی بھی نہیں ظاہر کرتے تھے کسی طرح کے ارتقائی Trends (رجحانات) اُن کے زمین پر میعاد کے دوران۔

المختصر انسانی اِرتقاء کا خاکہ جو برقرار رکھا جاتا ہے مختلف ڈرائنگس کی مدد سے جو بتاتے ہیں کچھ آدھے بندر، آدھے اِنسان کے مخلوقات کو اور جو دکھائے جاتے ہیں Media کے ذریعہ اور نصابی کتب میں، وہ سب ہوتے ہیں، کھلے طور پر پروپگنڈہ کے ذرائع۔ یہ کچھ نہیں ہوتے سوائے ایک کہانی کے بغیر کسی سائنسی بنیاد کے۔

U.K. 'Lord Solly Zuekerman کے بہت ہی مشہور اور صاحب عزت سائنس دانوں میں سے ایک تھا، جو اِس موضوع پر تحقیق کا سلسلہ برسوں جاری رکھا تھا اور Australopethicus Fossils کی 15 سالوں تک مسلسل Study کرتا رہا تھا آخرش اِس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ باوجود بذات خود ایک اِرتقاپسند ہونے کے اُس کا کہنا تھا: وہاں پر حقیقت میں کوئی بھی ایسا فیملی شجرہ نہیں ہے، جس میں بندر جیسے مخلوقات کا اِنسان سے تعلق رہا ہو۔

Zuekerman نے بنایا ہے ایک دلچسپ Spectrum of Science جس کا سلسلہ اُس سے شروع ہوتا ہے جو سائنسی سمجھا جاتا ہے اور اُس پر ختم ہوتا ہے جو غیر سائنسی ہوتا تھا۔

Zuekerman کے Spectram کے مطابق زیادہ سائنسی وہ ہوتا ہے جس کا انحصار ٹھوس حقائق پر ہوتا ہے — فیلڈس آف سائنس جو طبعیات اور کیمیا پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اِن کے بعد حیاتیاتی سائنس کا نمبر آتا ہے اور تب سماجی سائنس کا Spectrum کے آخری حد پر ایسا حصہ آتا ہے جو زیادہ تر غیر سائنسی سمجھا جاتا ہے۔

جس میں ہوتے ہیں زائد حسی حواس — تصورات جیسے اشراق (Telepathy) یعنی ذہنی لحاظ سے ربط ضبط اور چھٹی حس — اور آخری میں اِنسانی ارتقاء۔

Zuekerman واضح کرتا ہے اُس کے توجیہات: ہم تب ہٹتے ہیں اور آگے تخیلاتی سچائی سے اُن فیلڈس میں جو حیاتیاتی سائنس سمجھی جاتی ہے، جو مثل زائد حسی حواس ہوں یا اِنسان کی Fossils کی تاریخ کی ترجمان ہو، جہاں وفادار اِرتقاپسند کے قریب کسی بھی بات کا امکان ہوتا ہے۔ اور جہاں پر جوشیلا اور ارتقاء پر اِیقان رکھنے والا بعض وقت قابل ہوتا ہے یقین کرنے کئی ایک تضادات پر ایک ہی وقت میں۔ اِنسانی اِرتقاء کی تاریخ کسی چیز کے قابل نہیں ہوتی ہے لیکن مُتعصبانہ توجیہات بعض Fossils کے بارے میں رکھتی ہے، جو کھودے گئے تھے بعض لوگوں سے جو اِن نظریات سے بے ساختہ لگاؤ رکھتے تھے۔

☆ ڈارونیں فارمولہ

اِس کے علاوہ کہ ہم نے اب تک تمام ٹکنیکل شہادتیں نبٹائی ہیں، ہم کو اب ایک بار جائزہ لینا ہوگا، کس قسم کا وہم اِرتقاء پسند رکھتے ہیں، ایک مثال کے ساتھ، جو اِس قدر سادہ ہے کہ بچے بھی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔

نظریہ اِرتقاء زور دیتا ہے کہ زندگی بنی ہے اتفاق سے۔ اِس غیر معقول دعویٰ کے مطابق، بے جان اور بے شعور جواہر ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں بنانے خلیہ کو اور تب وے کسی طرح بنا گئے جاندار، بہ شمول انسان کے۔ ہمیں اِس کے بارے میں سوچنا ہوگا۔

جب ہم لاتے ہیں قریب عناصر کو جو زندگی کے بلڈنگ بلاکس ہوتے ہیں جیسا کہ کاربن، فاسفورس، نائٹروجن اور پوٹاشیم وغیرہ کو، صرف ایک ڈھیر سا بنتا ہے۔ اِس بات

کی پرواہ نہیں کہ کن مراحل سے یہ ڈھیر گذرتا ہے، یہ جواہر کا ڈھیر بنا نہیں سکتا حتّٰی کہ ایک واحد جاندار۔ اگر تم پسند کرتے ہو، ہمیں ترتیب دینا ہوگا ایک تجربہ اِس Subject (موضوع) پر، اور ہمیں اِرتقاء پسند کی طرف سے معائنہ کرنا ہوگا کہ کیا وہ حقیقت میں دعویٰ کرتے ہیں، بغیر کھلے الفاظ میں اظہار کرنے کے، ڈارونین فارمولہ کے نام کے تحت۔

اِرتقاپسندوں کو رکھنے دو کئی ایک چیزوں کو جو ہوتی ہیں جانداروں کی بناوٹ میں شریک، جیسے فاسفورس، نائٹروجن، کاربن، آکسیجن، لوہا اور میگنیشیم ...... بڑے پیپوں (Barrels) میں۔ اِس کے علاوہ، اُنھیں اضافہ کرنے دو اِن Barrels میں کوئی بھی چیز جو عام حالات میں وجود نہیں رکھتی، مگر وہ سمجھتے ہیں اِسے ضروری۔ اُنھیں اضافہ کرنے دو اِس امیزہ میں جس قدر Amino Acids اور Proteins وے چاہیں — جن میں سے ہر ایک رکھتا ہے بننے کا اِمکان 10^{950} میں 1 کے — جیسا کہ وہ پسند کرتے ہیں۔ اُنھیں اِن آمیزوں کو اُسی قدر حرارت اور نمی (Moisture) سے گذرنے دیں جس قدر وہ چاہتے ہیں۔ اُنھیں رکھنے دیں اعلیٰ درجہ کے پائے کے سائنس دانوں کو اُن پیپوں کے قریب۔ اِن ماہرین کو انتظار کرنے دو ایک کے بعد ایک اِن (Barrels) پیپوں کے قریب اربوں یا حتّٰی کہ کھربوں سال تک۔ اُنھیں آزاد چھوڑ دیں استعمال کرنے تمام قسم کے شرائط کو جنھیں وہ ضروری سمجھتے ہیں ایک اِنسان کی بناوٹ کے لئے۔ اِس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ وہ ان پیپوں سے ایک اِنسان کو نہیں پیدا کر سکتے ہیں، کہتا ہے ایک پروفیسر جو معائنہ کرتا ہے اُس کے خلیہ کی ساخت کا الکٹرانک خوردبین سے۔ وہ پیدا نہیں کر سکتے، ژراف، مکھیاں، ببر، زرد رنگ کے بُلبل، گھوڑے، ڈالفین، گلاب مرغزارے، کنول کے پودے، زیتون، انگور، شفتالو، مور، چکور، تتلیاں، لاکھوں دوسرے جاندار اور بناتات۔ حقیقت میں، وہ (اِرتقاپسند) حاصل نہیں کر سکے ایک خلیہ بھی اِن جانداروں میں سے کسی کا بھی۔

المختصر، بے شعور جواہر باہم مل کر نہیں بنا سکتے ہیں ایک خلیہ بھی۔ وے کوئی نیا فیصلہ نہیں لے سکتے ہیں اور نہ کسی خلیہ کو دو حصوں میں بدل سکتے ہیں۔ اور نہ دوسرے اور فیصلے لے سکتے ہیں۔

اور نہ پیدا کر سکتے ہیں پروفیسرس جو پہلے ایجاد کرتے ہیں الکٹرانک خوردبین اور معائنہ کرتے ہیں اُن کے اپنے خلیہ کی ساخت کا، اُس خوردبین کے تحت۔ اور جو پتہ چلاتے ہیں کہ مادہ بے شعور ہوتا ہے، بے جان ڈھیر اور وہ زندگی سے روشناس ہوتا ہے اللہ کی مافوق الفطرت تخلیق سے۔

نظریہ اِرتقاء اِس کے برخلاف دعویٰ کرتا ہے ایک بالکلیہ فرسودہ خیال کا کہ زندگی خود سے شروع ہوئی تھی جو پورے طور پر وجوہات کے خلاف جاتا ہے۔

اِرتقاء پسندوں کے دعوٰے پر ذرا سا بھی سوچ بچار کرتے ہیں تو یہ حقیقت اشکار ہوتی ہے جیسا کہ ٹھیک اوپر کے مثال میں پیش کیا گیا ہے کہ، ہر چیز تخلیق کی گئی ہے۔

☆ آنکھ اور کان کی ٹکنالوجی

ایک دوسرا موضوع جس کے بارے میں اِرتقاء پسند جواب دینے سے قاصر ہیں۔ وہ ہے ایک لاجواب کوالٹی حواس خمسہ کی آنکھ اور کان کی شکل میں۔ قبل اِس کے گزریں آنکھ کے موضوع سے، ہمیں مختصر طور پر جواب دینا ہوگا ایک سوال کا کہ ہم کیسے دیکھتے ہیں۔ روشنی کی شعاعیں جو ایک شئے سے آتی ہیں آنکھ کے Retina نامی پردے پر اُلٹی حالت میں گرتی ہیں۔ یہاں یہ روشنی کی شعاعیں الکٹریک سگنلس میں خلیات کے ذریعہ بدل جاتی ہیں اور پہنچتی ہیں ایک چھوٹے سے دھبہ میں جو بھیجہ کے پچھلے حصہ میں ہوتا ہے جو دیکھنے کا مرکز ہوتا ہے۔ یہ الکٹریک سگنلس دیکھے جاتے ہیں اِس مرکز میں بطور ایک خیال کے کئی ایک طریقہ ہائے عمل سے گذرنے کے بعد۔ اِس ٹکنیکی پس منظر کے ساتھ ہمیں کچھ سوچنا ہوتا ہے۔

بھیجہ روشنی کے لئے غیر موصل ہوتا ہے۔ اِس کا مطلب ہوتا ہے کہ اِس کے اندر مکمل اندھیرا ہوتا ہے، اور کوئی روشنی وہاں تک نہیں پہنچ پاتی ہے جہاں پر یہ بھیجہ ہوتا ہے۔ اِس طرح نظر کا مرکز کبھی بھی روشنی سے تماس میں نہیں آتا ہے اور حتّٰی کہ یہ بہت ہی تاریک جگہ ہو سکتی ہے۔ اِس قدر تاریک مقام پر تم کو کبھی جانا ہوا ہوگا شاید۔ بہر حال، تم مشاہدہ کرتے ہو ایک منور اور روشن دُنیا کا اِسی گہرے تاریک نظر کے مرکز میں۔

خیال جو فارم ہوتا ہے آنکھ میں اِس قدر صاف اور واضح ہوتا ہے کہ حتّٰی کہ 20ویں صدی کی ٹکنالوجی قابل نہ ہو پائی تھی بنانے اِس کو اِس قدر صاف۔ مثلاً دیکھو کتاب کو جو تم پڑھ رہے ہو، ہاتھوں کو جس سے تم کتاب کو پکڑے ہوئے ہو، اور تب اُٹھاؤ اپنا Head اور اطراف کا جائزہ لو۔ کیا تم نے دیکھا ہے کبھی ایک صاف اور واضح خیال جیسا کہ یہ ہے، کسی اور جگہ پر؟ حتّٰی کہ غیر معمولی ترقی یافتہ T.V Screen جو پیدا کیا گیا ہے سب سے بڑے پروڈیوسر سے دُنیا میں، نہیں مہیا کر سکتا اِس قدر ایک واضح خیال تمہارے لئے۔ یہ خیال تمہارے آنکھ میں بن رہا ہے، تین رُخی اشیاء کے مختلف رنگوں کے ساتھ غیر معمولی خیال واضح ہوتا ہے۔ 100 سال سے زیادہ عرصہ سے ہزارہا انجینیرس کوشش کرتے رہے ہیں حاصل کرنے اِس شفافیت کو۔ کارخانے، وسیع احاطے قائم کئے گئے تھے، کافی تحقیقات کی گئی تھی، پلانس اور ڈزائنس اِس مقصد کے حصولِ کے خاطر بنائے گئے تھے۔

دوبارہ ایک T.V Screen کو دیکھو اور کتاب کو دیکھو جو تم پکڑے ہو تمہارے ہاتھوں میں۔ تم دیکھتے ہو وہاں ایک بڑا فرق شفافیت اور وضاحت میں۔ اِس کے علاوہ T.V Screen جتلاتا ہے دو رُخی خیال بجائے تین رُخی کے، جہاں تک تمہاری آنکھوں کا تعلق ہے، تم دیکھتے ہو۔ ایک تین رُخی، ہر رُخ واضح اور گہرائی لئے ہوئے۔

کئی سالوں تک، لاکھوں انجینیرس نے دُنیا بھر میں کوششیں کی ہیں بنانے 3 رُخی T.V اور حاصل کرنے آنکھ کے نظر کی کوالٹی کو۔ ہاں، وے بنائے ہیں تین رُخی T.V سسٹم کے لیکن یہ ناممکن ہے Watch کرنا اِس کو بغیر لگائے خاص قسم کے 3-D گلاس کے، یہ ہے صرف ایک مصنوعی تین رخی۔ پس منظر زیادہ دھندلہ ہے، پیش منظر دکھائی دیتا ہے ایک Paper Setting کے مثل۔ کبھی بھی نہیں رہا ہے یہ ممکن پیدا کرنے ایک شفاف اور واضح خیال مثل آنکھ کے خیال کے Camera اور T.V دونوں میں، وہاں ہے کمی خیال کے کوالٹی کی۔

اِرتقاء پسند دعوٰے کرتے ہیں کہ میکانیزم جو پیدا کرتے ہیں شفاف اور واضح خیال، بنائے گئے تھے اتفاق سے خود بخود۔

اب اگر کوئی تم سے کہتا ہے کہ تمہارے کمرے کا T.V بنا تھا اتفاق کے نتیجہ میں،

مطلب تمام اُس کے جواہر صرف اتفاق سے آتے ہیں ایک دوسرے کے قریب اور بناتے ہیں اِس Device کو جو پیدا کرتی ہے ایک خیال، تو تم کیا خیال کروگے؟ کیسے جواہر کر سکتے ہیں یہ سب کچھ جو ہزار ہا لوگ نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر ایک ایجاد پیدا کرتی ہے ایک بہت ہی ابتدائی خیال مقابلتاً ایک آنکھ کے جو نہیں بنائی جا سکتی ہے اِتفاق سے، تب یہ بات واضح ہے کہ آنکھ اور خیال جو آنکھ دیکھتی ہے بنائے نہیں جا سکتے ہیں اِتفاق سے۔ یہی صورت حال کا اطلاق ہوتا ہے کان پر۔ بیرونی کان دستیاب آواز کو اپنی گرفت میں لیتا ہے، بیرونی کان کے Auricle ساخت کے ذریعہ آواز درمیانی کان تک پہنچتی ہے۔ درمیانی کان آواز کے اِرتعاش کو تیز کرتے ہوئے اندرونی کان تک پہنچاتا ہے۔ اندرونی کان اِس اِرتعاش کو برقی سگنلس میں تبدیل کرتا ہے اور اُنھیں بھیجہ میں پہنچاتا ہے۔ ٹھیک جیسا کہ آنکھ کی صورت میں ہوا تھا۔ تب سُننے کا عمل انجام پاتا ہے بھیجہ میں واقع سُننے کے مرکز میں۔ بھیجہ غیر موصل ہوتا ہے آواز کے لئے بھی جیسا کہ بھیجہ غیر موصل رہا تھا روشنی کے لئے۔ اِس لئے باہر کی فضاء میں چاہے کتنا ہی غُل غپاڑہ ہو مگر بھیجہ کے اندر پوری طرح سے خاموشی ہوتی ہے۔ تاہم حتّٰی کہ ہلکی آوازیں بھی محسوس ہوتی ہیں یا ادراک میں آتی ہیں بھیجہ میں۔ سُننے کی حِس اِتنی جامع ہوتی ہے کہ ایک صحت مند آدمی ہلکی آواز سُن سکتا ہے بغیر کسی ہوائی شور یا مداخلت کے۔

تمہارے بھیجہ میں، جو غیر موصل ہوتا ہے آواز کے لئے، تم سُن سکتے ہو آرکسٹرا کے ساز ینہ کو، سُن سکتے ہیں تمام آوازوں کو لوگوں سے بھری جگہ پر۔

وسیع ارتعاشی شرح کے اندر تمام آوازوں کو محسوس کر سکتے ہو، پتوں کی سرسراہٹ سے لے کر Jet Plane کی گڑ گڑاہٹ تک بہر کیف! اونچی آواز سُننے کے لمحہ پر آواز کا Level تمہارے بھیجہ میں کسی آلہ سے پیمائش کیا جا سکے تو معلوم ہوگا کہ اِس وقت بھیجہ میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی ہے۔

خیال کے لحاظ سے ایسا ہی کچھ ہوتا ہے، سالوں کی کاوشیں صرف ہوتی رہی ہیں اِس کوشش میں پیدا کرنے یا دوبارہ وجود میں لانے آواز کو جو اصل سے قریبی مشابہت رکھتی ہو۔ اِن کوششوں کے نتائج Sensing Sound' Sound Recorders سسٹمس

ہیں۔ اِن تمام ٹکنالوجی اور ہزار ہا انجینیر س اور ماہرین کے کوشش میں لگے رہنے کے باوجود کوئی بھی آواز اب تک حاصل نہیں کی جاسکی ہے، جو رکھتی ہے اُتنی ہی شفافیت اور وضاحت جیسا کہ اصل آواز سمجھی جاتی ہے کان سے۔ غور کرتے ہیں Hi Fi سسٹمس کے اعلیٰ ترین کوالٹی کو جو پیدا کی گئی ہے بڑی کمپنی سے آواز (موسیقی) کی صنعت میں۔

حتّٰی کہ اِن ایجادات میں جب آواز ریکارڈ کی جاتی ہے تو کچھ اِس کا حصہ کھو جاتا ہے، یا جب کبھی تم Hi Fi شروع کرتے ہیں تم ہمیشہ سُنتے ہیں——

Hissing (سی، سائین، سون) کی آواز موسیقی شروع ہونے سے پہلے، بہر حال، المختصر آوازیں جو حاصل ہوتی ہیں اِنسانی جسم کی ٹکنالوجی سے ہوتی ہیں غیر معمولی شفاف اور واضح۔

ایک اِنسانی کان کبھی نہیں ٹھیک سے سمجھ پاتا ہے ایک آواز Hissing کی آواز کے ساتھ یا کرہ ہوائی کی آواز کے ساتھ جیسا کہ ایک Hi Fi کی صورت میں ہوتا ہے۔ بجائے اِس کے کان سنتا ہے آواز کو اصلیت میں شفاف اور واضح۔

یہ ہے طریقہ، ایسا ہوتا رہا ہے اِنسان کی تخلیق کے بعد سے۔

آج تک بھی کوئی اِنسانی ہاتھوں سے بنایا گیا نظری یا ریکارڈنگ آلہ نہیں رہا ہے اِتنا حساس اور کامیاب سمجھنے Data sensory کو جتنا کہ، آنکھ اور کان ہوتے ہیں۔ بہر کیف، جہاں تک دیکھنے اور سُننے کا تعلق ہے، ایک بڑی سچائی ہوتی ہے اِن سب سے آگے——

☆ شعور جو دیکھتا ہے اور سُنتا ہے بھیجہ میں کس چیز سے متعلق ہوتا ہے

کون دیکھتا ہے ایک ترغیب و تحریص کی دُنیا کو دماغ میں، سنتا ہے سازینہ کو اور پرندوں کی چہچہاٹ کو اور گلاب کے پھول کی خوشبویات کو۔ تحریکات آتی ہیں ایک شخص کی آنکھوں سے، کانوں سے اور ناک سے جو جاتے ہیں بھیجہ کو بطور ایک Electro-Chemical Nerve Impulses کے حیاتیات، علم الاعضاء اور بیوکیمسٹری کی کتابوں میں تم پاسکتے ہو بہت کچھ تفصیلات بارے میں کہ کیسے یہ خیال بنتا ہے بھیجہ میں۔ بہر کیف! تم کبھی بھی اِن

کتابوں میں ایک بہت ہی اہم حقیقت سے ناواقف رہتے ہیں، وہ یہ کہ جو سمجھتے ہیں اِن Electro Chemical Impulses کو بطور خیالات کے آوازوں کے، خوشبویات کے، حسی واقعات کے بھیجہ میں، وہاں ہوتا ہے ایک شعور بھیجہ میں جو سمجھتا ہے یہ تمام احساسات کو بغیر خیال کئے کوئی ضرورت ایک آنکھ کی، ایک کان کی اور ایک ناک کی۔ یہ شعور کس سے متعلق ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ شعور اعصاب سے متعلق نہیں ہوتا، نہ Fat Layer سے اور نہ Neurons سے جو بھیجہ بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاروِنی مادہ پرست جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہر چیز مادہ سے بنی ہوتی ہے، اِن سوالوں کا جواب نہیں دے سکتے۔

کیونکہ یہ شعور روح ہوتی ہے جو اللہ سے پیدا کی گئی ہے، جس کو نہ تو ضرورت ہے، آنکھ کی، دیکھنے خیالات کو اور نہ کان کی سُننے آوازوں کو۔ اور آگے جائیں تو اِس کو نہ ضرورت ہے بھیجہ کی سوچنے کے لئے۔

ہر کوئی جو پڑھتا ہے اِس واضح تفصیل کو اور سائنسی حقیقت کو غور کرتا ہے قادر مطلق اللہ کے بارے میں، ڈر محسوس کرتا ہے اور پناہ مانگتا ہے اُس کی ہر طرح سے اللہ داب رکھا تھا ساری کائنات کو ایک بہت ہی محدود و تاریک ترین نقطہ میں، اور اپنے حکم سے باقاعدہ طور پر بکھیر دیا تھا کائنات کو، تین رُخی رنگین، سایہ جیسی اور منور شکل میں۔

☆ ایک مادہ پرست کا عقیدہ!

معلومات جو ہم نے پیش کی ہیں اب تک بتلاتی ہیں کہ نظریہ اِرتقاء اپنا وجود آہستہ آہستہ کھو دیتا ہے سائنسی دریافتوں کے ساتھ ساتھ۔ نظریہ اِرتقاء زندگی کی ابتداء سے متعلق، سائنس سے مطابقت نہیں رکھتا ہے، اِرتقائی میکانیزمس جو نظریہ ارتقاء پیش کرتا ہے اِرتقائی طاقت نہیں رکھتے اور Fossils ظاہر کرتے ہیں کہ درکار درمیانی اشکال کبھی بھی نہیں پائے گئے تھے کہیں بھی کھدائیوں میں۔ اِس لئے یہ یقینی طور پر سمجھا جاتا ہے کہ نظریہ اِرتقاء کو غیر سائنسی خیال گردانتے ہوئے ایک طرف ہٹا دینا چاہیے۔ جیسا کہ کیسے کئی ایک ایک تصورات مثلاً زمیں سے وابستہ کائنات کا ماڈل وغیرہ جیسے تصورات سائنس کے ایجنڈے

سے نکال دیئے جاتے رہے ہیں دوران تاریخ میں۔ بہرنوع ،نظریہ اِرتقاء ہنوز سائنسی ایجنڈوں میں شامل ہے۔ کیونکہ بعض لوگ حتّٰی کہ کوشش کرتے ہیں نمائندگی کرتے ہوئے کہ تنقیدیں جو اِس نظریہ کے خلاف ہوتی ہیں، بطور ایک سائنس پر حملہ کے مترادف ہے۔ کیونکہ اِس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نظریہ ایک ناگزیر مضبوط عقیدہ ہے بعض حلقوں میں۔ یہ حلقے آنکھ میچ کر اپنے آپ کو سُپرد کر چکے ہیں مادی فلاسفی کو اور مستحکم طور پر اپنے لیے بنالیا ہے ڈارونینزم کو اپنا سب کچھ کیونکہ یہ ہی صرف مادہ پرستوں کا وضاحتی ماخذ ہے جو پیش کیا جاسکتا ہے قدرت کے مظاہر کی وضاحت کے لئے۔

کافی دلچسپ بات یہ ہے کہ وے اقبال بھی کرتے رہتے ہیں موقع بہ موقع اِس حقیقت کا۔ چنانچہ ایک مشہور علم تو اثر و وراثت کا ماہر اور بے باک ارتقاء پسند، Richard C. Lewontin جو ہارورڈ کی جامعہ سے متعلق رہا ہے قبول کرتا ہے کہ وہ ہے، ''پہلے اور سب سے الگ ایک مادہ پرست اور تب سائنس داں ہونے کے، اِن اِرتقاء پرستوں کا کہنا ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ طریقے اور اِدارے سائنس کے ہمیں مجبور کرتے ہیں قبولنے ایک مادی وضاحت کو مظاہر قدرت سے بھری دُنیا کے بارے میں بلکہ اِس کے برخلاف، ہم زور دیئے جاتے ہیں ہماری ایک پہلے کی وابستگی سے جو ہم کو مادہ سے تھی، اور وہ وجہ بنتی ہے پیدا کرنے ایک تحقیقی لائحہ عمل اور تصورات کا مجموعہ، جو پیدا کرتا ہے مادی وضاحتیں، اِس بات کی پروا نہیں کہ کتنی تضادی طور پر وِجدانی ہو یا پُر اسرار طور پر معارف سے نا اشنا۔ علاوہ اِس کے وہ مادیت مطلق ہے، اِس لئے ہم خدائی قدم کو اُس میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ یہ ہیں واضح تفصیلی بیانات کہ ڈارونینزم ایک مضبوط ایقان ہے جو رکھا گیا ہے زندہ صرف مادیت سے وابستگی کی خاطر۔ یہ ایقان سنبھالے رکھتا ہے مادہ کو کیونکہ وہاں پر ایسا کوئی نہیں ہے جو مادے کو بچا پاتا ہے۔

اِس لئے وہ بحث کرتا ہے کہ بے جان، بے شعور مادہ پیدا کرتا ہے زندگی۔ ڈارونینزم زور دیتا ہے کہ لکھوکھا مختلف جاندار اصناف یعنی پرندے، مچھلی، زراف، شیر، حشرات الارض، اشجار، پھول، وہیلس اور اِنسان وغیرہ وجود میں آتے ہیں، مادے جیسے

گرتی ہوئی بارش، بجلی کی کوند اور دیگر مادوں کے درمیان باہمدیگر کارکردگی سے۔ یہ ہے ایک قول جو خلاف جاتا ہے وجوہات کے اور سائنس دونوں کے۔ تاہم ڈارون کے پرستار نظریہ اِرتقاء کی تائید جاری رکھتے ہیں، تائید کرنا اِس کی صرف اِس طرح سے کہ کوئی خدائی قدم اُن کے دروازہ میں داخل ہونے نہ پائے، یعنی تخلیق کا عمل کسی صورت ثابت نہ ہونے پائے۔ ہر کوئی جو جانداروں کی ابتداء کو مادّہ پرستوں کے متعصّبانہ نقطہ نظر سے دیکھنا نہیں چاہتا وہ دیکھتا ہے اِس حقیقت کو کہ تمام جاندار ایک خالق کے پیدا کردہ ہیں جو قادر مطلق ہے، سب سے اعلیٰ حکیم اور علیم ہے۔ یہ خالق اللہ ہے جس نے پیدا کیا ہے ساری کائنات کو جو پہلے کبھی نہ تھی، اُس کو ڈزائن کیا ہے اِنتہائی مکمل شکل میں، اور تمام جانداروں کو بے حد خوبصورتی کے ساتھ مکمل حالت میں بنایا ہے۔

☆ نظریہ اِرتقاء دُنیا کی سب سے زیادہ مسحور کن طاقت

ہر کوئی جو تعصب سے آزاد ہے اور کسی خاص طرز فکر سے بے گانہ ہے، استعمال کرتا ہے خود کی سمجھ اور منطق کو، کُھلے طور پر سمجھتا ہے کہ نظریہ ارتقاء میں اعتقاد لاتا ہے دماغ میں سماجی توہمات جو نہیں رکھتے سائنسی یا تہذیبی معلومات، بلکہ یا بالکلیہ ناممکنات میں سے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ پچھلے سطور میں وضاحت کی گئی ہے، جو عقیدہ رکھتے ہیں نظریہ ارتقاء میں خیال کرتے ہیں کہ چند ایک جواہر اور سالمے ایک وسیع مقام میں بکھیر دیئے گئے ہیں، وے پیدا کر سکتے ہیں، سوچنے والے اور سمجھدار پروفیسرس کو اور جامعات کے طلباء کو، سائنس دانوں کو جیسے اِنسٹائن اور گلیلیو کو، ایسے آرٹیٹس کو جیسے ہمفرے بُوگارٹ، سائناٹرا فرانک اور لوسیا نو پاوارو ٹی کو اور ساتھ ساتھ باراسنگا وغیرہ جاندار، لیمو کے درخت، کارنیش پھول وغیرہ بناتات۔ جیسا کہ سائنس داں، پروفیسرس جو یقین رکھتے ہیں اِس مہمل بات پر، ہوتے ہیں تعلیم یافتہ لوگ، کیا اُن کے لئے یہ کہنا بالکلیہ مناسب رہے گا اِس نظریہ کے بارے میں کہ یہ دُنیا کی مسحُور کُن طاقت ہے۔ سابق میں کبھی کوئی دوسرا خیال یا تصور اِس طرح بہا نہیں لے گیا تھا لوگوں کی سمجھنے کی طاقتوں کو، کیا اُس وقت کے ماضی کے ذہین لوگ

انکار کئے تھے اجازت دینے سے اُن کو سوچنے سے ذہانت سے اور منطق سے، اور کیا چھُپائے رکھتے تھے سچائی کو لوگوں سے، گویا کہ وے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہو۔ یہ اِرتقاء پسندوں کا طریقہ عمل حتّٰی کہ زیادہ خراب ہے اور نا قابل یقین اندھا پن ہے مقابلتاً اُن مصریوں کے طریقہ عمل سے، وے جو اُن کے سورج خدا Ra کی پوجا کیا کرتے تھے، یا افریقہ کے بعض حصوں میں جو لوگ Totem کی پوجا کرتے تھے یا Saba کے لوگ جو سورج کی پوجا کرتے تھے، یا پیغمبر ابراہیم (AS) کے قبیلہ کے لوگوں سے جو اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بُتوں کی پوجا کرتے تھے یا پیغمبر موسیٰ (AS) کے لوگوں کے طرزِ عمل سے جو سنہرے بچھڑے کی پوجا کرتے تھے۔

حقیقت میں اللہ توجہ دلاتا ہے اِس سمجھ کی محرومی کی طرف جو اللہ قرآن میں کئی آیات میں ظاہر کرتا ہے کہ بعض لوگ کے دماغ کُند ہوتے ہیں اور وے سچائی کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اِن میں سے بعض آیات حسب ذیل ہیں:

''کہا ڈالو اور پھر جب انھوں نے ڈالا، باندھ دیا لوگوں کی آنکھوں کو اور ان کو ڈرا دیا اور لائے بڑا جادو۔'' (سورہ اعراف، 116)

جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے، فرعون کے جادوگر ہر ایک کو دھوکہ دینے کے قابل تھے۔ حضرت موسیٰ (AS) سے ہٹ کر اور وہ جو اُس پر اعتقاد رکھتے تھے۔ بہر حال، اُس کی شہادت، توڑ ڈالی جادو کے اثر کو، یا نِگل ڈالی جو کچھ کہ وے دھوکہ دہی کئے تھے۔

اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کو کہ ڈال دے اپنے عصا کو، سو وہ جبھی لگا نگلنے جو سانگ اُنھوں نے بنایا تھا۔ پس ظاہر ہو گیا حق اور غلط ہو گیا جو کچھ اُنھوں نے کیا تھا۔''

(سورہ ال اعراف، 118-117)

جیسا کہ ہم دیکھ سکتے ہیں، جب لوگ جانے کہ ایک جادو اُن پر کیا گیا تھا اور جو کچھ کہ وے دیکھے تھے صرف ایک دھوکہ تھا، فرعون کے جادوگر کھو دی تھی اپنی ساکھ۔

موجودہ دِنوں میں بھی، جب تک کہ وہ جو، ایک اِسی قسم کے جادو کے اثر میں ہوتے ہیں (نظریہ اِرتقاء کے اثر میں ہوتے ہیں) یقین رکھیں گے اِن مضحکہ خیز

دعوٰؤں میں جو اُن کے سائنسی بھیس میں ہوتے ہیں اور گذارتے ہیں اپنی زندگیاں اِن دعوٰؤں کی مدافعت کرتے ہوئے، رکھتے ہوئے اُن کے توہماتی اعتقادات کے، وے بھی ذلیل ہوں گے جب کہ پوری سچائی اُبھر کر آجاتی ہے سامنے اور جادو کا سحر ٹوٹ جاتا ہے۔ حقیقت میں بین الاقوامی شہرت یافتہ، برطانوی مصنف اور فلاسفر مالکم مگّارِج نے بھی یہ بیان دیا ہے:

''میں خود ہوں بااعتماد کہ نظریہ ارتقاء، خاص طور پر جس حد تک اِس کا عمل درآمد ہوا ہے، ہو گا کئی ایک بڑے Jokes میں سے ایک مستقبل میں تاریخ کی کتابوں میں، آنے والی نسلیں حیرت زدہ ہوں گی کہ اِس قدر نا قابل یقین اور نا قابل اعتبار مفروضہ قبولا جا سکتا ہے بادلِ نخواستہ نا قابل یقین اعتماد کے ساتھ، جو وہ رکھتا ہے۔''

وہ مستقبل کچھ دور نہیں ہے، برخلاف اِس کے لوگ جلد ہی دیکھیں گے اُس موقعہ کو جو نہیں ہے ایک خدائی اور دیکھیں گے ماضی کے نظریہ ارتقاء کو بدترین فریب کے اور اِنتہائی خطرناک جادو کے دُنیا میں۔ وہ سحر پہلے سے ہی تیزی سے اُٹھنا شروع کر رہا ہے لوگوں کے سروں سے دنیا بھر میں۔ کئی لوگ جو دیکھتے ہیں اِس نظریہ کا حقیقی چہرہ، حیرت کے ساتھ تعجب کر رہے ہوتے ہیں کہ کیسے وے کبھی کے پھنس چکے تھے اِس نظریہ کے چُنگل میں۔ آیت پیش ہے:

''وے بولے، پاک ہے تو، ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا ہم کو سکھلایا ہے، بیشک تو ہی اصل جاننے والا حکمت والا ہے، (سورہ بقرہ، 32)

Tashihli Resimalti ☆

اِسی لحاظ سے لوگوں کے اعتقادات جو مگر مچھوں کی پوجا کرتے تھے اب جانے جاتے ہیں عجیب اور نا قابل یقین، اِسی طرح سے ڈارون کے ماننے والوں کے اعتقادات بھی ہیں محض نا قابل یقین، ڈارون کے ماننے والے ان جاننے میں، اتفاقات اور بے جان، لاشعور جواہر کو سمجھتے ہیں بطور ایک تخلیقی طاقت کے، اور اِس جھوٹے اعتقاد کے ایسے دِل و جان سے معتقد ہیں جیسا کہ اگر ایک، مذہب سے ہوتا ہے۔

☆☆☆